قصیدہ اطیب النغم

مصنّفہ

حضرت شاہ ولی اللہ
محدّث دہلوی

ترجمہ اُردو

پیر محمد کرم شاہ الازہری

ضیاء القرآن پبلی کیشنز ○ گنج بخش روڈ ○ لاہور

نام کتاب	قصیدہ اطیب النغم
مصنف	حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ
مترجم	ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمتہ اللہ علیہ
کتابت	میاں عبید اللہ
تعداد	ایک ہزار
تاریخ اشاعت	مئی 1999ء
طابع	ایل.جی پرنٹرز، لاہور
ہدیہ	-/75روپے

ملنے کا پتہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتادربار روڈ، لاہور (پاکستان)۔ فون:۔ 7221953

9۔الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور۔ فون:۔7225085-7247350

فیکس نمبر:۔042-7238010

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

الحمد للہ نحمدہٗ ونستعینہٗ ونستغفرہٗ
ونومن بہ ونتوکل علیہ۔ ونصلی و
نسلم علی افضل من طاب بہ النجار و
سمی بہ الفخار واستنارت بنور جبینہٖ
الاقمار وتضاءلت عند جودہ یمینہ
الغمائم والبحار سیدنا و نبینا
محمد و علی اٰلہ الاطہار و
اصحابہ الاخیار ما شجعت فی
ایکہا الاطیار۔

امّا بعد:

امت مسلمہ پر اللہ تعالیٰ کا یہ خاص فضل واحسان رہا ہے کہ جب کبھی اس پر ادبار و انحطاط کا دور آیا قدرت الٰہی نے اسے کسی ایسی دلنواز شخصیت سے سرفراز فرما دیا جو اس کے مطلع حیات پر چودھویں کا چاند بن کر چمکی اور اپنی ضوفشانیوں سے محرومیوں مایوسیوں اور ہر قسم کی ظلمتوں کو کافور کر دیا۔ جب بھی سفینۂ ملت کسی گرداب میں پھنسا تو اسے کوئی ایسا جوانمرد ناخدا مرحمت فرما دیا جس نے اسے خطرناک گردابوں سے نکال کر ساحل مراد تک پہنچا دیا۔

انھیں مسعود وارجمند ہستیوں کی فہرست میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی چمکتا دمکتا نظر آتا ہے۔ آپ نے سیاسی زوال و انحطاط کے دور میں ہندوستان کی غیر مسلم اکثریت میں گھری ہوئی ملت مسلمہ کو نیست و نابود ہونے سے بچا لیا۔ ان کے گرتے ہوئے حوصلوں کو سنبھالا دیا۔ ان کے فرسودہ افکار و نظریات کو حیات نو ارزانی فرمائی ان کی زنگ آلودہ قوت کو صیقل کیا اور انھیں اس قابل کر دیا کہ وہ پھر کارزار حیات میں باطل کو للکار سکیں۔ حضرت شاہ صاحب کا وجودِ مسعود اللہ تعالیٰ کی ایک گراں بہا نعمت ہے لیکن اس نعمت کی گراں قدری کا صحیح اندازہ اس وقت لگایا جا سکتا ہے جب ہم ان سیاسی معاشرتی، معاشی حالات کا جائزہ لیں جو اس ہندوستان میں رونما ہو چکے تھے۔

آپ کی ولادت باسعادت بتاریخ ۴ شوال سنہ ۱۱۱۴ھ مطابق ۱۰ فروری ۱۷۰۳ء بروز چہارشنبہ بوقت طلوعِ آفتاب ہوئی آپ کا سلسلہ نسب والد کی طرف سے تیس ۳۰ واسطوں سے حضرت فاروق اعظم تک اور والدہ کی طرف سے امام موسیٰ کاظم تک، رضی اللہ عنہما، پہنچتا ہے۔ اپنے نام کے بارے میں حضرت شاہ صاحب

"انفاس العارفین" میں رقم طراز ہیں:

"میرے والد ماجد، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ کی مزار مبارک کی زیارت کو گئے۔ حضرت بختیار کاکی نے لڑکے کی بشارت دی اور فرمایا اس کا نام قطب الدین رکھنا۔ میں پیدا ہوا تو والد ماجد یہ نام رکھنا بھول گئے۔ بعد میں یاد آنے پر قطب الدین نام رکھا۔"

آپ کا وصال ۲۹ محرم الحرام ۱۱۷۶ھ مطابق ۲۰ اگست ۱۷۶۲ء بوقت ظہر اکسٹھ سال چار ماہ کی عمر میں ہوا۔ دہلی کی شہر پناہ سے باہر بجانب جنوب ترکمان دروازہ کی طرف آپ کا مزار شریف ہے۔

اس عرصہ میں جو بادشاہ دہلی کے تخت پر متمکن ہوئے ان کے نام مع مدت حکومت درج ذیل ہیں:

نمبر شمار	نام بادشاہ	تاریخ آغاز	مدت حکومت
۱۔	عالمگیر محی الدین محمد اورنگ زیبؒ	یکم ذی القعدہ ۱۰۶۸ھ ۳۰ جولائی ۱۶۵۸ء	
۲۔	شاہ عالم اول بہادر قطب الدین محمدؒ	۲۸ ذی القعدہ ۱۱۱۸ھ ۳ مارچ ۱۷۰۷ء	چند ماہ
۳۔	جہاندار شاہ معز الدین	۱۹ محرم ۱۱۲۴ھ ۲۸ فروری ۱۷۱۲ء	گیارہ ماہ چند دن
۴۔	فرخ سیر معین الدین احمد	۲۳ ذی الحجہ ۱۱۲۴ھ ۹ جون ۱۷۱۳ء	چھ سال چند ماہ

نمبر شمار	نام بادشاہ	تاریخ آغاز	مدت حکومت
۵ -	رفیع الدرجات شمس الدین محمد ابوالبرکات	۸ ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ ۲۸ فروری ۱۷۱۹ء	تقریباً پانچ ماہ
۶ -	شاہجہان ثانی شمس الدین محمد رفیع الدولہ	۱۹ رجب ۱۱۳۱ھ ۷ جون ۱۷۱۹ء	تقریباً چار ماہ
۷ -	محمد شاہ، روشن اختر، ناصر الدین	۲۵ ذی قعدہ ۱۱۳۱ھ ۹ اکتوبر ۱۷۱۹ء	تقریباً تیس سال
۸ -	احمد شاہ بہادر مجاہد الدین	۲۷ ربیع الثانی ۱۱۶۱ھ ۲۷ اپریل ۱۷۴۸ء	تقریباً چھ سال
۹ -	عالمگیر ثانی عزالدین محمد	۲ شعبان ۱۱۶۷ھ ۵ جون ۱۷۵۴ء	تقریباً چھ سال
۱۰ -	شاہجہان ثالث	۲۰ ربیع الثانی ۱۱۷۴ھ ۳۰ نومبر ۱۷۵۹ء	چودہ دن
۱۱ -	شاہ عالم ثانی جلال الدین محمد	۴ جمادی الاول ۱۱۷۳ھ ۲۵ دسمبر ۱۷۵۹ء تا ۱۸۰۶ء	

حضرت شاہ صاحب کی عمر اورنگ زیب عالمگیر کی وفات کے وقت تقریباً چار سال تھی اور شاہ عالم ثانی کی حکومت کے ابھی اڑھائی سال گزرے تھے کہ آپ نے اس عالم فانی کو الوداع کہا اور راہی ملک بقا ہوئے۔

سلاطین کی مندرجہ بالا جدول کو دیکھنے کے بعد انسان بآسانی اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ ان میں سے کوئی بھی بااختیار نہ تھا۔ محمد شاہ کے بغیر جتنے بھی بادشاہ گزرے ہیں ان کو اطمینان سے حکومت کرنے کا موقع نہیں ملا۔ ان میں سے بیشتر یا تو قید ہوئے یا تہ تیغ کر دیئے گئے۔ جہاندار شاہ قتل ہوا۔ فرخ سیر کو اندھا کر کے قید کیا گیا پھر اسے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ رفیع الدرجات چار ماہ بھی حکومت نہ کرسکا کہ مرگیا۔ رفیع الدولہ کی تخت نشینی کی مدت بھی چار ماہ سے زائد نہ تھی۔ احمد شاہ کو اندھا کر دیا گیا، پھر قید کر دیا گیا۔ اور عالمگیر ثانی کو قتل کیا گیا۔

قلیل عرصہ میں گیارہ بادشاہوں کا تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد تخت نشین ہونا اور عبرتناک انجام کو پہنچنا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مملکت مغلیہ پر نزع کا عالم طاری تھا، بادشاہ کی اپنی کوئی حیثیت نہ تھی، درباری امراء کے ہاتھ میں وہ مٹی کا ایک کھلونا تھا۔ وہ جب چاہتے اس کو زمین پر پٹخ کر ریزہ ریزہ کر دیتے۔ جب سیاسی افراتفری کا یہ عالم ہو تو قوم کے اخلاقی زوال اور معاشی تباہ حالی کے بارے میں کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔

کمزور طبع اور عیش پسند بادشاہوں کی وجہ سے ملک بھر میں طوائف الملوکی کی وبا پھوٹ نکلی۔ جہاں کسی طالع آزما کا حالات نے ساتھ دیا اس نے اپنی آزاد مملکت کا اعلان کر دیا۔ بنگال اور بہار کے دور افتادہ صوبوں پر علی وردی خان نے قبضہ کر لیا۔ اودھ پر برہان الملک اور صفدر جنگ قابض ہو گئے۔ روہیل کھنڈ اور دوآبہ میں روہیلوں اور بنگشوں نے اپنی خودمختاری کا پرچم لہرا دیا۔ دکن میں نظام الملک نے اپنی آزاد حکومت قائم کر لی۔ مسلمان صوبیداروں کی خود غرضی اور عاقبت نااندیشی کے باعث غیر مسلم

طاقتیں بھی سر اٹھانے لگیں۔ انھوں نے بھی دہلی کی حکومت کی اطاعت کا قلادہ گردنوں سے اتار پھینکا۔ مرہٹے، جاٹ اور سکھ جنگجو قومیں تھیں انھوں نے مسلمان آبادیوں پر شب خون مارنے شروع کر دیئے اور جہاں جہاں ان کا بس چلا اپنی آزاد مملکتیں قائم کرلیں۔ داخلی انتشار کے باعث بیرونِ ملک سے بھی کئی مہم جو اشخاص نے ہندوستان کو برسہا برس تک خوانِ یغما بنائے رکھا۔ نادر شاہ ایرانی، احمد شاہ ابدالی کے حملے، بنگال میں انگریزوں کی پیش قدمی اور پلاسی کے میدان جنگ میں جعفر کی غداری سے سراج الدولہ کی شکست اسی دور کے واقعات ہیں۔

اسی پس منظر میں حضرت شاہ ولی اللہ کی شخصیت اور ان کے تاریخ ساز کارنامے نمایاں ہوتے ہیں۔

شہاب الدین غوری جو پہلے مسلم فاتح تھے جنھوں نے ہندوستان میں اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی۔ ان کے دور سے لے کر لودھی خاندان تک تمام حکمران خانوادے سنّی اور حنفی تھے۔ لیکن دوسرے مغل بادشاہ نصیر الدین ہمایوں کو شیر شاہ سوری نے شکست دے کر ہندوستان چھوڑنے پر مجبور کر دیا تو اس نے ایران میں جا کر پناہ لی۔ اور کچھ عرصہ بعد ایرانی بادشاہ کی مدد سے اپنا کھویا ہوا تاج و تخت واپس لیا۔ اس وقت سے دربار شاہی میں ایرانی عنصر جو شیعہ تھا، دخیل ہو گیا یوں تورانی امراء جو سنّی تھے اور ایرانی امراء جو شیعہ تھے ان میں باہمی رقابت کا آغاز ہوا۔ جب تک دور اندیش اور اولوالعزم مغل سلاطین تخت حکومت پر متمکن رہے انھوں نے کوئی ایسی صورت حال پیدا نہ ہونے دی جس میں یہ خلفشار اور کشمکش مملکت کی سالمیت کے لیے نقصان کا باعث ہو لیکن جب کمزور اور عیاش شہزادے تاجِ شاہی پہن کر تخت طاؤس پر

بیٹھے اس وقت سے اس آویزش نے خطرناک صورت حال اختیار کر لی اور امرار دربار کا جو گروہ غالب آتا۔ وہ اپنے پسند کے شہزادے کو تخت شاہی پر بٹھا دیتا اور پہلے بادشاہ کو قتل کر دیتا یا اس کی آنکھوں میں گرم سلائی پھیر کر اندھا کر دیتا اور قید خانہ کی کسی کوٹھڑی میں اسے بند کر دیتا۔

'جادو ناتھ سرکار' جو ہندوستان کا قابلِ اعتماد مؤرخ ہے لکھتا ہے:

"آخری مغلیہ دور کی تاریخ انھیں دو گروہوں کی جنگ و جدال کی تاریخ ہے۔"

سادات بار نے جو شیعہ تھے اپنے ہاتھ مضبوط کرنے کے لیے مرہٹہ جیسی اسلام دشمن طاقت کے ساتھ معاہدہ کرنے میں کوئی قباحت محسوس نہ کی۔ جنوبی ہند میں سیواجی کی سرکردگی میں مرہٹوں کی تاریخ ایک طوفان بن کر ابھری۔ لیکن عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی اولوالعزمی نے ان کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔ لیکن ان کی وفات کے بعد پھر انھوں نے ہلڑ بازی شروع کی اور دہلی کے گرد و نواح تک بڑھتے چلے آئے ۱۷۵۷ء میں انھوں نے جاٹوں کی مدد سے دہلی پر حملہ کیا اور مرہٹوں نے اپریل ۱۷۵۸ء میں لاہور پر قبضہ کر لیا۔ ۹ رذی الحجہ ۱۱۷۴ھ مطابق ۲ راگست ۱۷۶۰ء کو مرہٹوں کے سپہ سالار "بھاؤ" نے لال قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ اور شاہی حرم سرا کے ساتھ تمام کارخانے ان کے تصرف میں آگئے۔ اگر ۱۴ جنوری ۱۷۶۱ء کو احمد شاہ ابدالی نے پانی پت کے میدان میں مرہٹوں کا خاتمہ نہ کر دیا ہوتا تو یقیناً مغلوں کا تخت طاؤس کسی مرہٹہ بادشاہ کے قدموں میں ہوتا۔ احمد شاہ ابدالی نے پانی پت کے میدان میں دو لاکھ مرہٹوں کو تہ تیغ کیا۔ اسی جنگ میں ان کا سپہ سالار 'بھاؤ' اور ان کا متوقع تاجدار 'بسواس راؤ' بھی موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ ہندوستان کے شمال مغرب میں سکھوں نے

ادھم مچا رکھا تھا جہاں جہاں ان کا تسلط قائم ہوتا وہاں مسلمانوں پر قیامت ٹوٹ پڑتی ان کے مقبوضہ علاقوں میں کسی مسلمان کو اجازت نہ تھی کہ وہ بلند آواز سے آذان دے سکے، انھوں نے مسجدوں کی حرمت و تقدس کو بھی پامال کر دیا تھا مسجدوں میں گرنتھ پڑھا جاتا اور مسجد کو مست گڑھ کہا جاتا۔ اسی طرح جاٹ قوم جو دہلی اور آگرہ کے درمیانی علاقہ میں آباد تھی اس نے اس علاقہ کا امن وسکون برباد کر دیا تھا۔ اب دہلی سے آگرہ جانے والی شاہراہ ان کے قبضہ میں تھی جس قافلہ کو چاہتے لوٹ لیتے اور جس قافلہ کو چاہتے منزل کی طرف بڑھنے سے روک دیتے دہلی کے بادشاہ میں یہ دم خم نہ تھا کہ وہ ان سے بازپرس کر سکے۔

نادر شاہ کا حملہ

سید برادران کے خاتمہ کے بعد ایرانی گروہ کی طاقت کمزور پڑ گئی اس لیے انھوں نے نادر شاہ کو ہندوستان پر حملہ کرنے کی دعوت دی۔ نادر شاہ، محمد شاہی عہد میں ۹ ر ذی الحجہ کو دہلی میں داخل ہوا۔ دوسرے دن عید الاضحیٰ کے خطبے میں محمد شاہ کے نام کے ساتھ نادر شاہ کا نام آتے ہی شہر میں کہرام مچ گیا۔ شہریوں نے نادر شاہ کے سپاہیوں کے ساتھ بدسلوکی کی۔ اس طرح نادر شاہ کو قتل عام اور غارت گری کا موقع مل گیا عید قربان کے تیسرے یا چوتھے روز اس نے قتل عام کا چنگیزی طریقہ اختیار کیا۔ آٹھ نو گھنٹے قتل عام جاری رہا جس میں کم از کم تیس ہزار اور زیادہ سے زیادہ ایک لاکھ آدمی مارے گئے لوٹ مار کا سلسلہ تو کئی ہفتوں تک جاری رہا۔

شاہ صاحب کے عہد میں سیاسی ابتری کا نقشہ آپ نے ملاحظہ فرمایا جس

ملک میں سیاسی استحکام مفقود ہوتا ہے معاشی بدحالی اور اخلاقی انحطاط خود بخود رونما ہو جاتا ہے عام رعایا کا تو کیا کہنا شاہی مطبخ میں بھی تین تین روز تک آگ نہیں جلتی تھی۔

حضرت شاہ صاحب نے ان ناگفتہ بہ حالات میں ایک بے بس اور خاموش تماشائی کی طرح زندگی بسر نہیں کی بلکہ ہر محاذ پر اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے داد شجاعت دی۔ سیاسی حالات پر قابو پانے کے لیے انھوں نے عیاش بادشاہوں، اخلاق باختہ امراء اور ضمیر فروش رؤسار کو خوابِ غفلت سے جھنجھوڑا اور انھیں اپنے فرائض کی ادائیگی کی طرف بڑی سختی سے متوجہ کیا انھوں نے تمام ایسے افراد سے رابطہ قائم کیا جو ملک کو سیاسی تباہی سے بچانے کے لیے معاون ثابت ہو سکتے تھے۔ جب مرہٹوں کی زیادتیاں انتہا کو پہنچ گئیں اور آپ کی دور بین نگاہ نے بھانپ لیا کہ ہندوستان میں کوئی ایسی شخصیت نہیں جو اس طوفانِ بدتمیزی کا رخ موڑ سکے تو آپ نے احمد شاہ ابدالی والیٔ افغانستان سے خط و کتابت شروع کی اور اس کو آمادہ کیا کہ وہ آگے بڑھے اور امت مسلمہ کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو غرق ہونے سے بچائے۔ آپ کی حوصلہ افزائی اور ترغیب پر ہی اس نے ہندوستان پر چڑھائی کی اور پانی پت کے میدان میں مرہٹوں کو فیصلہ کن شکست دی۔ اگر آپ اس کو ترغیب نہ دیتے اور اس کی حوصلہ افزائی نہ کرتے اور ابدالی میدان میں نہ آتا تو معلوم نہیں ان سفاک اور درندہ صفت مرہٹوں کے ہاتھوں امتِ مسلمہ کا کیا حشر ہوتا۔

آپ نے قوم کی اخلاقی اصلاح کے لیے بھی اپنے علم و فضل کو بڑی سلیقہ شعاری سے استعمال کیا علمار صوفیار رؤسار، اہل صنعت و حرفت، تجار، زمینداروں کو بڑی شدت

سے ان کی خامیوں کی طرف متوجہ کیا۔ ہندوستان میں اس وقت آپ کی ہی منفرد شخصیت تھی جو شاہانِ وقت کے غرور و نخوت کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سچی بات کہہ سکتی تھی۔

ان گوناگوں مصروفیتوں کے باوجود فقر و درویشی سے ان کا تعلق پوری شان و شوکت سے قائم رہا۔ اپنی کثیر التعداد تصنیفات میں انھوں نے صوفیاء کرام کی صحیح تعلیمات کو یوں نکھار کر پیش کیا کہ شکوک و شبہات کی گرد چھٹ گئی اور حقیقت کا رُخ زیبا اپنی جملہ رعنائیوں کے ساتھ پھر دلوں کو موہنے لگا۔

آپ نے امت کے ہر طبقہ کی اصلاح کے لیے بھرپور کوشش کی۔ علماء فقہاء کو خبردار کیا کہ وہ تقلید جامد سے باز آئیں۔ آپ کی تصنیفات کی تعداد سینکڑوں سے زیادہ ہے قرآن کریم کے فارسی ترجمہ سے لے کر حجۃ اللہ البالغہ جیسی ادق اور پُر از حکمت کتاب تک آپ نے زندگی کا کوئی گوشہ نہیں چھوڑا جس پر طبع آزمائی نہ کی ہو۔

آپ کی تاریخ ساز شخصیت اور حیات آفریں کارناموں کے باعث آپ کی شہرت ملک کے گوشہ گوشہ میں پہنچ گئی تھی ہر شخص آپ کو ادب و احترام کی نظر سے دیکھا کرتا تھا۔ آپ کی خداداد مقبولیت سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے بعض بدمذہبوں نے خود کتابیں تالیف کیں جن میں اپنے عقائد باطلہ کو بیان کیا اور اہلسنت کے عقائد حقہ پر طعن و تشنیع کی حد کر دی پھر ان کتابوں کو حضرت شاہ صاحب کی طرف منسوب کر دیا تاکہ ان کے نام کی وجہ سے ان کھوٹے سکّوں کو بھی لوگ آنکھیں بند کر کے قبول کرتے جائیں۔ ان کتب میں جو تصنیف کر کے آپ کی طرف منسوب کی گئیں درج ذیل ہیں:

۱۔ البلاغ المبین

۲۔ تحفۃ الموحدین

۳۔ قرۃ العینین فی ابطال شہادۃ الحسین

۴۔ الجنۃ العالیۃ فی مناقب المعاویہ ،

خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔

علماء محققین نے پوری تحقیق کے بعد یہ ثابت کیا ہے کہ ان کی نسبت حضرت شاہ صاحب کی طرف محض جھوٹ ہے ۔

وہ ایک صوفی گھرانے میں پیدا ہوئے تھے ان کے والد بزرگوار حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ ، اپنے زمانہ کے جلیل القدر نقشبندی صوفی تھے اس لیے تصوف سے انھیں فطری لگاؤ تھا ۔ وہ اس کی افادیت اور اثر انگیزی کو تہ دل سے تسلیم کرتے تھے ۔ تصوف کی بنیاد اللہ تعالیٰ سے محبت اور اس کے محبوب کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بے پایاں عشق پر ہے ۔ آپ کے دل نیازمند کو جو براہ راست تعلق سرکار رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم سے تھا ، وہ آپ کی کتابوں کا مطالعہ کرنے والوں سے مخفی نہیں محبوب رب العالمین کی نگاہ لطف وکرم جس طرح آپ کی تربیت فرماتی رہی اور آپ کی خداداد صلاحیتوں کو پروان چڑھاتی رہی اس کی جھلکیاں قارئین کو فیوض الحرمین ، در ثمین ، اس کے علاوہ آپ کی دیگر تصنیفات میں جابجا نظر آتی ہیں ۔ مرقع حسن و دلبری صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم سے آپ کو جو بے پایاں عشق اور بے انداز محبت تھی ۔ ان کیفیات نے ان عربی قصیدوں کا روپ اختیار کر لیا جو انھوں نے اللہ تعالٰے کے محبوب کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح وثنا میں نظم کئے ہیں ۔

یہ دو شعر آپ بھی پڑھیئے اور اگر میخانۂ محبت سے کوئی گھونٹ نصیب ہوا ہے تو ان میں جو کیف و سرور ہے اس سے لطف اندوز ہونے کی سعادت حاصل کیجئے۔

من شاء فلیذکر جمال بثنیة

من شاء فلیغزل بحب الزیانب

سأذکر حبی الحبیب محمد

اذا ذکر العشاق حب الحبائب

ترجمہ

(۱) جس کا جی چاہے وہ بثینہ (عرب کی محبوبہ) کے حسن و جمال کا تذکرہ کرتا رہے۔

(۲) جس کا جی چاہے وہ دوسرے حسینوں کے عشق میں غزل گوئی کرتا رہے۔

(۳) جب دوسرے لوگ اپنے محبوبوں کے حسن و کمال کی تعریف کریں گے

(۴) میں تو صرف اپنے محبوب سے جن کا نام نامی محمد ہے جذبات عشق کا اظہار کروں گا۔

آپ کا مجموعہ قصائد جس کو آپ نے اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک نام سے موسوم کیا ہے۔ ان میں سے قصیدہ بائیہ اور قصیدہ ہمزیہ کے مشکل الفاظ کی تشریح اور ان اشعار کی فارسی شرح بھی آپ نے اپنے مبارک قلم سے لکھی ہے۔

اس کا آخری مطبوعہ ایڈیشن جو میری نظر سے گزرا ہے وہ مطبع مجتبائی دہلی میں طبع

ہوا اس پر تاریخ طباعت ۱۳۰۸ھ درج ہے یعنی تقریباً چھیانوے سال پہلے۔
ایک اور مطبوعہ نسخہ اس کے بعد کا بھی میری نظر سے گزرا جس پر تاریخ طباعت ۱۳۲۷ھ لکھی ہے اس میں کسی بزرگ نے اشعار کی اردو میں تشریح تو کی ہے لیکن حضرت شاہ صاحب کی فارسی شرح نقل کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ اس کو بھی طبع ہوئے تقریباً ستر سال گزر چکے ہیں۔

ضیاء القرآن پبلی کیشنز (وقف)، لاہور اور اس کے جواں ہمت اور جواں سال ناظم عزیز محمد حفیظ البرکات شاہ مستحق صد تبریک ہیں کہ انھوں نے اس دور میں ان قصائد کی اہمیت کا احساس کیا اور ان کو حضرت شاہ صاحب کی فارسی شرح کے ساتھ شائع کیا۔

یہ فقیر بھی اپنے رب کریم کا تہ دل سے شکر گزار ہے کہ اس نے اس پر تقصیر کو یہ شرف وسعادت ارزانی فرمائی کہ اس شرح کو میں نے اردو کا جامہ پہنایا تاکہ ہمارے عام قارئین بھی اس سے مستفید ہو سکیں۔ اس مجموعہ قصائد کی جو روحانی اور وجدانی برکتیں ہیں ان سے لطف اندوز ہونا تو انہی لوگوں کا حصہ ہے۔ جو خالص نیت سے اس کا مطالعہ کریں گے لیکن ان کے علاوہ بھی اس مجموعہ قصائد کی طباعت کے گوناگوں فوائد ہیں اطیب النغم ادب عربی کا ایک شاہکار ہے فصاحت و بلاغت کا ایک حسین مرقع ہے اور اس کی فارسی شرح اسرار و معانی کا ایک گنجینہ ہے جو چھیانوے سال سے گلدستۂ طاق نسیاں بنا ہوا تھا عوام تو کجا خواص بھی اس سے استفادہ کرنے سے محروم تھے اس مجموعہ کی طباعت سے اب محرومی کا یہ دور ختم ہو جائے گا اور حضرت شاہ صاحب کا ہر عقیدت مند آپ کے اس کلام معجز نظام سے مستفید

ہوسکے گا بلکہ آپ کے عقائد و نظریات سے بھی اس کو آگاہی حاصل ہوگی جس کے باعث وہ طرح طرح کی ان غلط فہمیوں سے اپنا بچاؤ کر سکے گا جس میں آج لوگ کثرت سے مبتلا ہوتے چلے جارہے ہیں۔

میری تجویز تو یہ ہے کہ ان پاکیزہ قصائد کو عربی مدارس کے نصاب میں شامل کیا جائے جس طرح ہم نے مرکزی دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ ضلع سرگودھا کے نصاب میں اسے شامل کیا ہوا ہے اس طرح ہم عربی ادب کے نوخیز طلبہ میں عربی ادب کا صحیح ذوق پیدا کرنے میں کامیاب ہوسکیں گے اور یہ بات بھی ان کے لیے حوصلہ افزائی کا باعث ہوگی کہ خاک ہند سے پیدا ہونے والا ایک عاشق رسول اپنے پیارے رسول کی زبان میں کتنی مہارت اور دستگاہ رکھتا ہے اور کس ذوق و شوق سے اپنے جذبات محبت کو بصد ادب و نیاز اپنے محبوب کریم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی بارگاہ عالی میں پیش کر کے نگاہ لطف و کرم کا امیدوار بنتا ہے۔

بجائے اس کے کہ ہمارے نصاب میں امرؤ القیس وغیرہ کے قصائد داخل ہوں جن میں جاہلی عربیت تو ہے لیکن اسلامی ادبیت مفقود ہے ہم ایسے قصائد کو داخل نصاب کریں تو یہ بہترین نعم البدل ہوگا۔

ان ابتدائی کلمات کے ساتھ میں شمع جمال مصطفوی صلے اللہ علیہ وسلم کے پروانوں اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے قدر دانوں اور مداحوں کی خدمت میں یہ مجموعہ قصائد پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم و تب علينا انك انت التواب الرحيم بجاه حبيبك الكريم و نبيك

الرؤف الرحیم علیہ و علی الہ من الصلوات ازکہٰا و من
التحیات انمٰہا و من التسلیمات اوفٰہا ۔

الفقیر الی رحمۃ ربہ
التمسک بذیل نبیہ

العبد المسکین
محمد کرم شاہ

۱۷ رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ

۱۷ رجون ۱۹۸۴ء

دار العلوم محمدیہ غوثیہ
بھیرہ

قصیدۂ اطیب النغم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

الحمد للہ الذی علّم الانسان مالم یعلم والھمہ اصناف العلوم والحکم و صلی اللہ علی سیّدنا محمد شفیع المذنبین و وسیلۃ المقربین و علی الہ و اصحابہ اجمعین ۔

امّا بعد

می گوید فقیر ولی اللہ عفی عنہ کہ مدح سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و نشر مناقب آنحضرت و ذکر دلائل نبوّت آنجناب بے شبہ مثمر برکات و موجب درجات است و ایں فقیر موفق شد دریں اثنا بنظم قصیدہ بائیہ دریں باب کہ بہ تتبع قصیدہ سواد بن قارب صحابی (رضی اللہ عنہ) سر بر زدہ و آں قصیدہ بغایت بلیغ است بر طور عرب اول بسمع مبارک حضرت صلے اللہ علیہ وسلم رسیدہ و بقبول خاطر

شریف مشرف شدہ و قصیدہ ایں ضعیف ہر چند دراں مرتبہ نیست کہ در جنب قصائد بلغاء باں ابتھاج کردہ شود و لیکن مشتمل است بر دلائل نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و اشارت میکند بجملہ آں مقاصد مہمہ و خالی از بعض لطافت نیست و چوں بعضے الفاظ قصیدہ خالی از غرابت نبود لازم آمد کہ شرح آں بطریق ایجاز و اختصار کردہ شود مناسب چوں می نماید کہ ہر مقصدے را بفصلے متمیز کردہ آید و نام ایں قصیدہ اطیب النغم فی مدح سید العرب و العجم مقرر کردہ شود۔

ترجمہ:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریفیں اللہ تعالےٰ کے لیے جس نے انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا اور گوناگوں علوم اور حکمتیں اس کے دل میں الہام کیں اور درود بھیجے اللہ تعالےٰ ہمارے آقا محمدؐ پر جو گنہ گاروں کے شفیع اور مقربین کے وسیلہ ہیں اور آپ کی آل پر اور آپ کے جملہ صحابہ پر۔

امّا بعد

فقیر ولی اللہ عفی اللہ عنہ کہتا ہے کہ سیّد المرسلین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی مدح اور آنحضور کے کمالات کا تذکرہ اور آنحضور کی نبوت کے دلائل کا بیان بلاشبہ بڑی برکات کا باعث ہے اور درجات کی بلندی کا سبب ہے۔ اسی اثناء میں اس فقیر کو بارگاہ الٰہی سے یہ توفیق ارزانی

ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نامور صحابی حضرت سواد بن قارب کے قصیدہ بائیہ کے انداز پر ایک قصیدہ نظم کرے۔ حضرت سوادؓ کا قصیدہ از حد اہلِ عرب کے اندازِ بیان کے مطابق از حد بلیغ ہے۔ سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے جب اس کو پہلی بار سنا، تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے شرفِ قبولیت سے نوازا۔ اس ضعیف کا قصیدہ اگرچہ فصاحت و بلاغت میں اس درجہ پر فائز نہیں کہ اسے بلغاءِ عرب کے قصائد کے پہلو بہ پہلو رکھ کر فخر و ناز کیا جائے۔ بایں ہمہ میرا قصیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کے دلائل پر مشتمل ہے اور بعض اہم مقاصد کی طرف اس میں اشارات ہیں، اور ادبی لطافت سے بھی وہ بالکل معرّا نہیں ہے جب کہ اس میں بعض ایسے الفاظ مستعمل ہوئے ہیں جو غریب اور مشکل ہیں۔ اس لیے یہ ضروری معلوم ہوا کہ ایجاز و اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کی شرح کر دی جائے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس قصیدہ کو متعدد فصلوں میں منقسم کر دوں تاکہ ہر فصل میں ایک مقصد کا بیان ہو۔ اس قصیدہ کا نام " اطیب النغم فی مدح سیّد العرب والعجم " (عرب و عجم کے آقا کی مدح میں پاکیزہ نغمہ) تجویز کیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل اوّل

در تشبیب بذکر بعض حوادث
زمان کہ در آں حوادث لابد است
از استمداد بروح آنحضرت صلّی اللہ
علیہ وسلم و تخلص بذکر مناقب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم ۔

ترجمہ

اس تمہید میں زمانہ کے حوادثات کا تذکرہ ہے کہ ان حوادثات سے نجات کے لیے اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں کہ حضور نبی مکرم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی روح پُرفتوح سے مدد طلب کی جائے اور آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مناقب اور کمال کا ذکر کرکے ان سے نجات حاصل کی جائے۔

۱

كَأَنَّ نُجُومًا أَوْمَضَتْ فِي الْغَيَاهِبِ
عُيُونُ الْأَفَاعِيْ أَوْ رُؤُسُ الْعَقَارِبِ

شرح حضرت ناظم

الایماض : درخشیدن برق۔ الغیہب : تاریکی، غیاھب : جماعۃ۔
یعنی گویا ستارگاں کہ مے درخشیدند در تاریکیہا چشمان یا سرہائے کژدم است قلق خاطر را بیان میکند ماخوذ از آنکہ ہر کہ مشوش می شود شبہا بخواب نمی رود و ستارگاں در نظر او بمنزلہ چشم افعٰی و سر کژدم می آید۔

تشریح مشکل الفاظ

اومضت : بجلی کا چمکنا۔ غیاہب : یہ جمع ہے اس کا واحد غیہب ہے۔ اس کا معنی تاریکی، اندھیرا ہے۔

الافاعی : افعٰی کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہے : اژدھا۔ عقارب : عقرب کی جمع ہے اس کا معنی ہے : بچھو۔

ترجمہ

ستارے جو گھپ اندھیروں میں چمک رہے ہیں وہ گویا اژدھوں کی چمکدار آنکھیں ہیں، یا بچھوؤں کے سر ہیں جن کے دیکھنے سے خوف و دہشت طاری ہو رہی ہے۔

تشریح

یعنی میرے دل کی بے چینی اور اضطراب کا یہ عالم ہے کہ آنکھوں سے نیند اڑ گئی ہے بے خوابی کا شکار ہوں اور اندھیری رات میں ستاروں کے دیکھنے سے اس طرح خوفزدہ اور ہراساں ہوں جس طرح زہریلے سانپوں کی چمکتی ہوئی آنکھوں یا بچھوؤں کے سروں کو دیکھ کر انسان مضطرب ہو جاتا ہے۔

۲

إِذَا كَانَ قَلْبُ الْمَرْءِ فِي الْأَمْرِ خَاثِرًا

فَأَضْيَقُ مِنْ تِسْعِيْنَ رُحْبُ السَّبَاسِبِ

شرح حضرت ناظم

خاثر ای ثقیل النفس غیر طیب و لانشط۔ سبسب: بیابان، سباسب جماعۃ۔ رحب بالضم: فراخی۔ رحب وسعۃ: منہ یقال بلد رحب۔

یعنی وقتیکہ باشد دلے مرد در کارہائے از کارہا محزون و پریشان پس در نظر او تنگ تر می نماید از عقد تسعین بیابانہائے کشادہ۔

و عقد تسعین عبارت از آنست کہ سر انگشت سبابہ دراصل ابہام بند کنند و وجہیکہ حلقہ بغایت تنگ پیدا شود۔

تشریح مشکل الفاظ

خائر : پژمردہ، افسردہ۔ تسعین : انگشت شہادت کو انگوٹھے کی جڑ سے ملانے سے جو تنگ حلقہ بنتا ہے، اہلِ عرب اسے تسعین کہتے ہیں۔ سباسب : جمع ہے اس کا واحد سبسب ہے جنگل، بیابان۔ رُحب : فراخی، کشادگی۔

ترجمہ

جب کسی کا دل کسی وجہ سے افسردہ اور پژمردہ ہوتا ہے تو بیابانوں کی وسعتیں اُن کے نزدیک تسعین کے حلقہ سے بھی تنگ تر ہو جاتی ہیں۔

۳

تَشْغَلُنِیْ عَنِّیْ وَ عَنْ کُلِّ رَاحَتِیْ
مَصَائِبُ تَقْفُوا مِثْلُهَا مِنْ مَصَائِبِ

شرح حضرت ناظم

تشغلنی : شغلہ فہو شاغل وذاک مشغول : یعنی باز داشت از وے۔ قفوتہ ای تبعتہ۔

یعنی باز می دارد مرا از تامل در حال خود و بہرہ مند شدن براحت خود مصیبت ہا کہ از پلے در می آیند مثل خود را از مصائب دیگر۔

تشریح مشکل الفاظ

شغل عنہ : غافل کر دینا۔ قفا یقفو : پیچھے پیچھے آنا۔

ترجمہ : ایسے مصائب والآم نے جن کے پیچھے انہی جیسے تند و تیز مصائب و آلام

کا سیلاب امڈا چلا آرہا ہے، مجھے اپنی ذات اور اپنی ساری مسرتوں سے غافل اور بے خبر کر دیا ہے۔

تشریح

یعنی ہجوم مصائب نے مجھے یوں سراسیمہ اور مدہوش کر دیا ہے کہ نہ میں اپنی نجات و فلاح کے بارے میں سوچ سکتا ہوں اور نہ ہی راحت و آرام کے جو وسائل مجھے میسر ہیں، ان سے لطف اندوز ہو سکتا ہوں۔

۴

إِذَا مَا أَتَتْنِي أَزْمَةٌ مُدْلَهِمَّةٌ
تُحِيطُ بِنَفْسِي مِنْ جَمِيعِ جَوَانِبِ

شرح حضرت ناظم

ازمۃ: سختی و قحط۔ ادلہام: تاریک شدن شب۔ لیلۃ مدلھمۃ: شب تاریک۔ یعنی وقتیکہ می رسد بمن سختی در غایت تاریکی و صعوبت گرد می آید نفس مرا از جمیع جوانب من۔

تشریح مشکل الفاظ

ازمہ: شدت، تنگی۔ مدلھمۃ: سخت تاریک۔

ترجمہ

جب مصیبت کی گہری تاریکی مجھے ہر طرف سے اپنے نرغے میں لے لیتی ہے۔

۵

تَطَلَّبْتُ هَلْ مِنْ نَاصِرٍ اَوْ مُسَاعِدٍ
اَلُوْذُ بِهٖ مِنْ خَوْفِ سُوْءِ الْعَوَاقِبِ

شرح حضرت ناظم

لوذ ولیاذ، پناہ گرفتن وحرف "من" اینجا مانند من است در آیۃ اطعمھم من جوع و امنھم من خوف۔

یعنی می جوئیم کہ آیا ہیچ یاری دہندہ و مدد کنندہ ہست کہ پناہ گیرم باو تا ترس شدت و سختی عواقب امور دفع گردد۔

تشریح مشکل الفاظ

تطلّب: کسی چیز کو تکلف اور کوشش کے ساتھ بار بار طلب کرنا۔ لاذیلوذلوذا ولیاذا: پناہ لینا۔

ترجمہ

میں بڑی کوشش سے بار بار ایسے مددگار یا معاون کی جستجو کرتا ہوں جس کے دامنِ رحمت میں مجھے برے نتائج کے خوف سے پناہ مل سکے۔ اور امن امان نصیب ہو سکے۔

۶

فَلَسْتُ اَرٰی اِلَّا الْحَبِیْبَ مُحَمَّدًا
رَسُوْلَ اِلٰهِ الْخَلْقِ جَمَّ الْمَنَاقِبِ

شرح حضرت ناظم

جموم: بسیار شدن آب در چاہ، جم: بسیار۔

یعنی پس نمی بینم ہیچ کس را مگر آں محبوب را کہ نام مبارک ایشاں محمدؐ است صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیغامبر خدا تبارک و تعالیٰ و کثیر المناقب۔

تشریح مشکل الفاظ

جم: کثیر، بہت زیادہ۔ مناقب کا واحد منقبت ہے اس کا معنے ہے: خصائل حمیدہ۔

ترجمہ

پس ایسا معاون و مددگار جو مصیبت میں دستگیری کرے مجھے کوئی نظر نہیں آتا بجز اپنے محبوب (دلنواز) کے جس کا اسم گرامی محمد ہے صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جو ساری مخلوق کے پروردگار کے رسول ہیں اور جن کے محامد و محاسن بے شمار ہیں۔

تشریح

یعنی حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہی وہ منبع سعادات و برکات ہے کہ اگر اپنی نورانی جھلک دکھا دیں تو مصائب و آلام کی تاریک رات سحر ہو جاتے، گرتے ہوؤں کو سہارا دینے والے، روتے ہوؤں کو ہنسانے والے، رنج و غم کے بارگراں سے نجات دینے والے یہی حبیب کبریا ہیں۔

شعر

وَمُعْتَصَمُ الْمَكْرُوْبِ فِيْ كُلِّ غَمْرَةٍ
وَمُنْتَجَعُ الْغُفْرَانِ مِنْ كُلِّ تَائِبِ

شرح حضرت ناظم

اعتصام : چنگ درزدن۔ کرابہ : بالضم : اندوہ۔ غمرہ : دراصل آب بسیار وغرق شدن دراں۔ بعدازاں نقل کردہ شدہ یقال غمرات الموت لشدائدہ۔

انتجاع : بطلب آب وعلف شدن۔

یعنی بنظر نمی آید مرا مگر آنحضرت صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کہ جائے دست زدن اندوہگیں است در ہر شدتے۔ وجائے طلب کردن مغفرت است بنسبت ہر توبہ کنندہ ودریں بیت اشارہ است بمضمون آیت کریمہ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءوک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما۔

تشریح مشکل الفاظ

معتصم : اسم ظرف : چنگل مارنے کی جگہ مکروب : غمزدہ، غمرۃ : پانی کی کثرت اور اس میں ڈوب جانے کو غمرہ کہتے ہیں اور موت کی شدت کے لیے بھی غمرات الموت کا لفظ عربی میں مستعمل ہوتا ہے۔ اس سے مراد شدت، سختی، مصیبت ہے۔ منتجع : اسم ظرف : وہ جگہ جہاں لوگ گھاس اور پانی وغیرہ کی تلاش میں جاتے ہیں یعنی امید گاہ۔

ترجمہ

مجھے تو حضور رحمتِ عالم صلے اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ اور کوئی نظر نہیں آتا جس کے دامنِ رحمت کو کوئی غمزدہ ہر مصیبت کے وقت پکڑ کر پناہ لے سکے، اور ہر تائب حصولِ مغفرت کے لیے جس کی بارگاہ اقدس کا قصد کرسکے۔

تشریح

اس شعر میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کے مضمون کی طرف

اشارہ کیا ہے؛

ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءوک فاستغفروا اللہ و

استغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما۔

"اگر وہ لوگ جنھوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا اے حبیب! تیری خدمت میں حاضر ہو جائیں اور اللہ تعالے سے مغفرت طلب کریں اور رسول بھی ان کے لیے استغفار کرے تو وہ اللہ تعالے کو بہت توبہ قبول کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا پائیں گے۔"

فصل اول کے مطالعہ سے حجۃ الاسلام، حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ روز روشن کی طرح عیاں اور آشکارا ہو جاتا ہے کہ آپ اس زندگی میں حوادث و آلام کے طوفانوں میں گھر جانے کے بعد حضور نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استمداد کو ہی اپنے لئے وجہ نجات یقین کرتے تھے آپ کو یقین تھا کہ حضور کی توجہ اور برکت سے مصائب و آلام کی زنجیریں کٹ جاتی ہیں، رنج و محن کی کالی گھٹائیں کافور ہو جاتی ہیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے لب لعلین کو جنبش ہوتی ہے تو اللہ تعالے کی رحمت کے سمندر میں بخشش و مغفرت کی لہریں اٹھنے لگتی ہیں۔ اسی عقیدہ کو حضرت شاہ صاحب نے اپنے فصیح و بلیغ انداز میں بڑی دلسوزی اور وضاحت سے بیان کیا ہے۔

وہ لوگ جو اہلسنت پر بارگاہ رسالت میں استغاثہ و فریاد کرنے کے باعث کفر و شرک کی تہمتیں بڑی بے رحمی سے لگاتے ہیں وہ اگر ان اشعار کو اور ان کی اس تشریح کو جو حضرت شاہ صاحب نے اپنے قلم مبارک سے خود تحریر فرمائی ہے مطالعہ کریں گے

تو امید ہے کہ شرک سازی کے دھندے سے وہ باز آجائیں گے اور شاید ان کے دلوں میں بھی اپنے محبوب و کریم آقا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ساتھ وہی عقیدت و نیاز، وہی محبت و اشتیاق پیدا ہو جاتے جس کے بغیر ایمان نامکمل رہتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل دوم

در بیان منقبت عظیمہ از
مناقب آنحضرت صلّے اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم و آں شفاعت کبریٰ
است و تفصیل آں در بخاری
و مسلم مذکور است ۔

ترجمہ

اس میں حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے بے شمار مناقب و محامد

سے ایک بہت بڑی منقبت کا بیان ہے اور وہ ہے شفاعت کبریٰ۔ اس کی تفصیلات صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مذکور ہیں۔

ـــلـه

مَلَاذُ عِبَادِ اللّٰهِ مَلْجَاءُ خَوْفِهِمْ
اِذَا جَاءَ يَوْمٌ فِيْهِ شَيْبُ الذَّوَائِبِ

شرح حضرت ناظم

یعنی جائے پناہ گرفتن بندگان خدا و گریزگاہ ایشاں در وقت خوف ایشاں۔ وقتیکہ بیاید روزیکہ دراں سفید شدن گیسوئے ہاست یعنی روز قیامت۔

واضافہ ملجاء خوفہم بادنیٰ ملابست است۔

و دریں بیت اشارہ واقع شدہ است بآیہ کریمہ فکیف تتقون ان کفرتم یوم یجعل الولدان شیبا السماء منفطر بہ۔

تشریح مشکل الفاظ

ملاذ: پناہ لینے کی جگہ۔ ملجاء: بھاگ کر جانے کی جگہ۔ شیب: سفیدی۔ ذوائب: بال، گیسو۔

ترجمہ

یعنی حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم قیامت کے دن جب کہ شدت خوف سے بال سفید

ہو جائیں گے اللہ تعالےٰ کے بندوں کے لیے پناہ گاہ ہوں گے جہاں وہ خوف سے نجات حاصل کرنے کے لیے دوڑ کر جائیں گے ۔

تشریح

اس شعر میں اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ، فکیف تتقون ... (الآیہ) اگر تم کفر کرتے رہے تو اس روز تم عذاب الٰہی سے کیونکر بچو گے جب ... بچے شدت خوف سے بوڑھے ہو جائیں گے اور آسمان پھٹ جائے گا ۔

۲ے

إِذَا مَا أَتَوا نُوحًا وَمُوسٰى وَ آدَمًا
وَقَدْ هَالَهُمْ إِبصَارُ تِلْكَ الصَّعَائِبِ

شرح حضرت ناظم

صعوبۃ ؛ دشواری ۔ صعائب جمع صعبۃ ۔

یعنی وقتیکہ بیایند بندگان خدا پیش حضرت نوح و حضرت موسیٰ ، حضرت آدم صلوات اللہ وسلامہ علیہم حالانکہ در خوف و فزع انداختہ باشد ایشاں را دیدن آں سختی ہا ۔

تشریح مشکل الفاظ

ھال ؛ خوفزدہ کرنا ۔ صعائب ؛ صعوبۃ کی جمع ہے جس کا معنی ہے ؛ دشواری ، مشکل ۔

ترجمہ

جب ساری دنیا شفاعت کے لیے حضرت نوح ، حضرت موسیٰ اور حضرت آدم

علیہم السلام کے پاس آئے گی تو اس دن کی دشواریوں اور تکلیفوں کو دیکھ کر یہ حضرات خود بھی خوفزدہ ہوں گے۔

۳ے

فَمَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ عِنْدَ هٰذِهٖ
نَبِيٌّ وَلَمْ يُظْفِرْهُمْ بِالْمَآرِبْ

شرح حضرت ناظم

ما یغنی عنک ھذا ای ماینفعک ۔ اظفار۔ فیروزی دادن ۔ مآرب : بضم الرّا د فتح ، حاجت ۔

یعنی پس نفع نداد ایشاں را نزدیک ایں سختیہا ہیچ پیغامبرے وفیروز نساخت ایشاں را ہیچ پیغمبرے درمطلب ھا۔

تشریح مشکل الفاظ

ما کان یُغنی عنک ھذا ، یعنی وہ چیز تجھے کوئی نفع نہیں پہنچا سکتی۔ تجھے مستغنی نہیں کرسکتی یظفر : اظفار باب افعال سے ہے ، کسی کو کامیاب بنا دینا۔ مآرب : مأرب کی جمع ہے اس کا معنی ہے ، حاجت ۔

ترجمہ

لوگوں کی ان انبیاء کرام کی خدمت میں حاضری انھیں کوئی نفع نہیں پہنچائے گی اور نہ ہی وہ اپنے مقاصد کے حصول میں ان کو کامیاب کریں گے یعنی کسی کو مجال دم زدن نہ ہوگی کوئی بارگاہ الٰہی میں لوگوں کی شفاعت کے لیے لب کشائی کی جرات نہیں کرے گا۔

۴

هُنَاكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَنْحُو لِرَبِّهٖ
شَفِيْعًا وَفَتَّاحًا لِبَابِ الْمَوَاهِبِ

شرح حضرت ناظم

نحو: آہنگ کردن۔ یعنی درآں وقت قصد کند رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم بجانب پروردگار خود درحالتیکہ ارادہ شفاعت دارد و ارادہ کشادن دروازہ بخششہا دارد۔

تشریح مشکل الفاظ

ینحو: قصد کرنا۔

ترجمہ

اس وقت اللہ تعالے کا محبوب رسول گنہ گاروں کی شفاعت کے لیے اور بخششوں کے دروازوں کو کھولنے کے لیے بارگاہ الٰہی میں حاضری کا قصد کرے گا۔

۵

فَيَرْجِعُ مَسْرُوْرًا بِنَيْلِ طِلَابِهٖ
اَصَابَ مِنَ الرَّحْمٰنِ اَعْلَى الْمَرَاتِبِ

شرح حضرت ناظم

پس بازگردد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شادمان بیافتن مقصود خود درحالتیکہ یافتہ است از جناب حضرت رب العزت اعلیٰ مراتبہا۔

تشریح مشکل الفاظ

طلاب : مقصد ۔

ترجمہ

پس حضور صلے اللہ علیہ وسلم اپنا مقصد حاصل کرنے کے بعد شاداں و فرحاں واپس تشریف لائیں گے اور خداوند رحمٰن کی بارگاہ سے آپ کو اعلیٰ مراتب ارزانی ہوئے ہوں گے۔

فصل اول میں حضرت شاہ صاحب نے اس دنیا میں مصائب و آلام کے گردابوں میں ہچکولے کھانے والوں کو ذاتِ مصطفوی کی کرم گستریوں کی طرف متوجہ کیا اور بتایا کہ جب مجھے چاروں طرف سے مصیبتیں گھیر لیتی ہیں اور مجھے کوئی پناہ دینے والا اور میری دستگیری کرنے والا نظر نہیں آتا تو اس وقت حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دست کرم کشود مشکل کے لیے آگے بڑھتا ہے اور مصائب و آلام کی کالی گھٹائیں آناً فاناً ناپید ہو جاتی ہیں۔ اس فصل میں قیامت کے روز حضور کی جو عنایات اور احسانات گنہ گاروں پر ہوں گے ان کا ذکر فرمایا جا رہا ہے کہ سب لوگ جلال خداوندی سے لرزہ براندام ہوں گے اور کسی کو مجال دم زدن نہ ہوگی اور آخرکار باہمی مشورہ سے یہ طے پائے گا کہ چلیں کسی اللہ تعالےٰ کے مقبول بندے کی بارگاہ میں اور اس سے شفاعت کے لیے درخواست کریں۔ چنانچہ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے کہ آپ ابوالبشر ہیں، آپ کی آفرینش اللہ تعالےٰ نے اپنے دست قدرت سے کی ہے۔ آپ زمین میں اپنے پروردگار کے نائب ہیں، تمام فرشتوں کو اس نے حکم دیا کہ آپ کو سجدہ کریں۔ ہم آپ کی اولاد ہیں سخت بدحال اور لاچار ہیں ہم پر رحم فرمائیں اور ہمارے لیے بارگاہ الٰہی میں شفاعت کی التجا کریں۔ آپ اس درخواست کو منظور کرنے سے معذرت کر دیں گے

اور نفسی نفسی کا اعلان کریں گے۔ وہاں سے مایوس ہو کر لوگ آدم ثانی حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہاں سے بھی ٹکا سا جواب ملے گا۔ یکے بعد دیگرے تمام اولوالعزم انبیاء و رُسل کے دروازوں پر دستک دینے کے بعد اور مایوس ہونے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو بڑی شان ارزانی فرمائی ہے بغیر باپ کے آپ کو پیدا کیا ہے، آپ کو بڑے عظیم معجزات سے نوازا ہے۔ ہم حاضر ہوتے ہیں ہمارے لیے شفاعت فرمائیں۔ آپ بھی سابقہ انبیاء کی طرح خود شفاعت کرنے سے معذوری کا اظہار کریں گے لیکن کہیں گے میں تمھیں ایک ایسی ہستی کے پاس بھیجتا ہوں جس کی بارگاہ میں حاضر ہونے والا کبھی ناکام واپس نہیں لوٹتا۔ چنانچہ وہ سب کو بارگاہ محمدی میں حاضر ہونے کی ہدایت فرمائیں گے۔ اب شیخان کی روایت کے الفاظ ملاحظہ ہوں :

فیقول عیسٰی، لست هناکم ولکن ائتوا محمداً عبدا غفر الله له ما تقدم من ذنبه وما تاخر فیأتونی فاقوم فامشی بین سماطین من المومنین فی استاذن علی فاذا رائت ربّی وقعت له ساجدا فیدعنی ماشاءالله ان یدعنی ثم یقال ارفع یا محمد راسك قل تسمع و اشفع تشفع وسَل تعط۔

ترجمہ : حضورؐ نے فرمایا "حضرت عیسیٰ علیہ السلام معذرت کریں گے لیکن ان سب کو کہیں گے کہ محمد مصطفیٰؐ کی خدمت میں جا کر حاضری دو، وہ اللہ تعالےٰ کے ایسے برگزیدہ بندے ہیں جن کی پہلی اور پچھلی سب خطاؤں کو معاف کر دیا گیا ہے۔ پس سارے لوگ میری خدمت میں حاضر ہوں گے، میں اٹھ کھڑا ہوں گا اور مومنین کی دو صفوں کے درمیان چلتا ہوا بارگاہ الٰہی میں حاضری کا اذن طلب کروں گا اور جب اپنے رب کریم کو دیکھوں گا تو اس کے لیے سجدہ ریز

ہو جاؤں گا۔ پس اللہ تعالیٰ جتنی دیر چاہیں گے مجھے سجدہ میں رہنے دیں گے۔ پھر حکم ہوگا، اے محبوب! اے محمد! سجدہ سے اپنا سر مبارک اٹھاؤ، تم کہو میں سنوں گا۔ تم شفاعت کرو میں شفاعت قبول کروں گا۔ تم مانگو میں دیتا جاؤں گا۔"

اس دن حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی شان محبوبی ظاہر ہوگی اور دنیا کو بارگاہ الٰہی میں مقام محمدی کا کچھ علم ہوگا۔ یہ شیخین کی مفصل حدیث کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے تفصیل کے لیے اصل کتابوں کی طرف رجوع فرمائیں۔ خود اللہ تعالے اپنی کتاب مقدس میں ارشاد فرماتے ہیں :

ومن الليل فتهجد به نافلة لك عسى ان يبعثك ربك مقاما محمودا۔

(اے میرے محبوب! سحری کو اٹھ کر نماز تہجد ادا کیا کرو، ہم عنقریب آپ کو مقام محمود پر فائز کریں گے جہاں جن وانس اور ملائک سب تیری تعریف و توصیف میں رطب اللسان ہوں گے۔ اللہ تعالے ہم غلاموں کو اس دنیا میں بھی اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے سحاب جود و کرم سے سیراب کرتا رہے اور قیامت کے دن بھی حضور کے لوا الحمد کے نیچے عشاق نبوی کے زمرہ میں ہمارا حشر ہو۔ آمین ثم آمین بجاہ شفیع المذنبین و وسیلتنا فی الدارین صلے اللہ علیہ وسلم۔

بسم الله الرحمن الرحیم

فصل سوم

در بیان نوعی از دلائل
نبوت کہ بشاراتِ انبیاء سابقین
است بوجود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم و دریں جا اشارتست
بنسب اظہار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ

اس میں دلائل نبوت کی ایک قسم بیان کی گئی ہے یعنی وہ بشارتیں جو انبیاء سابقین نے حضرت سرورِ عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے وجود مسعود کے بارے میں لوگوں کو سنائیں اور یہاں پر اشارہ ہے آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نسب پاک کی طرف۔

سُلَالَۃُ اِسْمَاعِیْلَ وَالْعِرْقُ نَازِعٌ
وَاَشْرَفُ بَیْتٍ مِّنْ لُؤَیِّ بْنِ غَالِبٍ

شرح حضرت ناظم

سلالۃ الشیٔ : ما استخرج منھا۔ نازع : النزع الجذب ونزع القوس جذبھا۔ عرق : بالکسر بیخ۔ لؤی : بضم اللام وفتح ہمزہ وتشدید یاء : جدّ اعلیٰ آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم۔

یعنی آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم خلاصہ است برآمدہ از حضرت اسماعیل واصل بجانب خود کشندہ است فرع را یعنے البتہ فرزند بپدر میماند۔ وقبیلہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم شریف ترین قبائل اولاد لؤی بن غالب است۔

و دریں بیت اشارتست باں قصہ کہ فرشتہ نزدیک ہاجرہ بشارت داد کہ از اولاد فرزندِ تو پیغامبرے پیدا شود۔ و اشارتست بمضمون حدیث ان اللہ اصطفی کنانۃ من ولد اسماعیل واصطفی قریشا من کنانۃ واصطفی من قریش بنی ھاشم واصطفانی من بنی ھاشم۔ رواہ مسلم۔

تشریح مشکل الفاظ

سُلالۃ: کسی چیز سے نکالا ہوا خلاصہ۔ عرق: جڑ۔ فازع: یہ نزع سے ماخوذ ہے اس کا معنی ہے: کھینچنے والا۔ جذب کرنے والا۔ اسی سے نزع القوس ماخوذ ہے جس کا معنی ہے: کمان کو کھینچنا۔ لؤی: بضم اللام و فتح ہمزہ اور یا مشدد: یہ حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ایک جدِّ اعلیٰ کا نام ہے۔

ترجمہ

یعنی حضور کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم حضرت اسماعیل علیہ السلام کے خاندان کا جوہر اور خلاصہ ہیں اور ان کے تمام محاسن و کمالات سے متصف ہیں اور اصل، فرع کو اپنی طرف کھینچنے والا ہوتا ہے نیز حضور کا قبیلہ لؤی بن غالب کی اولاد میں سے شریف ترین قبیلہ ہے۔

تشریح

اس شعر میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ ایک فرشتہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور انھیں بشارت دی کہ آپ کے اس فرزند (حضرت اسماعیل) کی اولاد سے ایک عظیم المرتبت پیغمبر پیدا ہوگا نیز اس شعر میں اس حدیث کے مضمون کی طرف بھی اشارہ ہے جو حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل سے کنانہ کو منتخب فرمایا اور کنانہ سے قبیلہ قریش کو اور قریش سے خاندان بنی ہاشم کو چنا اور مجھے سارے بنی ہاشم سے منتخب فرمایا۔

اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

○

۲ بَشَارَۃُ عِیْسٰی وَالَّذِیْ عَنْہُ عَبَّرُوْا

بِشِدَّۃِ بَأْسٍ بِالضَّحُوْكِ الْمُحَارِبِ

شرح حضرت ناظم

ضحوک وضحاک بادشاہ مشہور کہ در کثرت فتوح باں مثل زدہ می شود۔

یعنی آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم مصداق بشارت حضرت عیسٰی علیہ السلام است و آں پیغمبرے کہ تعبیر کردہ اند پیغمبراں از او باسم ضحوک بسبب شدہ قتال۔

و دریں بیت اشارتست بمضمون کریمہ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد" اشارتست باں قصہ کہ انبیاء سابقین گفتہ اند کہ در آخر زماں پیغامبر ضحوک پیدا شود

تشریح مشکل الفاظ

ضحوک یا ضحاک: ایک بادشاہ کا نام ہے جو کثرت فتوحات کے باعث مشہور تھا اب اس کے ساتھ کثرت فتوحات کی مثال دی جاتی ہے۔ المحارب: جنگجو۔

ترجمہ

حضور کریم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم حضرت عیسٰی علیہ السلام کی بشارت ہیں، جیسے

- قرآن کریم میں موجود ہے "ومبشرا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد" یعنی حضرت عیسٰی علیہ السلام نے ایک رسول کی آمد کا مژدہ سنایا جو ان کے بعد تشریف لائے گا اور جس کا نام نامی احمد ہو گا"

اسی طرح دیگر انبیاء نے حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی فتوحات کی کثرت اور

میدانِ جنگ میں شجاعت و بہادری کے باعث آپ کو ضحوک کے لقب سے ملقب کیا ہے۔

۳؎ وَمَنْ اَخْبَرُوْا عَنْہُ بِاَنْ لَیْسَ خُلْقُہٗ
بِفَظٍّ وَ فِی الْاَسْوَاقِ لَیْسَ بِصَاخِبٖ

شرح حضرت ناظم

صخب: بانگ و فریاد۔ فظّ: مرد درست خُو۔

یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آں پیغمبر است کہ خبر دادہ رند پیغمبراں پیشیں از وے بآں کہ نیست خُلق او درشت و نیست در بازارہا بانگ بلند کنندہ۔

و دریں بیت اشارہ است بحدیث دارمی کہ در تورات مذکور است در وصف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم: لیس بفظ و لا غلیظ و لا صخاب فی الاسواق۔

تشریح مشکل الفاظ

فظّ: سخت، تند خو، اجڈ۔ اسواق: یہ سوق کی جمع ہے، بازار، خرید و فروخت کی منڈیاں

صاخب: شور مچانے والا۔

ترجمہ

حضور کریم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم وہ رسول ہیں جن کے متعلق پہلے انبیاء نے یہ خبر دی تھی کہ آپ کے خلق میں سختی اور درشتی نہیں ہے اور آپ بازاروں میں آشفتہ سر لوگوں کی طرح شور و غوغا کرنے والے نہیں ہیں۔

تشریح

اس شعر میں دارمی کی اس حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ تورات میں حضور کی توصیف

اس طرح بیان کی گئی ہے ۔ (ترجمہ) کہ آپ نہ تو درشت خُو ہیں اور نہ سخت دل ہیں اور نہ ہی بازاروں میں چلانے والے ہیں۔

۴ے وَدَعْوَةُ إِبْرَاهِيمَ عِنْدَ بِنَاءِهٖ
بِمَكَّةَ بَيْتًا فِيهِ نَيْلُ الرَّغَائِبِ

شرح حضرت ناظم

رغیبۃ : عطائے بسیار۔ رغائب : جماعۃ۔

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آں پیغامبر است کہ مصداق دعائے حضرت ابراہیم شد وقتے بنیاد کردن وے در مکہ معظمہ خانہ کہ در وے یافتہ شود عطاہائے بسیار۔

دریں بیت اشارتست بمضمون آیۃ کریمہ و اذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت و اسماعیل ۔ (الآیۃ)

تشریح مشکل الفاظ

نیل : پانا۔ رغائب : رغیبہ کی جمع ہے، عطا بسیار، بڑی بخشش۔

ترجمہ

یعنے حضور سرورِ عالم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وہ دُعا ہیں جو آپ نے مکہ مکرمہ میں بیت اللہ شریف تعمیر کرتے وقت مانگی تھی۔ اور اس بیت اللہ شریف میں بندگان خدا کو بڑی بڑی نعمتیں عطا کی جاتی ہیں۔

تشریح

اس شعر میں اس آیت کی طرف اشارہ ہے : و اذ یرفع ابراھیم القواعد

من البیت واسماعیل۔ (الآیۃ)

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے اس مبارک وقت کا ذکر کیا ہے جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنے فرزندِ جمیل وجلیل سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی معاونت سے اللہ تعالےٰ کے گھر کی تعمیر فرما رہے تھے۔ ان قبولیت کی گھڑیوں میں اللہ کے خلیل نے اپنے کریم رحیم پروردگار کی بارگاہ میں دعا کا دامن پھیلایا اور دیگر التجاؤں کے ساتھ ساتھ یہ التجا بھی کی: ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلو علیھم ایاتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم۔

ترجمہ: "اے ہمارے رب! بھیج ان میں ایک برگزیدہ رسول انہی میں سے تاکہ پڑھ کر سنائے انھیں تیری آیتیں۔ اور سکھائے انھیں یہ کتاب اور دانائی کی باتیں۔ اور پاک صاف کر دے انھیں۔ بے شک بہت زبردست اور حکمت والا ہے۔"

حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے استفسار کیا: مجھے پہچانتے ہو میں کون ہوں۔ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے خود ہی ارشاد فرمایا: انا دعوۃ ابی ابراہیم۔
"میں اپنے باپ ابراہیمؑ کی دعا ہوں۔"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل چہارم

در بیان نوع دیگر از دلائل نبوت
وتامل در شمائل و اخلاق آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم است کہ ہمہ بہیئة
اجتماعیہ بجز پیغامبر را حاصل نشود قطعاً
ہرچند آحاد آن خصال مخصوص بانبیاء
نباشد مثل اعتدال خلقت ،
فصاحت لسان ، نفع رسانیدن
بمردمان ، سخاوت و علو ہمت و

شجاعت وعفو وحلم وزہد الی غیر ذٰلک ۔

ترجمہ

اس میں دلائل نبوت کی ایک اور قسم بیان کی گئی ہے یہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق وشمائل میں غور وفکر کرنا ہے ۔ یہ تمام مکارم اخلاق مجموعی طور پر پیغمبر کے سوا کسی کو نصیب نہیں ہوتے اگرچہ ان کمالات میں سے ایک یا دو کمال انبیاء کے علاوہ بھی لوگوں میں پائے جا سکتے ہیں ۔ جن کمالات کا یہاں ذکر ہے ان میں اعضاء جسمانی کا متناسب اور موزوں ہونا ۔ زبان کا فصاحت و بلاغت سے متصف ہونا ، مخلوق خدا کو نفع پہنچانا ، سخاوت ، علو ہمت ، شجاعت ، عفو ، حلم ، زہد وغیر ذالک ۔

۱ے

جَمِيْلُ الْمُحَيَّا اَبْيَضُ الْوَجْهِ رَبْعَةٌ

جَلِيْلُ كَرَادِيْسَ اَزَجُّ الْحَوَاجِبِ

شرح حضرت ناظم

مُحَیَّا : روئے آدمی ۔ رجل ربعۃ بین الطویل والقصیر ۔ زجج باریکی و درازی ۔ والکرادیس : رؤس العظام واحد ہا کردوس ۔

یعنی صاحب جمال است روئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و مائل بسفیدیست آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و میانہ قامت است آنحضرت ، پُر و قوی ہست سر استخوانہائے آنحضرت و باریک و دراز و تمام است ابروھائے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔

تشریح مشکل الفاظ

مُحیّا: آدمی کا چہرہ۔ ربعۃ: درمیانہ قامت۔ نہ پست قد نہ دراز قد۔ کرادیس، جمع ہے کردوس کی، ہڈیوں کے سروں کو کہتے ہیں۔ جو پُر گوشت ہوں۔ ازج: باریک اور طویل۔ حواجب، جمع ہے حاجب کی۔ ابرو۔

ترجمہ

حضور کا رُخ انور من موہنا ہے۔ اس کی رنگت سفید ہے۔ قد مبارک درمیانہ ہے اور اعضا کی ہڈیاں پُر گوشت ہیں اور آپ کے ابرو باریک اور کمان کی طرح طویل ہیں۔

۳؎ صَبِیْحٌ مَلِیْحٌ اَدْعَجُ الْعَیْنِ اَشْکَلُ
فَصِیْحٌ لَہُ الْاِعْجَامُ لَیْسَ بِشَائِبٖ

شرح حضرت ناظم

الدعج شدت سواد العین۔ اشکل العین ای فی بیاضہا شیٔ من حمرۃ۔ اعجمت الکلام صیرتہ عجمیا۔ والمراد ہہنا ترک الایضاح۔

یعنی خوبصورت با ملاحت است آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سیاہی چشم آنحضرت بنہایت کمال بود و سفیدی چشم آنحضرت وسرخی آمیختہ بود بافصاحت است آں حضرت نیست رکاکت کلام آنحضرت آمیختہ شدہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

تشریح مشکل الفاظ

الصبیح: الوضئ الوجہ: روشن چہرے والا۔ ادعج: جس شخص کی آنکھ کی سیاہی بہت شدید ہو، اس کو ادعج کہتے ہیں۔ اشکل: جس کی آنکھ کی سفیدی میں سُرخ ڈورے ہوں

اس کو اشکل کہتے ہیں۔ یہ دونوں چیزیں آنکھوں کی خوبصورتی کی انتہا ہیں - الاعجام : عجمیت، غیر عربی اسلوب ، شائب : ملا ہوا۔

ترجمہ

حضور کا چہرہ مہتاب کی طرح روشن ہے ، حضور کا حسن دل لبھانے والا ہے چشم مازاغ کی سیاہی بہت شدید ہے اور اس کے سفید حصہ میں سُرخ ڈوروں کی آمیزش نے آنکھوں کو از حد پُرکشش بنا دیا ہے ۔ آپ کے کلام میں ایسی فصاحت و بلاغت ہے کہ اس میں عجمیت کا شائبہ تک بھی نہیں پایا جاتا ۔

۳ے وَاَحْسَنُ خَلْقِ اللهِ خُلُقًا وَخِلْقَةً
وَانفعهم لِلنَّاسِ عِنْدَ النَّوَائِبِ

شرح حضرت ناظم

یعنی بہترین خلق خدا است درخصلت و درشکل و نافع ترین ایشاں است مردمان را نزدیک ہجوم حوادث زماں ۔

تشریح مشکل الفاظ

نوائب : جمع ہے نائبہ کی مصیبت ۔

ترجمہ

حضور سرورِ عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اخلاق کریمہ اور محاسن جسمانی میں اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق سے زیادہ حسین و دلکش ہیں اور لوگوں کو جب آلام و مصائب کے طوفان گھیر لیتے ہیں تو اس وقت ان کو سب سے زیادہ نفع پہنچانے والے ہیں یعنی حضورؐ کی دعا اور

توجہ سے مصیبت کی گھٹائیں ناپید ہو جاتی ہیں اور رنج والم کے طوفانوں کا رُخ پھر جاتا ہے۔

حضور سرور عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے حسن ظاہری کے بارے میں حضرت شاہ صاحب نے جن رعنائیوں اور دلربائیوں کا ذکر کیا ہے درحقیقت یہ ان روایات کا خلاصہ ہے۔ جو مستند کتب حدیث میں ان صحابہ کرام سے مروی ہیں جنھوں نے مدتیں جمال مصطفوی کے نظاروں سے اپنی بیقرار آنکھوں کو روشن اور اپنے تاریک دلوں کو منور کیا۔

سیّدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ حضرت انس، حضرت ابوہریرہ، حضرت ہند بن ابی ہالہ، حضرت رُبیّع بنت معوّذ، یہ اس گروہ کی چند چیدہ ہستیاں ہیں جنھوں نے حضورؐ کے حلیہ مبارک کو اپنے اپنے انداز میں بیان کیا۔

میں عاشقانِ جمالِ نبوّت کی تسکین کے لیے چند روایات پیش کرتا ہوں تاکہ انھیں اپنے آقا و مولا صلے اللہ علیہ وسلم کی دلربائیوں کا کچھ اندازہ ہو جائے:

۱۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی آدمی نے دریافت کیا:

أكان رسول الله صلى الله عليه وسلم وجهه مثل السيف؟

کیا اللہ کے رسول کا چہرہ مبارکہ تلوار کی طرح (چمکدار) تھا؟

قال: لا، بل مثل الشمس والقمر مستديرا۔

حضرت جابر نے فرمایا: ہرگز نہیں بلکہ حضور کا رخ انور مہر و ماہ کی طرح تابندہ اور گول تھا۔ (شمائل الرسول لابن کثیر)

۲۔ حضرت اسامہ بن زید روایت کرتے ہیں کہ عمار بن یاسر کے پوتے ابو عبیدہ نے ایک صحابیہ ربیّع بنت معوّذ سے درخواست کی:

صفي لي رسول الله صلى الله عليه وسلم

اے مادرِ محترم! مجھے حضورؐ کا حلیہ بتائیے۔

قالت: یابُنَیّ! لو رایتہ رایت الشمس طالعۃ۔

اے میرے بیٹے! اگر تم محبوب رب العالمین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کرتے تو تمھیں یوں محسوس ہوتا کہ تم سورج کو طلوع ہوتے دیکھ رہے ہو۔

۳۔ حضرت ابراہیم بن محمد، جو سیدنا علیؓ کی اولاد سے ہیں، کہا کرتے: جب ہمارے جدِ امجد حضرت علیؓ، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حلیہ بیان فرماتے تو یوں داد فصاحت دیتے:

قال لم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالطویل الممغط ولا بالقصیر المتردد وکان ربعۃ من القوم لم یکن بالجعد القطط ولا بالسبط۔ کان جَعْدًا رَجِلًا ولم یکن المطھم ولا بالمکلثم وکان فی وجھہ تدویر ابیض مشرب ادعج العینین، اھدب الاشفار، جلیل المشاش والکتد، اَجْرَدُ ذُوْمَسْرُبَۃٍ شثن الکفین والقدمین اذا مشٰی تقلع کانما ینحط فی صبب واذا التفت التفت معًا۔ بین کتفیہ خاتم النبوۃ وھو خاتم النبیین اجود الناس صدرا واصدق الناس لھجۃ والینھم عریکۃ واکرمھم عشیرۃ۔ من رآہ بدیھۃ ھابہٗ ومن خالطہٗ معرفۃ احبّہٗ یقول ناعتہ لم ار قبلہ ولا بعدہ مثلہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(شمائل ترمذی)

ترجمہ: "حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرمایا کرتے: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہ بہت لمبے قد کے تھے اور نہ بہت پست قامت، آپ میانہ قد تھے۔ آپ کے

موئے مبارک بہت گھنگریالے بھی نہ تھے اور بالکل سیدھے لمبے بھی نہ تھے بلکہ متوسط درجے کے گھنگریالے تھے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم زیادہ فربہ بھی نہ تھے اور چہرہ بالکل گول بھی نہ تھا بلکہ چہرہ مبارک گولائی مائل تھا رنگت سپید جو سرخی مائل تھی۔ آنکھیں خوب سیاہ سرمگیں تھیں پلکیں دراز تھیں، جوڑ اور کندھے مضبوط تھے۔ کہیں بال نہ تھے۔ صرف بالوں کی ایک لکیر تھی جو سینہ سے ناف تک چلی گئی تھی۔ دست مبارک کی ہتھیلیاں اور پاؤں پُر گوشت تھے جب راہ چلتے تو قدم زور سے اٹھاتے گویا بلندی سے نشیب کی طرف اتر رہے ہیں۔ جب کسی کی طرف پھرتے تو پوری طرح پھرتے۔ دونوں مبارک کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ خاتم النبیین تھے۔ سب لوگوں سے زیادہ سخی، سب لوگوں سے زیادہ زبان کے سچے اور نرم طبیعت، نرم خُو، بڑے شریف گھرانے کے چشم وچراغ تھے۔ جو آپ کو دیکھتا تھا وہ ہیبت نبوت سے خوفزدہ ہو جاتا اور جو جان پہچان کر میل جول کرتا وہ سو جان سے فریفتہ ہو جاتا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت بیان کرنے والے کو یہ کہنا پڑتا کہ اس نے نہ پہلے کبھی آپ کا مثل دیکھا ہے اور نہ بعد میں کبھی آپ کا کوئی ہمسر نظر آیا ہے صلے اللہ علیہ وسلم۔

سچی بات تو یہ ہے کہ بارگاہ نبوّت کے شاعر حضرت حسّان کے ان دو شعروں کے بعد کسی مزید گفتگو کی مجال ہی نہیں رہتی ؎

واجمل منك لم ترقط عینی
واحسن منك لم تلد النساء

خلقت مبرأ من كل عیب
كانك قد خلقت كما تشاء

ترجمہ: میری آنکھوں نے آج تک آپ سے زیادہ صاحب جمال کوئی نہیں دیکھا۔
اور کسی زمانہ میں کسی جگہ میں کسی عورت نے آپ جیسا حسین بچّہ نہیں جنا۔

آپ کو ہر قسم کے عیوب و نقائص سے پاک کر کے پیدا کیا گیا ہے۔
یوں محسوس ہوتا ہے کہ آپ کی تخلیق آپ کی مرضی کے مطابق کی گئی ہے۔

۴ وَاَجْوَدُ خَلْقِ اللّٰهِ صَدْرًا وَنَائِلًا
وَاَبْسَطُهُمْ كَفًّا عَلٰى كُلِّ طَالِبِ

شرح حضرت ناظم

نیل: یافتن وعطارا نائل گویند بمعنی اسم مفعول چنانچہ در عیشۃ راضیۃ گفتہ اند۔
یعنے سخی ترین خلق خدا است باعتبار سینہ و باعتبار عطا۔ وکشادہ کنندہ ترین ایشاں است دست را بر ہر سوال کنندہ۔

تشریح مشکل الفاظ

اجود: بہت سخی۔ نائل: اگرچہ اسم فاعل ہے لیکن معنی اسم مفعول ہے یعنی عطیہ۔

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق سے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم باعتبار سینہ و باعتبار عطیات سب سے زیادہ سخی ہیں اور ہر سائل کے لیے آپ کا دست کرم سب سے زیادہ کشادہ یعنی کبھی کوئی سائل بارگاہ عالی سے خالی نہیں جاتا بلکہ جس کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم اپنی جود و سخا سے بہرہ ور کرتے ہیں اس کی آنے والی نسلیں بھی اس سخاوت سے بہرہ ور ہوتی رہتی ہیں۔

وَاَعْظَمُ حُرٍّ لِلْمَعَالِیْ نُهُوْضُہٗ ۵

اِلَی الْمَجْدِ سَامٍ لِلْعَظَائِمِ خَاطِبُ

شرح حضرت ناظم

حر: آزاد و جوانمرد۔ معالی جمع معلات بمعنی بلندی قدر و منزلت۔ عظائم جمع عظیمہ بمعنے مرتبہ بلند۔

یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بزرگ ترین جوانمرد ایست کہ برائے مراتب بلند برخواستن او باشد بسوئے بزرگی ترقی کند و کار ہائے بزرگ را طلب نماید کیکہ ازاں شریفہ را خواستگاری کند۔

تشریح مشکل الفاظ

حُر: جوانمرد جس کی بلند ہمت معمولی اور حقیر کاموں میں الجھ کر نہیں رہ جاتی بلکہ وہ ہمیشہ اعلےٰ مقاصد کے لیے مصروف جہاد رہتا ہے۔ معالی: جمع ہے معلات کی، قدر و منزلت کی بلندی۔ عظائم: جمع ہے اس کا واحد عظیمۃ ہے اس کا معنی ہے: بلند مراتب۔ خاطب: منگیتر کو کہتے ہیں جو کسی دوشیزہ کا رشتہ طلب کرتا ہے۔ اب اس کا اطلاق ہر اعلیٰ اور ارفع چیز کے طلب گار پر بھی ہوتا رہتا ہے۔ نھوض: کوئی اہم کام انجام دینے کے لیے اٹھ کھڑا ہونا۔ کاہلی اور سستی کو چھوڑ کر مصروف تگ و دو ہو جانا۔

ترجمہ

حضور نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام جوانمردوں سے عظیم ترین ہیں۔ آپ ہمیشہ بلند سے بلند تر مقامات پر رسائی حاصل کرنے کے لیے کمربستہ رہتے ہیں، آپ بزرگیوں کی

طرف پر کشا رہتے ہیں اور عظیم مقاصد کی طلب آپ کو بے قرار رکھتی ہے۔

۶ تَرَى اَشْجَعَ الْفُرْسَانِ لَاذَ بِظَهْرِهٖ

اِذَا احْمَرَّ بَأْسٌ فِی بَئِیسِ الْمَوَاجِبِ

شرح حضرت ناظم

عذاب بئیس ای شدید۔ احمرّ البأس ای اشتد الحرب۔ یقال خرج القوم الی مواجبهم ای مصارعهم۔

یعنے مے بینی شجاع ترین سواراں راکہ پناہ گرفتہ است بپشت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وقتیکہ سخت شد کارزار درمعرکہ ہائے سخت۔

تشریح مشکل الفاظ

لاذ یلوذ: پناہ لینا۔ احمرّ: سُرخ ہونا۔ بأس: جنگ، جب جنگ شدت اختیار کرلیتی ہے اور سُرخ خون کے دریا بہنے لگتے ہیں تو اس وقت عرب کہتے ہیں: احمرالبأس۔ بئیس: شدید، سخت۔ المواجب: مصارع، جہاں میدان جنگ میں قتل ہونے والوں کی لاشیں گرتی ہیں۔ الموجب جمع المواجب الموت: یقال خرج القوم الی مواجبهم ای الی مصارعهم (المنجد) موجب کا دوسرا معنی موت ہے اس کی جمع بھی مواجب ہے۔ کہا جاتا ہے کہ قوم اپنی قتل گاہوں کی طرف نکلی۔ (المنجد)

ترجمہ: تُو دیکھے گا کہ بڑے بہادر شہسوار حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی پشت کے پیچھے پناہ لیتے ہیں جب گھمسان کی جنگ ہو رہی ہو اور مقتولوں کی لاشیں اپنی قتل گاہوں میں گر رہی ہوں۔

۷ وَآذَاهُ قَوْمٌ مِنْ سَفَاهَةِ عَقْلِهِمْ
وَلَمْ يَذْهَبُوا مِنْ دِيْنِهِ بِمَذَاهِبِ

شرح حضرت ناظم

یعنی ایذا دادند آنحضرت را صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جماعہ، بسبب کوتاہی عقل خود و نرفتند در راہ ہا از دین او۔

ترجمہ

ایک جماعت نے اپنی کم عقلی اور بے وقوفی کی وجہ سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچائیں اور آپ کے دین میں سے کسی راستہ کو اختیار نہ کیا۔

۸ وَمَا زَالَ يَدْعُوا رَبَّهُ لِهُدَاهُم
وَإِنْ كَانَ قَدْ قَاسٰى أَشَدَّ الْمَتَاعِبِ

شرح حضرت ناظم

پس ہمیشہ دعا می کرد پروردگار خود را برائے راہ نمودن ایشاں اگرچہ کشیدہ بود سخت ترین مشقتہا۔

و دریں دو بیت اشارہ است باں قصہ کہ کفار بر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سنگ می دند اختند آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم می فرمود : اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون۔

تشریح مشکل الفاظ : قاسٰی، چکھنا، برداشت کرنا۔ متاعب جمع ہے متعبۃ اور

متعب کی تکلیف، شدت۔

ترجمہ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان ایذا پہنچانے والے کفار کی ہدایت کے لیے اپنے رب کی بارگاہ میں دعائیں مانگتے رہتے اگرچہ ان کے ہاتھوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی تکلیف دہ مصیبتیں برداشت کی تھیں۔

طائف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دعوتِ حق کے لیے تشریف لے گئے اور وہاں کے اوباشوں نے طائف کے رئیسوں کے ایما پر جس بے رحمی سے اس ذات اقدس پر سنگباری اور خشت باری کی اور اپنی زبانوں سے طعن و تشنیع کے زہر میں بجھے ہوئے تیر بے محابہ برسائے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی مبارک پنڈلیاں لہو لہان ہو گئیں ان کے نرغے سے نکل کر جب حضور طائف کے باہر ایک چشمے پر پہنچے تو مختلف فرشتے حاضر ہوئے، باد و باران کے فرشتے نے عرض کی: اجازت ہو تو ان بدبختوں کو پر ایسا طوفان مسلط کر دوں کہ ان کا نام و نشان باقی نہ رہے۔ پہاڑوں کے فرشتے نے آکر عرض کی: ارشاد ہو تو اس پہاڑ کو اوندھا کر دوں، اور ان میں سے کوئی بھی زندہ نہ رہے۔ لیکن اس سراپا رحمت بن کر تشریف لانے والے نبی مکرم نے ملائکہ کی ان پیشکشوں کو شرف قبول نہ بخشا بلکہ بارگاہ الٰہی میں ان پاکیزہ جملوں سے ان کی معذرت خواہی بھی کی اور ان کی ہدایت کے لیے دُعا بھی مانگی، عرض کی: اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون۔ (اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے ان کی یہ ستم کیشیاں فقط اس لیے ہیں کہ وہ حقیقت کو نہیں پہچانتے۔

۹ وَمَا زَالَ يَعْفُوْ قَادِرًا عَنْ مُسِيْئِهِم،

كَمَا كَانَ منه عند جبذة جاذب

شرح حضرت ناظم

الجبذ: لغة فی الجذب۔ وقیل مقلوب۔

یعنی ہمیشہ عفو می کرد از بدی کنندہ ایشاں حالانکہ قادر بود بر انتقام چنانکہ واقعہ شد از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نزدیک کشیدن جامہ از اعرابی کہ کشیدہ بود دریں بیت اشارہ است بحدیث انس کہ اعرابی ردائے مبارک آنحضرت را صلے اللہ علیہ وسلم از پس پشت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کشید تا آنکہ اثر کرد در منکب آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم و وے آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم تبسم فرمود و او را چیزے عطا نمود۔

تشریح مشکل الفاظ

مسئ: برائی کرنے والا۔ جبذۃ: کھینچنا۔ اس کے بارے میں اہل لغت نے یہ تحقیق کی ہے کہ یا تو جذب کی ایک لغت جبذۃ ہے اور یا یہ جذب کا مقلوب ہے یعنے بآ۔ مؤخر کو مقدم کر دیا اور ذال مقدم کو مؤخر کر دیا۔

ترجمہ و تشریح

حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدرت و اختیار کے باوجود ہر اذیت پہنچانے والے کو معاف فرماتے رہے۔ جس طرح اعرابی نے جب سختی سے چادر کو حضور کی گردن مبارک میں کھینچا یہاں تک کہ وہاں نشانات پڑ گئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے پھر بھی غضبناک

ہوکر اس سے انتقام نہیں لیا بلکہ اس بداخلاقی کے بدلے میں تبسم فرمایا اور اس کو اپنے انعام سے نوازا۔

۱۰؎ مَا زَالَ طُوْلَ الْعُمْرِ لِلّٰہِ مُعْرِضًا
عَنِ الْبَسْطِ فِی الدُّنْیَا وَعَیْشِ الْمَرَازِبِ

شرح حضرت ناظم

مرازب جمع ہے مرزبان: والمرزبان الفارس الشجاع، المقدم علی القوم دون الملک معرّب۔

یعنے ہمیشہ بود طول عمر خود برائے رضائے خدا معرض از رفاہیت در دنیا و از عیش رؤسا رعجم۔

تشریح مشکل الفاظ

معرض، روگردانی کرنے والا۔ بسط کشادگی۔ مرازب یہ مرزبان کی جمع ہے، مرزبان ایک بہادر شہسوار کو کہتے ہیں جو اپنی قوم کا پیشوا ہوتا ہے اور اس کا درجہ بادشاہ سے نیچے ہوتا ہے معرّب ہے یعنی اس فارسی لفظ کو عربی بنایا لیا گیا ہے۔

ترجمہ

حضور صلے اللہ علیہ وسلم عمر بھر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کے لیے دنیا کے اموال کی فراوانی اور عجمی رئیسوں کی عیش و عشرت سے روگردانی کئے رہے باوجود اس بات کے کہ اموالِ غنیمت کی کثرت تھی اور صحابہ کرام کے احوال بھی بہت بہتر ہو گئے تھے لیکن کاشانۂ نبوت میں وہی سادگی تھی کھانا بھی سادہ، رہائش کا سامان بھی سادہ

کبھی کھجوریں کھا کر اوپر سے پانی کے چند گھونٹ پی لئے، کبھی جَو کی روٹی کھا کر اٹھ پہر گزار لیئے۔

اسی طرف اعلیٰ حضرت بریلوی نے اشارہ فرمایا ہے ؎

دو جہاں ملک اور جَو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

^{۱۱}

بَدِیْعُ کَمَالٍ فِی المعانی فلا امرئ
یکون لہ مثلا ولا بمقارب

شرح حضرت ناظم

یعنی بے نظیر است کمال او در جمیع اوصاف پس نیست ہیچ مردے مانند او ونیست ہیچ مردے نزدیک باد در جمع درمیان بدیع ومعانی ایہام تطبیق است و ایں آخر فصل رابع است، بدیع کمال دلالت میکند بر انتہاے ایں کلام وبمنزلہ نتیجہ است آں را۔

تشریح مشکل الفاظ

بدیع : بے نظیر۔ مقارب : قریب پہنچنے والا۔

ترجمہ

یعنی تمام اوصاف و معانی میں آپ کا کمال بے نظیر و بے مثال ہے۔ آپ کا ان کمالات میں ہمسر ہونا تو کجا کوئی قریب پہنچنے کا بھی دعویٰ نہیں کر سکتا۔ بے شک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالے نے ہر کمال میں اور ہر خوبی میں وہ مرتبہ بلند ارزانی فرمایا کہ دنیا کا کوئی شخص، کوئی نبی، رسول یا کوئی فرشتہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی برابری کا تو کجا حضور کے نزدیک پہنچنے کا بھی دعویٰ نہیں کر سکتا۔

بسم الله الرحمن الرحيم

فصل پنجم

در اشاره بنوع دیگر از دلائل نبوت و آں شامل است
در حال عرب و عجم و عادات و مذاہب ایشاں پیش از بعثت
حضرت پیغامبر صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کہ ببداہت عقل فہمیدہ
مے شود کہ لطف الٰہی مقتضی تغیّر آں اوضاع است و تامل در

حال آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم از امیّت و عدم مخالطت علماء و شہرت بامانت کہ ایں ہمہ دلالت میکند بر صدق دعویٰ نبوت و تامل در اصلاح آنحضرت صلّی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم امر ملت را باحسن وجوہ و ایں استدلال بداں ماند کہ ہر کہ عدالت ملک عادل را می داند اگر ببیند کہ رعیت او راہِ فساد پیش گرفتہ اند یقین میکند کہ بادشاہ البتہ زجر و منع خواہد کرد و بر سرآں جماعت قہرمانے را مسلّط خواہد ساخت کہ تغیر اوضاع ایشاں نماید و چوں کسے دعوائے کند کہ من طبیبم و مداوا کنند مرضا را و ایشاں شفا یابند بیقین دانستہ شود کہ صادق ہست در دعویٰ خود ۔

ترجمہ

پانچویں فصل میں ایک دوسرے انداز سے دلائل نبوت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس میں عرب وعجم کے احوال، ان کی عادات اور مذاہب کا ذکر ہے جن پر وہ حضور صلّی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے کاربند تھے اور یہ بات بآسانی سمجھ آ رہی تھی کہ لطفِ خداوندی ان حالات کی تبدیلی کا مقتضی ہے نیز آنحضرت صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے امی ہونے اور علماء کی صحبت سے دور رہنے اور امانت کی صفت سے مشہور ہونے میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت کی صداقت کی دلیلیں ہیں نیز جس عمدگی سے حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ملت کے حالات کو رو باصلاح فرمایا یہ بھی حضور کی صداقت کی دلیل ہے۔ اور اس استدلال کی مثال یوں ہے کہ جو شخص کسی عادل بادشاہ کی انصاف پسندی کو جانتا ہے اگر وہ دیکھے کہ رعایا فتنہ وفساد کے راستہ پر گامزن ہے تو اس شخص کو یقین ہو جاتا ہے کہ یہ منصف مزاج بادشاہ اپنی رعایا کو زجر و توبیخ کرے گا، اور ان پر ایک ایسا جابر حاکم مقرر کرے گا جو انھیں غلط روی سے باز رکھ سکے اسی طرح

جب کوئی شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں طبیب ہوں اور بیماروں کا علاج کرتا ہوں وہ اس کے علاج سے شفایاب ہوجاتے ہیں تو ایسے شخص کے طبیب حاذق ہونے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔

ـــہ أَتَانَا مُقِيمُ الدِّينِ مِنْ بَعْدِ فَتْرَةٍ
وَتَحْرِيفِ أَدْيَانٍ وَطُولِ مَشَاغِبِ

شرح حضرت ناظم

فترة: سستی وزمان میان دو پیغمبر۔ شغب: بالمعجمتین برانگیختن فتنہ وتباہی۔
یعنے آمد بما درحالتیکہ راست کنندہ دین است بعد سستی آں مابعد انقطاع رسل و بعد تغیر ملتہا وبسیار فتنہ ہا وفسادہا۔
دریں بیت اشارہ است بآں کلمہ درکتب سابقہ مذکور است: ولن يقبضهم الله حتى يقيم الملة العوجاء بان يقولوا لا اله الا الله۔

تشریح مشکل الفاظ

فترة: دو پیغمبروں کی درمیانی مدت۔ مشاغب: جمع ہے اس کا واحد ہے شغب: فتنہ انگیزی۔

ترجمہ

حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس دین کو درست کرنے کے لیے اس وقت تشریف لائے جب کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بعد کئی سو سال تک سلسلۂ نبوت منقطع رہا تھا۔ اور سارے دین تحریف اور بگاڑ کا شکار ہوچکے تھے اور فتنہ انگیزیوں

اور تباہ کاریوں نے بڑا طول پکڑ لیا تھا۔

تشریح

اس بیت میں کتب سابقہ کی ایک پیشین گوئی کی طرف اشارہ ہے: لن یقبضهم الله حتى يقيم الملة العوجاء بان يقولوا لا اله الا الله (یعنے اللہ تعالٰے اس نبی آخرالزمان کی روح مبارکہ کو اس وقت تک قبض نہیں کرے گا جب تک وہ ایک ٹیڑھی ملت کو راہ راست پر گامزن نہ کرلیں گے اور سب لا الٰہ الا اللہ کے عقیدہ توحید پر صدق دل سے ایمان نہ لے آئیں گے۔

۲۔ فَيَا وَيْلَ قَوْمٍ يُشْرِكُونَ بِرَبِّهِمْ
وَفِيهِمْ صُنُوفٌ مِنْ وَخِيمِ الْمَثَالِبِ

شرح حضرت ناظم

وخیم: ای ثقیل۔ مثالب: عیبہا ونقصہا مثلبہ یکے۔

یعنے پس ولے آں قوم را کہ شریک مقرر میکنند با پروردگار خویش و دریں جماعت انواع بسیار است از عیبہائے گراں ونقصہا۔

دریں بیت اشارتست بحال مشرکان عرب۔

تشریح مشکل الفاظ

وخیم: جس کا نتیجہ ہولناک ہو۔ مثالب جمع ہے اس کا واحد مثلبۃ: نقص، عیب۔

ترجمہ

صد حیف! اس قوم پر جو اپنے رب کا شریک ٹھہراتی ہے اور ان میں گوناگوں

بڑے بڑے عیوب اور نقائص پائے جاتے ہیں جن کا نتیجہ از حد تباہ کن ہے۔

۳ـ وَدِيْنُهُمْ مَا يَفْتَرُوْنَ بِرَأْيِهِمْ
كَتَحْرِيْمُ حَامٍ وَاخْتِرَاعِ السَّوَائِبْ

شرح حضرت ناظم

حامی: فحل کہ اورا آزاد کنند و بروے سوار نشوند۔ سائبہ: ناقہ کانت تسیّب فی الجاہلیۃ لنذر۔

یعنے دین این مشرکان چیزے ایست کہ بر می بافند آنرا بعقل خود. بغیر استاد بوحی الٰہی مانند تحریم حام و اختراع سائبہ ہا۔

تشریح مشکل الفاظ

حام: وہ نر اونٹ جس کو مشرکین آزاد کر دیا کرتے تھے کہ جہاں چاہے چرتا رہے اسے کوئی منع نہیں کیا کرتا تھا۔ اور وہ اس پر سواری بھی نہیں کیا کرتے تھے۔ سوائب: جمع ہے اس کا واحد سائبۃ ہے: وہ اونٹنی جو زمانہ جاہلیت میں بتوں کے لیے بطور نذر دے دی جاتی تھی۔

ترجمہ

ان کے دینی عقائد وہی تھے جن کو وہ اپنی رائے سے گھڑ لیا کرتے تھے جیسے حام (نر اونٹ) کو حرام کرنا۔ اور بتوں کے لیے اونٹنیوں کو نذر ماننے کی غلط رسم ایجاد کرنا۔

یعنے ان کے مذہبی عقائد کا ماخذ و منبع ارشاد ربّانی نہ تھا اور نہ ہی عقل سلیم اور فہم صحیح کی ان عقائد کو تائید حاصل تھی۔ اوہام و ظنوں کے زیر اثر جو جی میں آیا اس کو حلال کر دیا اور جو

جی میں آیا اس کو حرام کر دیا ۔

۴ وَیَا وَیْلَ قَوْمٍ حَرَّفُوْا دِیْنَ رَبِّهِمْ
وَافْتَوْا بِمَصْنُوْعٍ لِحِفْظِ الْمَنَاصِبِ

شرح حضرت ناظم

یعنے وائے آں قوم راکہ تحریف کر دند دین پروردگار خود را وفتوی دادند و ساختہ از طرف خود برائے نگہداشت منصبہا و ریاستہا ۔

وایں اشارتست بحال یہودیاں ۔

تشریح مشکل الفاظ

مصنوع : خود ساختہ ، بناوٹی چیز ۔ مناصب کا واحد منصب ہے : عہدہ ، مرتبہ ۔

ترجمہ

پس ہلاکت و بربادی ہے اس قوم کے لیے جنھوں نے اپنے پروردگار کے دین میں ردّ و بدل کر دیا اور اپنے مناصب اور عہدوں کی حفاظت کے لیے اپنے من گھڑت مسائل کے مطابق دینی معاملات میں فتوے صادر کرتے رہے ۔

تشریح

اس میں یہودیوں کی اس حالت بد کی طرف اشارہ ہے کہ وہ معمولی معمولی دنیوی مفاد کے لیے تورات کی آیات میں تحریف کر دیتے اور احکام الٰہی کو پس پشت ڈال کر اپنی مرضی کے مطابق فتوے صادر کرتے ۔ ان کی اس عادت بد کا ذکر قرآن کریم میں متعدد مقامات پر آیا ہے ۔ چنانچہ سورہ بقرہ میں ہے :

فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ لیشتروا بہ ثمنًا قلیلاً فویل لھم مما کتبت ایدیھم و ویل لھم مما یکسبون ۔ (البقرۃ، آیت ۷۹)

(پس ہلاکت ہو ان کے لیے جو لکھتے ہیں کتاب خود اپنے ہاتھوں سے پھر کہتے ہیں کہ یہ نوشتہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تاکہ حاصل کرلیں اس کے عوض تھوڑے سے دام، سو ہلاکت ہو ان کے لیے بوجہ اس کے جو لکھا ان کے ہاتھوں نے اور ہلاکت ہو ان کے لیے بوجہ اس مال کے جو وہ یوں کماتے ہیں۔)

۵
فَیَاوَیْلَ مَنْ اَطْرٰی بِوَصْفِ نَبِیِّہٖ
فسماہٗ رَبُّ الْخَلْقِ اِطْرَاءَ خَائِبٗ

شرح حضرت ناظم

اطرار: بمبالغہ ستودن۔

یعنے وائے آں کس راکہ مبالغہ کردہ است در مدح نبی خود پس نامیداو را پروردگار خلق و مبالغہ مطلب نایابندہ۔

وایں بیت اشارتست بحال نصاریٰ۔

تشریح مشکل الفاظ

اطرار: تعریف میں مبالغہ آرائی کرنا، حد سے تجاوز کرنا۔ خائب: ناکام، نامراد۔

ترجمہ

صد حیف! اس قوم پر جس نے اپنے نبی کی تعریف میں مبالغہ سے کام لیا، اور

اس کو مخلوقات کا پروردگار کہنا شروع کر دیا۔ یہ ایسا مبالغہ ہے جس کا مرتکب ناکام و نامراد ہوا کرتا ہے۔

تشریح

اس میں عیسائیوں کے عقیدہ باطلہ کی طرف اشارہ ہے کہ انھوں نے حضرت سیدنا عیسٰی علیہ السلام کے معجزات و کمالات دیکھ کر آپ کو خدا کا فرزند یقین کر لیا۔ (العیاذ باللہ) اور عقیدہ تثلیث کی بنیاد رکھ کر اس دین توحید کو شرک سے ملوث کر دیا جس کی ترویج و اشاعت کے لیے حضرت عیسٰی علیہ السلام نے ساری عمر وقف کر دی اور طرح طرح کے آلام و مصائب کو برداشت کیا۔

۶ وَيَا وَيْلَ قَوْمٍ قَدْ اَبَارَ نُفُوْسَهُمْ
تَكَلُّفُ تَزْوِيْقٍ وَحُبُّ الْمَلَاعِبِ

شرح حضرت ناظم

بوار: بالفتح، ہلاکی۔ بار فلاں ای ھلک و ابارہٗ اللہ ای اھلکہٗ۔ زواق و سیماب بلغۃ اہل مدینہ و تزویق: آراستن و کل منقش فھو مزوق و الم یکن ھناک زیبق۔

یعنے وائے آں قوم را کہ ہلاک کردہ است نفوس ایشاں تکلف تزئین و دوستی بازی ہا۔

وایں بیت اشارتست بحال ملوک عجم و رؤسا ایشاں۔

تشریح مشکل الفاظ

ابار: ہلاک کرنا۔ بوار: ہلاکت و بربادی۔ زواق: اہل مدینہ کی لغت میں پارہ کو

زواق کہتے ہیں۔ تزویق: آرائش وزیبائش۔ ملاعب: کھیل کود۔ ہر نقش دار چیز کو مزوق کہتے ہیں خواہ وہاں پارہ نہ بھی ہو۔

ترجمہ

صد حیف! اس قوم کی بربادی پر جن کے نفسوں کو بناؤ سنگھار کے تکلف اور لہو ولعب کی محبت نے تباہ اور ہلاک کر دیا۔

تشریح

اس شعر میں عجم کے ان بادشاہوں اور ان کے رؤسا کی حالت زار کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو محلات کی تعمیر، رنگ برنگے لباسوں اور سامان خورد و نوش میں بے جا تکلفات اور بے سود آرائش وزیبائش کے دلدادہ تھے اور اس پر پانی کی طرح روپیہ بہایا کرتے تھے لہو ولعب، عیش و نشاط میں شب و روز اس طرح سرشار رہتے تھے کہ انھیں کاروبار سلطنت کی انجام دہی اور اپنی رعایا کی خبر گیری کے لیے فرصت ہی نہ ملتی تھی۔ نفرت کا وہ لاوا جو ان کی مظلوم اور بے بس رعایا کے دلوں میں ان کے خلاف پک رہا تھا آخر کار کوہِ آتش فشاں بن کر پھٹا ان کو اور ان کے جملہ سامان عیش و طرب کو جلا کر بھسم کر دیا۔

۵ وَيَا وَيْلَ قَوْمٍ قَدْ اَخَفَّ عُقُوْلَهُمْ
تَجَبُّرُ كِسْرٰى وَاصْطِلَامُ الضَّرَائِبِ

شرح حضرت ناظم

اخف: سبکسار کرد۔ اصطلام: از بن برکندن۔ الضریبہ: مایؤدی العبد الی سیدہ من الخراج المقرر علیہ۔ فعیلۃ بمعنی مفعول والجمع ضرائب۔

ترجمہ

یعنے واے آں قوم را کہ سبکسار ساختہ است عقول ایشاں را تکبر کسریٰ و از بیخ برکندن خراج و باج ایشاں را۔ دریں بیت اشارتست بحال رعایا عجم کہ پامال ظلم ملوک شدہ بودند۔

تشریح مشکل الفاظ

اخف: ہلکا کرنا۔ بے وزن بنا دینا۔ عقل و فکر کی قوتوں کو ظلم و تشدد سے بیکار بنا دینا۔ تجبر: جبر و تشدد۔ اصطلام: جڑ سے اکھیڑنا۔ ضرائب جمع ہے ضریبۃ کی: ٹیکس، محصول وغیرہ۔

ترجمہ

اور صد افسوس! اس قوم کی خستہ حالی پر جن کی عقلوں کو ایران کے مطلق العنان کسریٰ کے جبر و تشدد نے اور جڑوں سے اکھیڑ دینے والے بھاری بھرکم ٹیکسوں نے ناکارہ اور بے وقعت بنا دیا تھا وہ غور و فکر کی سے صلاحیت سے ہی محروم ہو گئے تھے۔

تشریح

جب کوئی طالب علم ایران کی تاریخ کا مطالعہ کرتا ہے اور وہاں کے بادشاہوں اور ان کے امراء کے جور و ستم کی داستانیں پڑھتا ہے اور ان ناقابل برداشت ٹیکسوں اور واجبات کو ملاحظہ کرتا ہے تو ششدر رہ جاتا ہے یقیناً ان کی رعایا ان مظالم اور ناقابل برداشت ٹیکسوں کے بوجھ کے نیچے یوں سسک رہی تھی کہ ان کو سمجھ ہی نہیں آتا تھا کہ اس عذاب الیم سے کس طرح رستگاری حاصل کرے۔ ان کے عقل و فہم کی بے بسی کی کیفیت دیکھ کر بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے اور یہ صورت حال صرف اہل ایران کے ساتھ ہی مختص نہ تھی بلکہ ممالک عجم میں ہر جگہ ان کے حکمرانوں کے جور و ستم اور لوٹ کھسوٹ نے رعایا

کو خستہ حال بنا دیا تھا اور وہ اس قابل بھی نہ رہے تھے کہ اپنی عقل و فہم سے کوئی فائدہ اٹھا سکیں۔

۸ فَادْرَكَهُمْ فِي ذَاكَ رَحْمَةُ رَبِّنَا
وَقَدْ أَوْجَبُوا مِنْهُ أَشَدَّ الْمَعَاتِبِ

شرح حضرت ناظم

معتبہ: بفتح التا، وکسرہا: خشم گرفتن۔

یعنی پس دریافت ایشاں را دریں حالت رحمت پروردگار ما حال آنکہ مستحق شدہ بودند از جانب خدا تعالیٰ سخت ترین خشمہا۔

تشریح مشکل الفاظ

اوجب: اپنے اوپر لازم کرنا، مستحق ہو جانا۔ معاتب: جمع ہے اس کا واحد معتبہ اور معتبہ ہے: غضب، غصہ، ناراضگی۔

ترجمہ

نسل انسانی کے سارے گروہ جن کا ذکر مندرجہ بالا اشعار میں علیحدہ علیحدہ ہو چکا ہے، انھوں نے اپنے زشتی اعمال کے باعث اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی ناراضگیوں کا مستحق بنا لیا تھا اس حالت میں ہمارے پروردگار کی رحمت نے ان کو آ لیا۔

۹ فَأَرْسَلَ مِنْ عُلْيَا قُرَيْشٍ نَبِيَّهُ
وَلَمْ يَكُ فِيمَا قَدْ بَلَوْهُ بِكَاذِبِ

شرح حضرت ناظم

بلاء و ابلاء و ابتلاء : آزمودن

پس فرستاد از بلند ترین قبیلہ درمیان قریش پیغامبر خود را و نبود در آنچہ قریش امتحان کردہ بودند دروغ گوے۔

تشریح مشکل الفاظ

علیا قریش : قریش کا بلند ترین قبیلہ یعنی بنی ہاشم۔ بلا یبلو : آزمانا۔

ترجمہ

پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو قریش کے اعلیٰ ترین خاندان بنو ہاشم میں مبعوث فرمایا اور قریش نے آپ کو ہر طرح آزمایا لیکن حضور کی سیرت و کردار کو دروغ گوئی اور کذب بیانی سے پاک و صاف پایا۔

تشریح

حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب اپنے دین کی پہلی مرتبہ دعوت عام کے لیے اہل مکہ کو کوہِ صفا کے دامن میں جمع کیا تو پہلی بات ان سے یہ دریافت کی کہ اے اہلِ مکہ! اگر میں تمھیں کہوں کہ اس پہاڑ کی دوسری جانب سے ایک لشکر تم پر چڑھائی کرنے کے لیے بڑھا چلا آ رہا ہے تو کیا تم میری بات کو تسلیم کرو گے تو انھوں نے کہا: بے شک ہم آپ کی ہر بات کو مانیں گے کیونکہ ہم نے آپ کو کبھی غلط بیانی کرتے نہیں سنا۔ اعلان نبوت سے پہلے آپ کے ہم وطن آپ کو الصادق اور الامین کے معزز خطابات سے پکارا کرتے تھے۔

۱۰ وَمِنْ قَبْلِ هٰذَا لَمْ يُخَالِطْ مَدَارِسَ
الْيَهُوْدِ وَلَمْ يَقْرَأْ لَهُمْ خَطَّ كَاتِبٍ

شرح حضرت ناظم

یعنے پیش ازیں نیامیختہ بود بمدرسہائے یہود و نخواندہ بود خط نویسندہ از ایشاں۔

ترجمہ

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کرنے سے پیشتر نہ کبھی یہودیوں کے مدرسوں میں اپنی آمد و رفت رکھی اور نہ ان کے کسی کاتب کے خط کو پڑھا۔

تشریح

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی استاد کے سامنے زانوئے تلمذ تہ نہیں کیا۔ اس لیے قرآن کریم میں حضور کو النبی الامی کے لقب سے سرفراز فرمایا گیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم و معارف کا منبع فیض ربّانی ہے۔ یہ معارف و اسرار کے سمندر جو صدر نبوت میں موجزن ہیں یہ محض عطا الٰہی ہے اس میں کسی کسب و اکتساب کا کوئی دخل نہیں "الرحمٰن، علم القرآن خلق الانسان علمہ البیان" ان آیات میں الرحمٰن معلم ہے اور الانسان تلمیذ ہے اس سے مراد حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات ہے —— علوم نبوت کے بارے میں کسی کی مجال نہیں کہ دم مار سکے۔ اس کا علم یا الرحمٰن کو ہے جس نے سکھایا، یا الانسان کو ہے جس نے سیکھا ؎

اکنوں کرا دماغ کہ پرسد ز باغباں — بلبل چہ گفت گل چہ شنید و صبا چہ کرد

۱۱ ﮯ وَاَوْضَحَ مِنْهَاجَ الْهُدٰى لِمَنِ اهْتَدٰى
وَمَنَّ بِتَعْلِيْمٍ عَلٰى كُلِّ رَاغِبٍ

شرح حضرت ناظم

یعنی پس واضح ساخت راہ ہدایت را برائے ہر کہ راہ یابی خواہد و احسان کرد بآموختن شرائع بر ہر رغبت دارندہ در امر خیر۔

تشریح مشکل الفاظ

منہاج: واضح اور روشن راستہ۔ اھتدٰی: ہدایت کا طلب گار ہونا۔

ترجمہ

حضور علیہ السلام نے ہدایت کے طلبگاروں کے لیے ہدایت کا راستہ روشن کر دیا اور ہر خیر و برکت کے متلاشی کو شریعت کے علم سے بہرہ ور کرنے کا احسان فرمایا۔

۱۲ ﮯ وَاَخْبَرَ عَنْ بَدْءِ السَّمَاءِ لَهُمْ وَعَنْ
مَقَامٍ مَّخُوْفٍ بَيْنَ اَيْدِى الْمُحَاسِبِ

شرح حضرت ناظم

یعنی پس خبر داد از ابتدائے آفرینش آسماں ایشاں را و از ایستادن پیش پروردگار حساب کنندہ کہ ازاں ایستادن ترسیدہ می شود۔

و دریں بیت اشارتست بآیہ کریمہ: ولمن خاف مقام ربہ جنتٰن

و دریں بیت جمع کردہ شد حال مبدأ و معاد را۔

تشریح مشکل الفاظ

مقام مخوف : وہ مقام جو خوفزدہ کرنے والا ہو۔ محاسب : باز پرس کرنے والا۔

ترجمہ

اور حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے انھیں افرینش آسمان سے لے کر اس خوفناک مقام تک کی اطلاع دی جہاں وہ اللہ تعالےٰ کے روبرو اپنے گزشتہ اعمال کی جواب دہی کے لیے کھڑے کئے جائیں گے۔

تشریح

اس روز شدت خوف کا یہ عالم ہوگا کہ کسی کو کسی کا ہوش نہ رہے گا۔ قرآن کریم کی ان آیات میں ان حالات کی بڑی صحیح اور مؤثر تصویر کشی کی گئی ہے :

یوم یفر المرء من اخیہ وامہ وابیہ وصاحبتہ و بنیہ

لکل امرئ منھم یومئذ شأن یغنیہ

ترجمہ : (اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی سے اپنی ماں، اپنے باپ، اپنی بیوی اور اپنے بچوں سے ہر شخص کو ان میں سے اس دن ایسی فکر لاحق ہوگی جو اسے سب سے بے پرواہ کر دے گی۔)

اس بیت میں اس آیت کریمہ کی طرف بھی اشارہ ہے : و لمن خاف مقام ربہ جنتان۔

ترجمہ : (جو شخص اپنے رب کے حضور میں حاضری سے خوفزدہ ہوگا اس کو دو جنت عطا کئے جائیں گے۔)

۱۳ وَعَنْ حُكْمِ رَبِّ الْعَرْشِ فِيْمَا يُعَنِّهِمْ
وَعَنْ حِكَمٍ تُرْوٰى بِحُكْمِ التَّجَارِبِ

شرح حضرت ناظم

العنن بفتحتین: پیش آمدن خبر۔

یعنی خبر داد از فرمان پروردگار عرش در آنچہ پیش می آید ایشاں را واز حکمت ہا کہ روایت کردہ می شود بسبب تجربہ ہا۔

و دریں بیت اشارتست بآنکہ حضرت پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم دو علم با تلقین فرمود۔ علم احکام و علم حکم۔ اوّل ظاہر است وثانی چوں مصالح منزلیہ وعلم اخلاق، خواص بعض اطعمہ وغیرہا وایں علم ثانی گاہے بحکم تجربہ نیز ادراک نمودہ می شود۔

تشریح مشکل الفاظ

عنن: کسی چیز کا پیش آنا۔ حِکَم: جمع ہے حکمت کی، دانائی کی باتیں۔ تجارب: جمع ہے تجربہ کی۔

ترجمہ

اور انھیں ان امور وحالات کے بارے میں خداوند عرش کے حکم سے آگاہ کیا جو انھیں پیش آنے والے تھے اور ان دانائی کی باتوں سے انھیں مطلع کیا جن کو پیہم تجربات کی بنا پر روایت کیا جاتا تھا۔

تشریح

یعنے نوع انسانی کو اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں جس اشد راہنمائی کی ضرورت تھی، وہ

بڑے دلنشیں انداز سے بہم پہنچائی۔ اللہ تعالےٰ کے احکام سے انہیں آگاہ کیا حکمت و دانش کی باتیں جو طویل تجربوں سے حاصل کی جا سکتی تھیں، ان سے اپنی قوم کو باخبر کیا۔

۱۴ وَاَبْطَلَ اَصْنَافَ الْخَنٰى وَاَبَادَهَا
وَاَصْنَافَ بَغْيٍ لِلْعُقُوْبَةِ جَالِبْ

شرح حضرت ناظم

خنیٰ: بیہودہ گفتن و مراد ایں جا اعم است از قول و فعل اباد: اللہ ای اھلکہ۔

یعنی باطل ساخت اقسام بیہودگی را و برہم زد آنہا را و باطل ساخت اقسام ظلم کہ عقوبت الٰہی را مقتضی است۔

و دریں بیت اشارتست باں حدیث کہ ہیچ گناہ نزدیک خدا تعالیٰ جالب ترنیست عقوبت را از بغی، خنیٰ اشارتست بامراض نفسانیہ از جہت نفس شہویہ پیدا شود۔ یعنی بامراض از جہت نفس سبعیہ پیدا شود۔

تشریح مشکل الفاظ

الخنیٰ: فحش کلام۔ یہاں اس سے مراد ہر قول اور ہر عمل ہے جو فحش اور غلیظ ہو۔ اباد: ہلاک کرنا۔ بغی: سرکشی، نافرمانی۔ جالب: کھینچنے والا۔

ترجمہ

حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بیہودہ گوئی اور اعمال قبیحہ کی ساری قسموں کو باطل کر دیا اور انہیں درہم برہم کر دیا۔ بغاوت و سرکشی کی ان جملہ صورتوں کو بھی ختم کر دیا جو اللہ تعالیٰ کے عذاب کو اپنی طرف کھینچنے والی ہیں۔

تشریح

اس شعر میں اس حدیث مبارک کی طرف اشارہ ہے جس میں حضور علیہ الصلوۃ السلام نے ارشاد فرمایا: سرکشی سے بڑھ کر عذابِ الٰہی کو اپنی طرف کھینچنے والا کوئی گناہ نہیں۔ اور غنی سے نفس انسانی کی ان بیماریوں کی طرف اشارہ ہے جو نفس شہوانی سے پیدا ہوتی ہیں۔

۱۵ وَبَشَّرَ مَنْ اَعْطَی الرَّسُوْلَ قِیَادَہٗ
بِجَنَّۃِ تَنْعِیْمٍ وَحُوْرٍ کَوَاعِبٍ

شرح حضرت ناظم

قیاد: رسنی کہ اسطور را باں کشند۔

یعنی بشارت داد کسی را کہ بدست رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم داد مہار خود را بہ بہشت نعمت و حور نوجواں۔

تشریح مشکل الفاظ

قیاد: وہ رسی جس سے جانور باندھا جاتا ہے۔ باگ ڈور، مہار۔ کواعب: جمع ہے کاعب کی: دوشیزہ نوجوان لڑکیاں۔ حُور: جمع ہے حوراء: سیاہ چشم بڑی آنکھوں والی۔

ترجمہ

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اس شخص کو جس نے اپنی باگ ڈور اللہ تعالےٰ کے رسول کو سونپ دی نعمتوں والی جنت اور نوجوان حوروں کی خوشخبری دی۔

۱۶ وَاَوْعَدَ مَنْ یَأْبیٰ عِبَادَۃَ رَبِّہٖ
عُقُوْبَۃَ نِیْرَانٍ وَعِیْشَۃَ قَاطِبِ

شرح حضرت ناظم

قطوب : روئے ترش کردن۔

یعنے ترسانید کسے را کہ سر باز می زند از عبادت پروردگار خود بعقوبۃ دوزخ وگذران شخصے کہ روئے ترش کردہ است۔

دریں بیت اشارہ کردہ شد بمضمون کریمہ : ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیامہ اعمٰی۔

تشریح مشکل الفاظ

اوعد : ڈرانا، دھمکی دینا۔ عیشۃ : زندگی۔ قاطب : ترش رو، جس کے چہرے پر کراہت اور ناپسندیدگی کے آثار نمایاں ہوں۔

ترجمہ

اور جو شخص اپنے رب کی عبادت سے انکار کرتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے آتش جہنم کی سزا اور ایسے آدمی کی زندگی سے ڈرایا ہے جو ہمیشہ ترش رو اور کبیدہ خاطر رہتا ہو۔

تشریح

اس بیت میں اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے : ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیامۃ اعمٰی۔ (جو شخص میری یاد سے

روگردانی کرتا ہے تو اس کے لیے ایسی زندگی ہے جو بہت تنگ ہے اور ہم قیامت کے دن اسے اس کی قبر سے اندھا کر کے اٹھائیں گے۔) العیاذ باللہ۔

۱۷ فَاَنْجٰی بِهٖ مَنْ شَاءَ مِنَّا نِجَانَهٗ
وَمَنْ خَابَ فَلْتَنْدُبْهُ شَرُّ النَّوَادِبِ

شرح حضرت ناظم

یعنے پس نجات داد خداتعالی بسبب ایں پیغامبر کسے راکہ او نجات خواستہ بود و ہر کہ مطلب نیافت باید کہ نوحہ کنند بروئے بدترین نوحہ کنندگان۔

تشریح مشکل الفاظ

نوادب، نوحہ کرنے والیاں۔ ندب، نوحہ کرنا۔ خاب، محروم رہنا۔

ترجمہ

یعنے اللہ تعالےٰ نے آپ کے ذریعے اس خوش نصیب کو اپنی نجات کا طلب گار ہوا نجات دی اور جو محروم و خاسر رہا پس چاہیئے کہ نوحہ کرنے والیاں اس پر بدترین قسم کا نوحہ کریں۔

۱۸ فَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَ عَبْدَهٗ
بِحَقٍّ وَلَا شَیْءَ هُنَاكَ بِرَائِبِ

شرح حضرت ناظم

تقول رابنی فلان، اذا رأیت منه ما یریبك وما یکره۔

یعنی پس گواہی می دہم تحقیق کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیغمبر است از جانب
خدا تعالےٰ نیست آنجا ہیچ چیزیکہ درشبہ اندازد۔

تشریح مشکل الفاظ

رائب: شک میں ڈالنے والا یعنے ناپسندیدہ۔

ترجمہ

حضرت ناظم حضور نبی کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے محاسن و محامد اور فیوض و برکات
کے ذکر کے بعد فرماتے ہیں:
پس میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب بندے کو حق کے ساتھ
رسول بنا کر بھیجا ہے اور یہاں کوئی چیز ایسی نہیں جو شک میں ڈالنے والی ہو۔

۱۹ وَقَدْ كَانَ نُوْرُ اللهِ فِيْنَا لِمُهْتَدٍ
وَصَمْصَامُ تَدْمِيْرٍ عَلٰى كُلِّ نَاكِبٍ

شرح حضرت ناظم

صمصام: تیغِ بُراں، کہ باز نگردد، ویقال نکبہ اذا عدل عنہ۔
یعنی ہر آئینہ بود نور خدا تعالیٰ درمیان ما برائے ہر راہ یابندہ و شمشیر بُراں عقوبت بر ہر
یکسو شوندہ۔

واین دو بیت دلالت می کنند بر ختم این فصل و بمنزلہ نتیجہ است آنرا۔

تشریح مشکل الفاظ

صمصام: تیز کاٹنے والی تلوار جو اپنے نشانہ سے اچٹ نہ جائے۔ تدمیر: باب

تفصیل کا مصدر ہے۔ تباہ و برباد کرنا۔ ہلاک کرنا۔ ناکب : منہ موڑنے والا۔

ترجمہ

حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان ہر ہدایت کے طلب گار کے لیے اللہ تعالیٰ کا نور ہیں جس کی روشنی میں وہ اپنے جادہ حیات کو کامیابی کے ساتھ طے کرتا ہوا منزلِ مقصود پر رسائی حاصل کر لیتا ہے اور ہر منکر حق کے لیے حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہلاک کر دینے والی شمشیر بُراں ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل ششم

در بیان نوعی دیگر از دلائل نبوت و آں تامل است در شریعۃ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ ہمہ ارشاد است و اقامت عبادت کہ حق خالق است بر مخلوق و تہذیب نفوس باخلاق فاضلہ و دعوت بتدبیر منزل و بسیاستہ مدینہ و نصب مظان برائے آں

بوجہیکہ محکم تر ازاں متصور نگردد۔ وایں استدلال بداں مانند کہ اگر شخصے کتاب سیبویہ می خواند یقین می کنند کہ مصنف آں کتاب کامل بود در نحو وہر کہ دیوان متنبی میخواند می داند صاحب اُں کامل بود در شعر وہر کہ قانون می خواند می داند کہ مصنف آں کامل بود در علم طب۔ ہمچناں ہر کہ تفاصیل شرائع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم می بیند شک نمی کند درآں کہ استیفاء مقاصد تشریع بدون ایں علوم میسر نیست وصاحب ایں علوم نبی است ایں علوم را بوحی تلقی فرمود۔

ترجمہ

اس میں نبوت کے دوسری قسم کے دلائل بیان کئے گئے ہیں اور وہ یہ کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں فکر و تدبر کرتا ہے وہ سمجھ جاتا ہے کہ حضور کی ساری راہنمائی کا مقصد عبادت قائم کرنا ہے جو کہ خالق کا مخلوق پر حق ہے نیز نفوس انسانی کو اخلاقِ حمیدہ کے ساتھ آراستہ کرنا ہے اور گھر کے معاملات کو اور ملک کی سیاست کو درست کرنے کی دعوت ہے اور ان مقاصد کے لیے ایسے دلائل کا مقرر کرنا ہے جن سے مضبوط تر کوئی دلیل متصور نہیں ہوسکتی اور یہ استدلال اس طرح ہے جیسا کہ اگر کوئی شخص سیبویہ کی کتاب کا مطالعہ کرتا ہے تو اسے یقین ہو جاتا ہے کہ اس کتاب کا مصنف نحو میں کامل تھا اور جو شخص دیوان متنبی کا مطالعہ کرتا ہے اسے یقین ہو جاتا ہے کہ متنبی شعر میں کامل تھا جو شخص بوعلی سینا کی کتاب قانون کا مطالعہ کرتا ہے اسے یقین ہو جاتا ہے کہ اس کا مصنف علمِ طب میں ماہر تھا۔ اسی طرح جو شخص حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی تفصیلات سے آگاہی حاصل کرتا ہے تو اس کو اس بارے میں ذرا شک نہیں رہتا کہ ان علوم کے بغیر قانون سازی کے مقاصد پورے نہیں ہوسکتے اور جو ذات ان علوم کا سرچشمہ ہے وہ نبی ہے اور یہ علوم

اسے بذریعہ وحی بارگاہ الٰہی سے عطا فرمائے گئے ہیں۔

۱؎ وَاَقْوٰی دَلِیْلٍ عِنْدَ مَنْ تَمَّ عَقْلُہٗ
عَلٰی اَنَّ شِرْبَ الشَّرْعِ اَصْفَی الْمَشَارِبِ

شرح حضرت ناظم

شرب: بالکسر، حصہ آب۔

یعنی محکم ترین دلیلے نزدیک کسے کہ کامل است عقل او بر آنکہ آب حدود و شرع صافی ترین جمیع آبخورہا است۔

تشریح مشکل الفاظ

شرب: پانی کا حصہ۔ شرع: شریعت۔ مشارب: جمع ہے مشرب کی: پانی پینے کی جگہ۔

ترجمہ

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے نبی برحق ہونے کی ہر عقلمند کے سامنے سب سے قوی ترین دلیل یہ ہے کہ آپ کی شریعت کا پانی تمام انبیا سابقین کی شریعتوں کے مشرب سے پاکیزہ اور صاف ہے۔

۲؎ تَوَاطِیْ عُقُوْلٍ فِیْ سَلَامَۃِ فِکْرَۃٍ
عَلٰی کُلِّ مَا یَأْتِیْ بِہٖ مِنْ مَطَالِبِ

شرح حضرت ناظم

تواطئوا علیہ ای توافقوا۔

یعنی با یک دیگر موافق بودن عقل ہا در وقت سلامت فکر بر ہر چہ می آرد آنرا شرع از احکام یعنی عقول سلیمہ ہمہ متفق اند بر استحسان شرائع۔

وتسہیل ہمزہ تواطی بنا بر ضرورت شعر است۔

تشریح مشکل الفاظ

تواطی متفق ہونا۔ سلامۃ فکرۃ جب سوچ میں وہ ہر قسم کے تعصب اور ہٹ دھرمی سے محفوظ ہو۔

ترجمہ

اور عقلیں جب غور و فکر کے وقت ہر قسم کی ہٹ دھرمی اور تعصب سے پاک ہوں تو جو احکام شریعت حضور نے پیش کیے ہیں ان کی سچائی اور افادیت پہ ان کا متفق ہونا دلائل نبوت میں سے ایک قوی ترین دلیل ہے۔

۴۳ سَمَاحَۃُ شَرْعٍ فِیْ رَزَانَۃِ شِرْعَۃٍ
وَتَحْقِیْقُ حَقٍّ فِیْ اِشَارَۃِ حَاجِبٍ

شرح حضرت ناظم

سماحۃ: جوانمردی۔ مراد ایں جا سہولت است۔ شرع: بالکسر، و شریعۃ: جائے در آمدن بر سر آب، راہ پیدا کردہ، خدا تعالیٰ۔ رزانۃ: آہستگی۔ رزیں: رائے و توَر۔

یعنی اقوی دلیل سہولت شریعت است با ترک شتاب زدگی یعنی جامع است در سہولت و وقار۔ نہ چنداں تساہل دارد کہ از حد گزرد و نہ چنداں شدید است کہ شاق باشد۔ و اثبات حق در اشارہ ابرو ہا۔ یعنی بسیار از مطالب غامزہ در الفاظ سہلہ بلطافت عجیبہ تقریر فرمودہ۔

و دریں بیت اشارتست بحدیث "بعثت بالملۃ السمحۃ السھلۃ" و بحدیث : " اوتیت جوامع الکلم ۔

تشریح مشکل الفاظ

سماحۃ : آسانی ، سہولت ۔ رزانۃ : وقار ، متانت ۔ شرعۃ : گھاٹ ، جہاں سے پانی بھرا جاتا ہے ۔ شریعۃ کا بھی لغت میں یہی معنی ہے لیکن یہاں اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا بتایا ہوا راستہ ہے جس پر چل کر ہم اس کی خوشنودی اور اپنی دارین کی فلاح حاصل کر سکتے ہیں ۔ حاجب : ابرو ۔

ترجمہ

جو شریعت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لے کر تشریف لائے ہیں اس میں دو خوبیاں ہیں ، وہ سہل اور آسان بھی ہے اس پر عمل کرنا انسان پر شاق اور دشوار نہیں گزرتا اور اس کے ساتھ ساتھ اس میں وقار اور متانت بھی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو یہ شان بھی عطا فرمائی ہے کہ وہ اشارہ ابرو سے حق کو واضح اور آشکارا کر دیتے ہیں ۔ یہ ساری چیزیں حضور کے نبی برحق ہونے کی براہین قاطعہ ہیں ۔

تشریح

اس شعر میں ان دو احادیث کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے ۔ پہلی حدیث ہے :

بعثت بالملۃ السمحۃ السھلۃ : یعنے اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی ملت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے جس میں وسعت اور فراخی کے ساتھ ساتھ آسانی اور سہولت بھی ہے ۔

دوسری حدیث مبارکہ : اوتیت جوامع الکلم : یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے جوامع الکلم کی نعمت سے مالامال فرمایا ہے ۔ یعنی مختصر کلام میں معانی کے سمندر سمو دیئے جاتے ہیں ۔

۱۷؎ وَمَكَارِمُ اَخْلَاقٍ وَاِتْمَامُ نِعْمَةٍ
نُبُوَّةُ تَالِيْفٍ وَسُلْطَانُ غَالِبٍ

شرح حضرت ناظم

یعنی خوبی ہائے اخلاق و تمام کردن نعمت راہ نمودن حق با تسلط غلبہ کنندہ ۔

یعنی دین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم با غلبہ ملک منضم است ۔ و دریں بیت اشارتست بحدیث : بعثت لاتمم مکارم الاخلاق ۔ و اشارہ است بآنکہ ملت محمدی مخصوص است بجمع شریعت با خلافت و سلطان غالب ۔ از قبیلہ اضافت موصوف بصفت ۔

تشریح مشکل الفاظ

مکارم اخلاق : اخلاق حمیدہ، صفات جمیلہ ۔ اتمام : مکمل ۔

ترجمہ

اللہ تعالیٰ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو مکارم اخلاق سے متصف فرمایا اور اپنی نعمتوں کو آپ پر مکمل فرما دیا، ایسی نبوت عطا فرمائی جس میں الفت بھی ہے اور غالب حکومت بھی ہے ۔

یہ تمام صفات بھی درحقیقت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی روشن دلیلیں ہیں کہ اس قسم کا حسین امتزاج ذات پاک مصطفوی کے بغیر اور کہیں نظر نہیں آتا اس شرف و مرتبہ کی بلندی کے باوجود طبیعت میں فروتنی اور انکساری ہے ۔ ہر قسم کی ظاہری اور باطنی نعمتوں کی اللہ تعالےٰ نے انتہا فرما دی ہے منصب ختم نبوت کے ساتھ شان دلربائی بھی ارزانی فرمائی ہے ۔ کمال رافت رحمت کے ساتھ رعب و جلال کا یہ عالم ہے کہ ایک ماہ کی مسافت پر دشمن نام سن کر لرزہ براندام رہتا ہے ۔ اس شعر میں اس حدیث پاک کی طرف اشارہ ہے :

بعثت لاتمم مکارم الاخلاق - مجھے اس لیے میرے رب نے مبعوث فرمایا ہے کہ میں اخلاق حمیدہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دوں اور اس میں اس حقیقت کی طرف بھی اشارہ ہے کہ شریعت اور خلافت وسلطنت کا اجتماع اس دین کا طرۂ امتیاز ہے سلطان غالب میں موصوف کی اضافت صفت کی طرف ہے۔

۵ نُصَدِّقُ دِیْنَ الْمُصْطَفٰی بِقُلُوْبِنَا
عَلٰی بَیِّنَاتٍ فَھْمُھَا مِنْ غَرَائِبٖ

شرح حضرت ناظمؒ

یعنی راست می دانیم دین مصطفیٰ را صلے اللہ علیہ وسلم بدلہائے خود با قرائن واضحہ کہ فہمیدن آں از عجائب است - و دریں بیت اشارتست بمضمون کریمہ: افمن کان علی بینۃ من ربہ و یتلوہ شاھد منہ واشارتست بتمامی ایں فصل۔

تشریح مشکل الفاظ

بیّنات: اس کا واحد بیّنۃ ہے، دلائل، براہین - غرائب: غریب کی جمع ہے تعجب میں ڈالنے والا۔

ترجمہ

یعنی ہم اپنے صدق دل سے دین مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتے ہیں ایسے روشن دلائل کی بنا پر کہ جن کا سمجھنا عجائبات قدرت میں سے ہے۔

اس شعر میں اس آیت کی طرف اشارہ ہے:

أفمن كان علی بینةٍ من ربه و یتلوه شاهد منه ۔

اس شعر میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ فصل اختتام پذیر ہو رہی ہے ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل ہفتم

در نوع دیگر از دلائل نبوت و آں
تأمل در معجزات آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم۔

ترجمہ

یہ دلائلِ نبوت کی ایک دوسری قسم ہے۔ اس میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں غور وفکر کی دعوت دی جا رہی ہے۔

لہ بَرَاهِينُ حَقٍّ أَوْضَحَتْ صِدْقَ قَوْلِهِ
رَوَاهَا وَيَرْوِي كُلُّ شَبٍّ وَشَائِبِ

شرح حضرت ناظم

یعنی ایں دلیل ہائے راست است کہ واضح ساختہ است صدق قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در دعویٰ نبوت روایت کردہ است آنرا و روایت می کند آنرا ہر جواں و ہر پیر۔
دریں بیت، اشارتست بتواتر معجزات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم۔ ہر چند آحاد آں متواتر نباشد مثل شجاعت رستم وسخاوت حاتم۔

تشریح مشکل الفاظ

براہین: جمع ہے برہان کی۔ دلیل حجت۔ شبّ: جوان۔ شائب: بوڑھا۔

ترجمہ

ایسی سچی دلیلیں جنھوں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی سچائی کو واضح کر دیا ہے۔ جس کو روایت کیا ہے اور اب بھی روایت کر رہا ہے ہر جوان اور ہر بوڑھا۔
اس شعر میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات حدِ تواتر کو پہنچے ہوتے ہیں اگرچہ وہ اخبار آحاد سے مروی ہیں لیکن رستم کی شجاعت اور حاتم کی سخاوت کی طرح متواتر المعنی ہیں جن کی سچائی میں ذرہ بھر شک نہیں ہو سکتا۔

۲۔ مِنَ الْغَيْبِ كَمْ اَعْطَى الطَّعَامَ لِجَائِعٍ
وَكَمْ مَرَّةٍ اَسْقَى الشَّرَابَ لِشَارِبٍ

شرح حضرت ناظم

سقیت فلانا واسقیتہ منہ قولہ تعالیٰ اسقینا کم ماءً فراتا۔

یعنی از مدد عالم غیب بسیار بار طعام داد گرسنہ را۔ وبسیار بار آب داد نوشندہ را۔

تشریح مشکل الفاظ

سقٰی اور اسقٰی یعنی مجرد اور مزید فیہ دونوں کا معنی پانی پلانا ہے جس طرح آیت ربانی ہے: واسقینٰکم ماءً فراتًا (پلایا ہم نے تم کو میٹھا پانی۔)

ترجمہ

یعنی عالم غیب کی مدد سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بارہا بھوکوں کو کھانا کھلایا اور پیاسوں کو پانی پلایا۔

تشریح

اگرچہ اس قسم کے بیسیوں واقعات کتب حدیث اور کتب سیرت میں موجود ہیں ہم یہاں بطور تبرک شمائل الرسول جو امام ابن کثیر کی تالیف ہے۔ اس سے صرف ایک واقعہ کے ذکر پر اکتفا کریں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنا واقعہ ذکر کرتے ہیں کہ میں فاقہ کشی سے از حد نڈھال ہوگیا اور بھوک کے باعث پیٹ پر پتھر باندھنے پر مجبور ہوگیا۔ ایک روز میں راستہ پر بیٹھ گیا جہاں سے صحابہ کرام کا گزر ہوتا تھا۔ اسی اثنا میں حضرت ابوبکر صدیق تشریف لائے

میں نے ان سے قرآن کریم کی ایک آیت کے بارے میں پوچھا میرا مقصد یہ تھا کہ وہ میرے چہرہ سے میری فاقہ کشی کو جان لیں گے اور مجھے ساتھ لے جائیں گے ، لیکن ایسا نہ ہوا۔ تھوڑی دیر گزری تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے ، ان سے بھی میں نے ایک آیت کے بارے میں استفسار کیا۔ اس سے بھی مقصد وہی تھا ، لیکن وہ بھی گزر گئے۔ یہاں تک کہ میرے آقا حضرت ابوالقاسم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور میرے چہرے سے میری حالت زار کو جان لیا۔ فرمایا : اے ابوہریرہ ! میں نے عرض کی : لبیک یا رسول اللہ !۔ فرمایا : میرے پیچھے پیچھے آؤ۔ میں اجازت لے کر حاضر ہوا۔ میں نے ایک پیالہ دودھ سے لبالب پایا۔ حضور نے اہلِ خانہ سے پوچھا : یہ پیالہ کہاں سے آیا ہے۔ انھوں نے عرض کی : فلاں یا اہل فلاں نے یہ بطور تحفہ بھیجا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا : ابا ہر ! - میں نے عرض کی : لبیک یا رسول اللہ !۔ فرمایا : اہلِ صفہ کی طرف جاؤ اور ان کو میرے پاس بلا لاؤ۔ اس حکم سے میں بہت غمزدہ ہوا میرا خیال تھا کہ حضور یہ دودھ مجھے عطا فرمائیں گے اور اس طرح میرا دن اور میری رات گزر جائے گی۔ میں نے دل میں سوچا کہ میں قاصد ہوں اور جب اہلِ صفہ آئیں گے تو مجھے ہی ان کو پلانا پڑے گا ، میرے لیے کیا بچے گا ، لیکن اللہ تعالے اور اس کے رسولؐ کی اطاعتِ حکم کے بغیر کوئی چارہ کار نہ تھا۔ میں ان کو بلا لایا وہ کاشانۂ اقدس میں آکر بیٹھ گئے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اے اَبَا ہر ! یہ پیالہ لو اور ان کو پلاؤ۔ میں نے پیالہ لیا اور ان کو پلانے لگا۔ ہر شخص پیالہ لیتا تھا اور سیر ہو کر اس سے پیتا تھا۔ پھر پیالہ لوٹاتا تھا یہاں تک کہ ان سب نے سیر ہو کر پی لیا۔ میں نے وہ پیالہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ حضورؐ نے پیالہ لیا اور اپنے دستِ مبارک میں اٹھایا اس میں کچھ باقی ماندہ دودھ تھا پھر سر مبارک اٹھایا ، میری طرف دیکھا ، تبسم فرمایا۔ ارشاد ہوا : اے

اباہر! میں نے عرض کی: لبیک یارسول اللہ - فرمایا: ایک میں باقی رہ گیا ہوں اور ایک تو۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! حضور نے سچ فرمایا ہے۔ حکم ہوا بیٹھ جاؤ اور پیو۔ میں بیٹھ گیا پینا شروع کیا۔ پھر فرمایا: اور پیو۔ میں نے پھر پیا۔ حضور فرماتے رہے اور پیو میں پیتا رہا۔ یہاں تک کہ میں نے عرض کی:

لا، والذی بعثك بالحق ما اجد له فی مسلکا۔

(اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا، اب تو میرے پیٹ میں ایک قطرہ کی گنجائش نہیں رہی۔)

فرمایا: اب پیالہ مجھے دے دو۔

فرددت الیه القدح فشرب من الفضلة۔

(میں نے وہ پیالہ حضور کی خدمت میں لوٹا دیا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے باقی ماندہ دودھ سے خود نوش فرمایا۔) رواہ البخاری)

ایک پیالہ ہے جس میں سیر، دو سیر دودھ ہوگا لیکن سینکڑوں اصحاب صفہ اس سے سیراب ہو گئے اور خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب سے آخر میں جو باقی بچا تھا اس سے نوش فرمایا۔ ایک ایک معجزے میں ہزاروں معجزے ہیں اور ہر معجزہ میں حضور کی شان جلال و جمال اور مکارم اخلاق کے جلوے دل و نظر کو خیرہ کر رہے ہیں۔

۳ـ وَكَمْ مِنْ مَرِيضٍ قَدْ شَفَاهُ دُعَاءُهُ
وَاِنْ كَانَ قَدْ اشْفٰى لِوَجْبَةِ وَاجِبٖ

شرح حضرت ناظم

اشفی المریض الموت ای اشرف علیہ۔ ووجبہ: یکبار افتادن منہ قولہ تعالیٰ فاذا وجبت جنوبہا۔ ومردن ومنہ قولہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اذا وجب فلایبکین باکیۃ ای اذا مات۔

یعنی بسیار مریض کہ تندرست ساخت اورا دعائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم واگرچہ نزدیک شدہ بود بافتادنی کہ مردہ را باشد و دراسقی واشفی تجنیس است۔

تشریح مشکل الفاظ

اشفی المریض علی الموت: مریض کا قریب المرگ ہونا۔ وجبہ: یک لخت آ پڑنا۔ اسی سے قرآن کریم کی یہ آیت ہے:

فاذا وجبت جنوبہا۔

(جب کہ وہ اپنے پہلوؤں کے بل آپڑیں۔)

وجبۃ کا دوسرا معنی مرجانا ہے۔ حضور کے اس ارشاد میں 'وجب' مرنے کے معنی میں ہی مستعمل ہوا ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

اذا وجب فلا یبکینّ باکیۃ یعنے جب وہ فوت ہو جائے تو کوئی رونے والی اس پر نہ روئے۔

ترجمہ

بہت سے مریض حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا سے صحت یاب ہو چکے اگرچہ شدتِ مرض کے باعث وہ قریب المرگ ہو کر گر پڑے تھے۔

تشریح: اگرچہ اس قسم کی بے شمار روایات ہیں جب حضورؐ نے کسی بیمار پر

نظر کرم فرمائی تو وہ بالکل شفایاب ہوگیا۔ ہم یہاں ان احادیث میں سے صرف ایک حدیث پر اکتفا کرتے ہیں کیونکہ اس میں ایک نابینا کو حضور نے دعا سکھائی تھی جس سے اللہ تعالےٰ نے اس کو بینا فرما دیا۔ آج بھی اگر ہم انھیں کلمات طیبات سے اپنی مشکل کی آسانی کے لیے یا مرض سے شفایاب ہونے کے لیے بارگاہِ الٰہی میں خضوع وخشوع سے التجا کریں گے۔ تو اس کی رحمت آج بھی شرف قبولیت سے نوازے گی۔

پہلے روایت کو ذکر کیا جاتا ہے اور اس کے بعد اس کا ترجمہ نقل کروں گا۔

اخرجہ البخاری فی (تاریخہ) والبیقہی فی (الدلائل والدعوات) وصححہ وابو نعیم فی (المعرفۃ) عن عثمان بن حنیف ان رجلا ضریرا اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ادع اللہ تعالیٰ لی ان یعافینی۔ قال ان شئت اخرت ذلك وهو خیرٌ لك وان شئت دعوت اللہ تعالی۔ قال فادعه فامره ان یتوضأ فیحسن الوضو ویصلی رکعتین و یدعو بھذا الدعاء:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ نَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَامُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذَا فَیَقْضِیْهَا لِیْ۔ اَللّٰھُمَّ شَفِّعْهُ فِیَّ" وَفَعَلَ الرَّجُلُ مَقَامَ وَقَدْ اَبْصَرَ۔

(ترجمہ:)

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں، بیہقی نے الدلائل والدعوات میں اور اس کی تصحیح

بھی کی ہے۔ ابونعیم نے اپنی کتاب المعرفۃ میں حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک نابینا شخص بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! میرے لیے اللہ تعالٰی سے دعا فرمائیے تاکہ وہ مجھے صحت عطا فرمائے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تُو چاہے تو میں اس دعا کو مؤخر کر دوں اور یہ تمہارے لیے بہت بہتر ہوگا (یعنی تمہاری بخشش کے لیے دعا کروں) اور اگر تُو چاہے تو میں اسی وقت بارگاہ الٰہی میں دست دعا دراز کروں۔ اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! ابھی دعا فرمائیے۔ پس حضور نے اسے حکم دیا تو بڑی اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت نفل ادا کرے اور یہ دعا مانگے:

اللھم انی اسئلك[1] ... الخ

اے اللہ! میں تیری جناب میں دستِ سوال دراز کرتا ہوں اور میں تیرے نبی کریم حضرت محمّد صلے اللہ علیہ وسلم جو نبیِ رحمت ہیں، کے وسیلہ سے تیری بارگاہ میں فریاد کرتا ہوں۔ یا محمد! میں تیرے وسیلہ سے تیرے رب کی جناب میں متوجہ ہوتا ہوں، اپنی اس حاجت میں۔ پس میری اس حاجت کو پورا کر دے۔ اے اللہ! میرے آقا کی شفاعت کو میرے حق میں قبول فرما۔

اس شخص نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے مطابق پہلے اچھی طرح وضو کیا پھر دو نفل ادا کیے پھر اس کے محبوب کے وسیلہ جلیلہ سے اپنی التجا بارگاہ رب العزت میں پیش کی۔ اور بارگاہ رسالت میں بھی اپنی عرض پیش کی۔ جب وہ دعا سے فارغ ہو کر اٹھا تو اس کی اندھی آنکھیں بینا ہو چکی تھیں۔

---

[1]: پوری دعا اوپر مذکور ہے۔

صحابہ کرام بھی اس دعا پر عمل کیا کرتے تھے۔ حضرت عثمان بن حنیف کا ذاتی واقعہ ایک دوسری روایت میں منقول ہے کہ انھیں ایک مشکل پیش آئی جو کسی طرح حل نہیں ہوتی تھی۔ انھوں نے اسی طرح عمل کیا تو اللہ تعالےٰ نے ان کی وہ مشکل آسان کر دی۔

۴ وَدَرَّتْ لَهُ شَاةٌ لَدَى أُمِّ مَعْبَدٍ
حَلِيبًا وَلَا تَسْطَاعُ حَلْبَةُ حَالِبِ

شرح حضرت ناظم

تسطاع اصلہ تستطاع، حذفت التاء تخفیفاً۔

یعنی شیر داد آنحضرت را صلے اللہ علیہ وسلم بزے نزدیک ام معبد شیر بسیار حال آنکہ طاقت نداشت یکبار دوشیدن دوشندہ را۔ قصہ ایں در مشکاۃ مذکور است۔

تشریح مشکل الفاظ

درّت: دودھ دینا۔ ام معبد: ایک بوڑھی عورت کا نام ہے کہ اثنا رسفر ہجرت میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کا اس کے خیمہ سے گزر ہوا۔ تسطاع: اصل میں تستطاع تخفیف کے لیے ایک تا کو ساقط کر دیا۔ حلبہ: ایک بار دودھ دوہنا۔ حالب دودھ دوہنے والا۔

ترجمہ

امّ معبد کی بوڑھی اور خستہ بکری نے بڑی کثیر مقدار میں دودھ دیا حالانکہ وہ اس قابل بھی نہ تھی کہ ایک بار اسے دوہا جاتے۔

تشریح :

یہ روایت حزام بن ہشام سے متعدد محدثین البغوی، ابن شاہین ابن سکن ابن مندہ طبرانی حاکم اور بیہقی اور ابونعیم نے روایت کیا ہے اور حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے۔ اس کا خلاصہ درج ذیل ہے :

حضرت حزام بن ہشام رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ کی طرف تشریف لے جا رہے تھے راستہ میں دوپہر کا وقت امّ معبد کے خیمہ کے پاس سے گزر ہوا۔ سارا علاقہ قحط کی زد میں تھا۔ پانی نایاب۔ جانوروں کے لیے چارہ ناپید۔ ان حالات میں یہ نیک خاتون اپنے خیمہ کے پاس بیٹھی رہتی اور مسافروں کو پانی پلاتی کھانا کھلاتی۔ حضور نبی کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جب اپنے یار غار کی معیت میں اس کے پاس سے گزرے تو حضورؐ نے دریافت فرمایا، کہ کیا اس کے پاس بیچنے کے لیے گوشت اور کھجوریں ہیں اس نے نفی میں جواب دیا۔ اس کے خیمہ کے ایک گوشہ میں ایک لاغر اور کمزور بکری بندھی ہوئی تھی۔ حضور صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے پوچھا کیا یہ بکری دودھ دیتی ہے؟ اس نے عرض کیا: یہ بکری اتنی ضعیف و نزار ہے کہ دوسرے ریوڑ کے ساتھ چرنے کے لیے بھی باہر نہیں جا سکتی اس میں دودھ کہاں۔ حضورؐ نے فرمایا: اگر تُو مجھے اجازت دے تو میں اسے دوہ لوں۔ حضورؐ کا رُخ انور دیکھ کر وہ سراپا ادب بن کر گویا ہوئی کہ میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان، اگر آپ اس میں دودھ کا کوئی قطرہ محسوس کرتے ہیں تو بے شک دوہ لیں۔ حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا مبارک اس کے تھنوں پر پھیرا، اللہ کا نام لیا۔ ام معبد کے لیے دُعا فرمائی تو اس نے اپنی دونوں ٹانگیں کھلی کر دیں۔ حضور نے ایک برتن میں دودھ دوہا جسے

پی کر سارے ساتھی سیر ہو گئے۔ دوسری مرتبہ پھر دودھ دوہا اور دھار اس زور سے پڑی کہ اس کے اوپر جھاگ بن گئی۔ پھر ام معبد کو پلایا اور اپنے ساتھیوں کو بھی سیراب کیا۔ سب سے آخر میں خود نوش فرمایا۔ پھر دوبارہ اس کو دوہا اور گھر میں جتنے برتن تھے وہ سب دودھ سے بھر گئے۔

تھوڑی دیر بعد اس کا خاوند آیا، اس نے اپنے گھر کے ہر برتن کو دودھ سے بھرا ہوا دیکھ کر از راہ تعجب کہا: یہ دودھ کی نہریں کہاں سے پھوٹیں۔ ام معبد نے جواب دیا: ایک مبارک شخص آیا تھا جس کی باتیں میٹھی، صورت پیاری، زبان فصیح تھی۔ اس نے حضور صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا حلیہ مبارک بھی بیان کیا۔ تو وہ بولا: وہی تو قریش کے سردار ہیں جن کا چرچا ہو رہا ہے۔ دونوں میاں بیوی کشاں کشاں مدینہ منورہ پہنچے اور دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے قصیدہ میں اس معجزہ کا ذکر فرمایا ہے۔

۵ وَقَدْ سَاخَ فِیْ اَرْضٍ حِصَانُ سُرَاقَۃ
وَفِیْہِ حَدِیْثٌ عَنْ بَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ

شرح حضرت ناظم

ساخت ید فرس: ای غاصت فی الارض؛ حصان: بالکسر، فرس نر۔

یعنی تحقیق بزمین فرو رفت اسپ سراقہ بن مالک۔ دریں باب حدیثے مروی

است. از براء بن عازب صحابی و آں حدیث را حدیث رحل گویند کہ در مشکوٰۃ مذکور است.

تشریح مشکل الفاظ

ساخ : گھوڑے کا پاؤں زمین میں دھنس جانا۔ حصان : نر گھوڑا۔ سراقہ بن مالک وہ آدمی ہے جس نے انعام کے لالچ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تعاقب کیا۔

ترجمہ

سراقہ کے گھوڑے کا پاؤں پتھریلی زمین میں دھنس گیا اور اس حدیث کو حضرت براءؑ بن عازب نے روایت کیا ہے۔

تشریح

یہ واقعہ بھی کتب حدیث و سیر میں موجود ہے کہ جب کفار مکہ کو معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے محاصرہ کے باوجود اپنے کاشانہ اقدس سے تشریف لے گئے ہیں اور مکہ سے ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کی معیت میں ہجرت اختیار کر لی ہے۔ تو انھوں نے اعلان کیا کہ جو شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زندہ گرفتار کر لائے یا شہید کر دے اس کو ایک سو اونٹ بطور انعام دیا جائے گا۔ ایک سو اونٹ کا انعام حاصل کرنے کے لالچ میں کئی لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام مدینہ طیبہ کی طرف رواں دواں تھے کہ پیچھے سے گھوڑے کے پاؤں کی آہٹ سنائی دی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مڑ کر دیکھا کہ ایک شہسوار گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتے چلا آ رہا ہے اور وہ راہِ حق کے ان مسافروں کو گرفتار کرنا چاہتا ہے۔ حضرت صدیق اکبر نے بارگاہ رسالت میں عرض کی۔ حضور نے فرمایا : فکر مت کرو، ہمارا خدا ہمارے ساتھ ہے۔ جب سراقہ قریب پہنچ گیا تو اچانک اس کے گھوڑے کا پاؤں اس پتھریلی زمین میں

دھنس گیا۔ اس نے معافی کے لیے درخواست کی۔ حضور نے معاف فرمایا تو زمین نے اس کے گھوڑے کا پاؤں چھوڑ دیا۔ وہ کود کر باہر کھڑا ہو گیا۔ سراقہ کو پھر یہ خیال آیا کہ جس کے تعاقب میں میں نے اتنی طویل مسافت طے کی ہے اور سفر کی زحمت گوارا کی ہے وہ اب چند قدم پر ہے اور میرے قابو میں ہیں اور گھوڑے کا پاؤں اتفاقاً زمین میں دھنس گیا ہے۔ چنانچہ اس نے دوبارہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ زمین نے پھر اس کے گھوڑے کے پاؤں کو اپنے اندر جذب کر لیا۔ پھر اس نے معافی مانگی حضور نے معافی دے دی اور زمین نے اس کے گھوڑے کو آزاد کر دیا۔ شیطان کی وسوسہ اندازی سے تیسری مرتبہ پھر اس کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہوا۔ پھر اس نے حضورؐ کو گرفتار کرنے کے ارادہ سے گھوڑے کو ایڑی لگائی۔ اب گھوڑا اس پتھریلی زمین میں گھٹنوں تک دھنس گیا اور اسے یقین ہو گیا کہ یہ سب اس ہستی کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ جس کے میں درپے آزار ہوں۔ تیسری مرتبہ پھر اس نے معافی کی التجا کی۔ حضور نے پھر اس کو معاف فرما دیا اور زمین نے گھوڑے کو چھوڑ دیا۔ اب وہ گھوڑے سے اترا، بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور بڑے عجز و نیاز سے معافی کی درخواست کی۔ حضور نے فرمایا: میں نے تیری خطا بخش دی ہے جب روانہ ہونے لگا تو ارشاد فرمایا: میں نے صرف تیری غلطی ہی معاف نہیں کی، بلکہ ایران کے فرمانروا کسریٰ کے سونے کے کنگن بھی تجھ کو پہنا دیئے ہیں۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان حق ترجمان سے یہ جملے اس وقت نکلے جب کہ حضورؐ بظاہر دشمنوں کی اذیت رسانیوں سے تنگ آ کر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر رہے تھے۔ صدیق اکبرؓ کے بغیر اور کوئی رفیق سفر نہ تھا۔ ظاہری حالات قطعاً اس بات کی شہادت نہیں دے رہے تھے کہ اتنا عظیم انقلاب بھی رونما ہو سکتا ہے، لیکن نبوت کی آنکھ جو مستقبل

میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات کو دیکھ رہی ہوتی ہے۔ اس کے لیے یہ چیزیں عیاں و آشکارا ہوتی ہیں۔

چنانچہ عہدِ فاروقی میں ایران فتح ہوا اور وہاں سے جو مالِ غنیمت آیا، اس میں کسریٰ کے سونے کے کنگن بھی تھے۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے سراقہ کو بلایا اور اس کو سونے کے کنگن پہنائے اور فرمایا:

البس البسک اللہ ورسولہ (پہنو! یہ کنگن تجھے اللہ اور اس کے رسولؐ نے پہنائے ہیں۔) تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمایئے (الروض الانف للسہیلی ج ۲ ص ۲۳۳)

اس مقام پر اس امر کا ذکر بھی قارئین کے لیے فائدہ مند ہوگا۔

جب سراقہ واپس چلے گئے اور ابوجہل کو معلوم ہوا کہ یہ باوجود اس بات کے کہ سراقہ حضور علیہ السلام کو گرفتار کر سکتا تھا۔ گرفتار کیے بغیر واپس آگیا ہے تو اس نے سراقہ کو بڑی ملامت کی۔ سراقہ نے اس کے جواب میں یہ چند شعر کہے۔ آپ بھی سماعت فرمایئے۔

ابا حکم واللہ لوکنت شاھدا
لامر جوادی اذ تسوخ قوائمہ

(اے ابوجہل! بخدا اگر تو میرے گھوڑے کی حالت کو دیکھتا جب اس کے پاؤں زمین میں دھنسے جا رہے تھے۔)

علمت ولم تشکک بان محمدا
رسول ببرھان فمن ذا یقاومہ

(تو جان لیتا اور اس بارے میں کوئی شک نہ رہتا محمد صلے اللہ علیہ وسلم ایسے رسول ہیں جن کے پاس دلائل و براہین ہیں۔ پس ایسی ہستی کا کون مقابلہ کر سکتا ہے۔)

علیك بكف القوم عنه فانني
اری امره یوما ستبدو معالمهٗ

(اے ابوجہل! تجھ پر فرض ہے کہ قوم کو ان کی اذیت رسانی سے روکے۔ بے شک میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک روز ان کی سچائی کی شہادتیں آشکار ہو جائیں گی۔)

بامر یود الناس فیه باسرهم
بان جمیع الناس طرا یسالمهٗ

(آپ ایسا دین لے کر آئے ہیں کہ تمام کے تمام لوگ اس بات کو پسند کریں گے کہ ساری مخالفتوں کو ختم کر کے ان کے ساتھ مصالحت کر لی جائے۔)

۶ وَقَدْ فَاحَ طِیْبًا کَفٌّ مَنْ مَسَّ کَفَّهٗ
وَمَا حَلَّ رَأْسًا جَسَّ شَیْبُ الذَّوائِبِ

شرح حضرت ناظم

فیح: دمیدن بوئے خوش۔ جسّ: بدست سودن۔
یعنے ہر آئینہ دمید بوئے خوش از کفے شخصے کہ دست رسانید بدست آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و فرود نیامد بسرے کہ دست رسانید آنحضرت آنرا سفیدی گیسوہا۔

تشریح مشکل الفاظ

فاح: مہک کا اٹھنا۔ طیب: خوشبو۔ جسّ: ہاتھ پھیرنا۔ شیب: بڑھاپا۔ ذوائب: گیسو۔ بال۔

ترجمہ

جس خوش نصیب کا ہاتھ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کو چھو گیا اس

سے خوشبو دار مہک اٹھتی رہی اور جس کے سر پر حضورؐ نے دست شفقت پھیر دیا اس کے بالوں میں بڑھاپا نہ اتر سکا۔

ے وَأَلْقَىٰ شَقِيُّ الْقَوْمِ فَرْثَ جُزُورِهِمْ
عَلَىٰ ظَهْرِهِ وَاللّٰهُ لَيْسَ بِعَازِبِ

شرح حضرت ناظم

عزب عنی فلان ای بعد۔ ومنہ قولہ تعالیٰ لا یعزب عنہ مثقال ذرۃ۔
یعنے افگند بدبخت آں قوم سرگیں شتر کشتنی ایشاں را بر پشت مبارک آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ونیست خدا دُور از ایشاں۔

تشریح مشکل الفاظ

فرث: گوبر۔ جزور: ذبح شدہ جانور۔ عازب: دور۔

ترجمہ

قوم کے بدبخت ترین انسان نے ذبح شدہ جانوروں کے گوبر اور اوجھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر پھینک دیا اور اللہ تعالیٰ ان سے دُور نہیں تھا۔

تشریح

ایک دن کفار مکہ حرم کعبہ میں بیٹھے خوش گپیاں مار رہے تھے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور نماز پڑھنی شروع کر دی۔ ابوجہل نے کہا، تم میں سے کوئی ایسا آدمی ہے کہ فلاں جگہ جو اونٹ ذبح کیے گئے ہیں ان کے اوجھ اور گوبر وغیرہ کو اٹھا کر لائے اور جب یہ سجدہ میں ہوں، اس وقت لاکر ان پر ڈال دے۔ ابن ابی معیط نے بڑے فخر

سے کہا کہ یہ کام میں کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ بدبخت گیا اور وہ غلیظ اور بدبودار اوجھ اٹھا کر لے آیا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم جب اپنے مالک حقیقی کی بارگاہ میں سربسجود ہوئے تو اس بدبخت نے وہ غلیظ اوجھ اٹھا کر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی گردن پر رکھ دیا۔ کفار بڑے زور دار قہقہے لگا رہے تھے۔ اور طرح طرح کی پھبتیاں کس رہے تھے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سجدے کو طویل کر دیا جو لطف و سرور اس سجدہ میں اللہ کے محبوب بندہ کو میسر آیا ہوگا اس کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ جب اس واقعہ کی اطلاع حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ملی۔ ابھی وہ کم سن تھیں یارائے ضبط نہ رہا، دوڑتی ہوئی تشریف لائیں اور اس بوجھ کو نیچے پھینک دیا۔

اللہ تعالے نے ان نابکاروں کو اس گستاخی کی جو سزا دی، اس کا ذکر اگلے شعر میں آرہا ہے:

۵۸

فَاُلْقُوْا بِبَدْرٍ فِیْ قَلِیْبٍ مُخَبَّثٍ
وَعَمَّ جَمِیْعَ الْقَوْمِ شُوْمُ الْمُدَاعِبِ

شرح حضرت ناظم

شوم: بالضم، بدفال نقیض یمن۔ مداعب: مزاح کردن۔

یعنی پس افگندہ شدند بمیدان بدر در چاہ بدبو گرداننده۔ و فرا رسید جمیع قوم را شوم مزاح کنندہ۔

دریں دو بیت اشارتست بحدیث عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہ در مشکوٰۃ مذکور است۔

تشریح مشکل الفاظ

قلیب: گڑھا، کنواں۔ مجنث: بدبودار۔ شوم: بدبختی۔ مداعب: مزاح کرنے والا،
تمسخر اڑانے والا۔

ترجمہ

پس ان بدبختوں کو بدر کے میدان میں ایک بدبودار گڑھے میں پھینک دیا گیا اور
اس تمسخر اڑانے والے کی بدبختی کی سزا ساری قوم کو بھگتنا پڑی۔

۹ وَاخْبَرَاَنْ اَعْطَاهُ مَوْلَاهُ نُصْرَةً
وَرُعْبًا اِلٰی شَهْرٍ مَسِيْرَةَ سَارِبٍ

شرح حضرت ناظم

سارب: بر یک جہت رونده۔ سرب الفحل اذا توجہ المرعیٰ۔
یعنی خبر داد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہ داده است او را پروردگار او فتح و ترس
تا یک ماه مسافت راه رونده۔

تشریح مشکل الفاظ

سارب: ایک سمت میں سفر کرنے والا، جب نر، چراگاہ، کی طرف جائے تو اہل عرب
کہتے ہیں: سرب الفحل۔

ترجمہ

حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آپ کے پروردگار نے آپ کو
ہر میدان میں فتح و نصرت عطا فرمائی ہے نیز ایسا رعب اور دبدبہ مرحمت فرمایا ہے کہ

دشمن سفر کرنے والے کی ایک ماہ کی مسافت پر بھی ہو تو وہ خوف سے لرزہ براندام رہتا ہے۔ حدیث مبارک میں ہے: "نصرت بالرعب"۔ میری مدد اللہ تعالیٰ نے رعب سے کی ہے میرا دشمن کتنا دور ہو مارے خوف کے کانپتا رہتا ہے۔

۷۰

فَاَوْفَاہُ وَعْدَ النَّصْرِ وَالرُّعْبِ عَاجِلاً

واعطیٰ لہٗ فتح التبوك وَمَارِبِ

شرح حضرت ناظم

تبوک نام موضع کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بدان موضع رسیدہ بودند در غزوۂ تبوک وہو من البوک والتاء زائدۃ۔ مارب نام شہریست بیمن واصلہ مھموز وسہلت الھمزۃ ہہنا للشعر۔

یعنی پس تمام رسانده بآنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وعدہ نصرت و رعب شتاب و داد او را فتح تبوک و مارب

تشریح مشکل الفاظ

تبوک ایک جگہ کا نام ہے۔ مارب یمن میں ایک جگہ کا نام ہے۔ اصل میں مأرب ہے۔ ضرورت شعری کے طور پر برائے آسانی اس کو الف سے بدل دیا۔

ترجمہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب سے نصرت و رعب کا جو وعدہ فرمایا تھا۔ اس کو بہت جلد پورا فرما دیا۔ چنانچہ حضورؐ کی فتوحات کا سلسلہ مغرب میں تبوک اور مشرق میں مارب کے دور دراز قصبوں تک پہنچ گیا تھا۔

۱۱ه وَاَخْبَرَعَنْهُ اَنْ سَیَبْلُغَ مُلْکُهٗ
اِلٰی مَا اُرٰی مِنْ مَشْرِقٍ وَمَغَارِبٖ

شرح حضرت ناظم

یعنے خبر داد از پروردگار خود کہ خواہد رسید بادشاہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بسوئے آنچہ نمودہ شد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم را از مشرق ومغرب ہا۔

ترجمہ

اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کو اس بات سے خبردار کیا کہ آپ کی حکومت مشرق ومغرب کے ان علاقوں تک پہنچے گی جو اللہ تعالےٰ نے اے حبیب! آپ کو دکھا دیئے ہیں۔

۱۲ه فَاَسْبَلَ رَبُّ الْاَرْضِ بَعْدَ نَبِیِّہٖ
فُتُوْحًا تُوَارٰی مَالَهَا مِنْ مَنَاکِبٖ

شرح حضرت ناظم

اسبال: فرو ریختن باراں۔ مواراۃ: پوشیدہ کردن۔ منکب: کتف۔ و مراد ایں جا طرف است۔ ومنہ قولہ تعالیٰ: فامشوا فی مناکبہا۔

یعنے پس فرو ریخت پروردگار زمین بعد وفات پیغامبر خود فتح ہا کہ می پوشانید آنچہ زمین راست از اطراف وجوانب۔

تشریح مشکل الفاظ

اسبال، بارش کا برسنا۔ تواری: پوشیدہ کرنا، چھپا دینا۔ مناکب، جمع ہے منکب کی، کندھا۔ اور جانب، طرف۔ آیت: فامشوا فی مناکبھا، میں مناکب کا معنٰے اطراف و جوانب ہے۔

ترجمہ

زمین کے پروردگار نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد فتوحات کا مینہ برسا دیا۔ جس نے زمین کے اطراف و جوانب کو اپنے دامن میں چھپا لیا۔

تشریح

تاریخ شاہد ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قیصر و کسریٰ، یمن، مصر اور دیگر ممالک کے مفتوح ہونے کی جو بشارتیں اپنے غلاموں کو دی تھیں۔ وہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال فرمانے کے بعد موسلا دھار بارش کی طرح برسیں اور مشرق و مغرب میں اسلامی لشکروں کی یلغاروں کے سامنے کفار و ملحدین کے قلعے، فصیلیں، خندقیں اور تمام دفاعی انتظامات دم توڑ گئے اور دنیا کے گوشہ گوشہ میں اسلام کے جانباز سپاہیوں نے اللہ کی توحید کے پرچم کو سر بلند کر دیا۔

۱۳

وَكَلَّمَهُ الْاَحْجَارُ وَالْعُجْمُ وَالْحَصٰى
وَتَكَلُّمُ هٰذَا النَّوْعِ لَيْسَ بِرَائِبٍ

شرح حضرت ناظم

عُجم جمع اعجم، وکلما لا یقدر علے الکلام اصلا و ہو اعجم۔ امر رائب ای قار، ثابت۔

یعنی سخن گفت با او سنگہا، ولبستہ زباناں وسنگریزہا وسخن گفتن ایں نوع نیست موافق عادت۔

تشریح مشکل الفاظ

عُجم جمع ہے اعجم کی؛ جو صحیح گفتگو کرنے پر قادر نہ ہو۔ حصٰی؛ جمع ہے حصاۃ کی، سنگریزے
راتب؛ عادت کے مطابق۔

ترجمہ

حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے پتھروں نے اور عجمیوں نے اور سنگریزوں نے گفتگو کی۔
اور اس قسم کی گفتگو عام عادات کے مطابق نہیں ہے۔

تشریح

اس قسم کی بے شمار روایات کتبِ احادیث میں موجود ہیں۔ ان میں سے چند ایک احادیث بطور تبرک نقل کی جاتی ہیں تاکہ تقویتِ ایمان کا باعث بنیں۔

عن ابن عباس قال قدم ملوك حضرموت على رسول الله صلى الله عليه وسلم فيهم الاشعث بن قيس فقالوا انا قد خبانا لك خبأ فما هو۔ فقال سبحان الله انما يفعل ذلك بالكاهن وان الكاهن والكهانة فى النار۔ فقالوا كيف نعلم انك رسول الله واخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم كفًا من حصى وقال هذا يشهد انى رسول الله فسبح الحصٰى فى يده قالوا نشهد انك رسول الله۔

(خصائص کبریٰ)

(ترجمہ) : حضرموت کے چند رئیس (یہاں ملوک سے مراد رئیس ہیں) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ عالی میں حاضر ہوئے۔ ان میں اشعث بن قیس بھی تھے۔ ان روسائے نے کہا کہ ہم نے اپنے لیے ایک چیز چھپا رکھی ہے، بتایئے! وہ کیا ہے؟ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سبحان اللہ! ایسی باتیں کاہنوں سے پوچھی جاتی ہیں۔ کاہن اور کہانت کا پیشہ دونوں جہنم میں ہوں گے۔ انھوں نے دریافت کیا ہمیں کیسے معلوم ہو کہ آپ اللہ تعالےٰ کے رسول ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی مٹھی میں کنکریاں لیں اور فرمایا: یہ گواہی دیتی ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ پس ان کنکریوں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کی۔ یہ سن کر ان روسائے نے کہا: ہم گواہی دیتے ہیں بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔

شمائل الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام، میں امام ابن کثیر نے امام احمد سے یہ حدیث نقل کی ہے۔

عن جابر بن سمرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم انی لاعرف حجرا بمكة كان يسلم علی قبل ان ابعث انی لاعرفه الآن۔

(رواہ مسلم و رواہ ابو داؤد)

(ترجمہ) : حضرت جابر بن سمرہ کہتے ہیں: رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں مکہ میں اس پتھر کو جانتا ہوں جو میرے اعلانِ نبوت سے قبل مجھ پر سلام بھیجا کرتا تھا میں اب بھی اس کو پہچانتا ہوں۔

اس قسم کی کثیر التعداد صحیح احادیث موجود ہیں۔ بطور تبرک ان دو احادیث کو ذکر

کر دیا گیا ہے۔

۱۴؎ وَحَنَّ لَہُ الْجِذْعُ الْقَدِیْمُ تَحَزُّنًا
فَاِنَّ فِرَاقَ الْحِبِّ اَدْھَی الْمَصَائِبُ

شرح حضرت ناظم

و نالہ کرد برائے او تنہ درخت کہنہ از جہت اندوہ پس تحقیق فراق دوست شاق ترین مصیبت ہا است۔

تشریح مشکل الفاظ

حنّ : شوق و محبت سے فریاد کرنا۔ الجذع : درخت کا تنا۔ ادھٰی : اسم تفضیل ہے : تکلیف دہ۔

ترجمہ

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ہجر کے باعث کھجور کے ایک پرانے تنے نے از راہِ حزن آہ و فریاد شروع کر دی۔ بے شک محبوب کی جدائی تمام مصیبتوں سے زیادہ تکلیف دہ ہے۔

تشریح

دیگر ائمہ حدیث کے علاوہ یہ واقعہ امام بخاری نے بھی اپنی صحیح میں نقل کیا ہے۔ ہم امام بخاری کی روایت ہی ناظرین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

عن جابر بن عبد اللہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقوم یوم الجمعۃ الی شجرۃ او نخلۃ وقالت امراۃ من الانصار یا رسول اللہ الانجعل لك منبرًا قال

ان شئتم فجعلوا لہ منبرا فلما کان یوم الجمعۃ دفع الی منبر فصاحت النخلۃ صیاح الصبی ثم نزل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فضمھا الیہ تئن انین الصبی الذی یسکن۔

(ترجمہ) : حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز ایک درخت یا کھجور کے ساتھ ٹیک لگا کر قیام فرماتے تھے۔ انصار کی ایک خاتون نے عرض کی : یارسول اللہ! ہم آپ کے لیے ایک منبر نہ بنا دیں۔ فرمایا : جیسے تمھاری مرضی۔ پس انھوں نے منبر بنوایا۔ جب جمعہ کا دن آیا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم منبر کی طرف تشریف لے گئے تو اس کھجور کے تنے نے بچے کی طرح چلانا اور رونا شروع کر دیا۔ حضورؐ منبر سے نیچے اترے اور اسے اپنے سینے کے ساتھ لگا لیا، وہ بچے کی طرح چلا رہا تھا۔ یہاں تک کہ وہ خاموش ہو گیا۔

دوسری روایت میں ہے : حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اگر میں اسے سینہ سے لگا کر تسلی نہ دیتا تو وہ قیامت تک روتا رہتا۔

۱۵ وَاَعْجَبُ تِلْکَ الْبَدْرُ یَنْشَقُّ عِنْدَہٗ
وَمَاھُوَ فِیْ اعجازہ من عجائب

شرح حضرت ناظم

یعنی عجیب ترین معجزات ماہِ شب چہاردہم است کہ شگافتہ می شود نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ونیست انشقاق بدر در جنب اعجاز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

از عجائب ۔

ترجمہ

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے عجیب ترین معجزات سے یہ ہے کہ چودھویں کا چاند حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اشارہ سے پھٹ گیا۔ اور یہ معجزہ حضور کے معجزات میں کوئی زیادہ عجیب و غریب نہیں ہے ۔

تشریح

اس شعر میں واقعہ شق القمر کی طرف اشارہ ہے جو تقریبًا تمام معتبر کتب احادیث میں مذکور ہے ۔ امام بخاری کی صحیح سے ہم نقل کرتے ہیں ۔

عن انس بن مالك ان اهل مكة سئلوا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يريهم اٰية فأراه القمر شقتين حتى رأوا هرآء بينهما ۔

(ترجمہ) "حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ اہل مکہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ ان کو کوئی معجزہ دکھائے، تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو چاند دو ٹکڑے کرکے دکھا دیا"

ویسے تو ہر روز حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا کوئی نہ کوئی معجزہ وہ دیکھا کرتے لیکن ان کے بیمار دل اسے جادو پر محمول کرتے ۔ آخر انھوں نے سوچا کہ جادو کا اثر زمینی چیزوں پر تو ہوتا ہے لیکن افلاک پر تو اس کا اثر نہیں ہوتا۔ اس لیے یہ مطالبہ کیا لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی انگلی کے اشارہ سے چاند کو دو ٹکڑے کرکے دکھا دیا تو پھر بھی جو بدنصیب تھے جن کے مقدر میں ہدایت کی نعمت نہیں تھی، انھوں نے کہا کہ یہ جادو ہے ۔

قرآن کریم میں بھی اس معجزہ کی طرف اشارہ ہے۔ سورہ قمر میں ارشاد الٰہی ہے:

اقتربت الساعۃ وانشق القمر وان یروا اٰیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر۔

(ترجمہ): قیامت نزدیک آگئی اور چاند پھٹ گیا۔ اور اگر وہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں: یہ جادو ہے۔

۱۶ وَشَقَّ لَہٗ جِبْرِئِیْلُ بَاطِنَ صَدْرِہٖ
لِغَسْلِ سَوَادٍ بِالسُّوَیْدَاءِ لَازِبٍ

شرح حضرت ناظم

لازب: چفسندہ: یعنی بشگافت برائے او جبرئیل اندرون جوف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم برائے شستن سیاہی کہ بدانہ دل چسپندہ است۔

تشریح مشکل الفاظ

سویدا القلب: حبتہ: دل کے اندر ایک خاص نقطہ ہے اس کو سویدا قلب کہتے ہیں۔

لازب: چمٹ جانے والا، چسپاں ہونے والا۔

ترجمہ

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کے سینہ مبارک کے باطن کو شق کر دیا تاکہ سویدا قلب میں اگر کوئی سیاہی چسپاں ہو تو اس کو دھو دیا جائے۔

۱۷ وَاَسْرٰی عَلٰی مَتْنِ الْبُرَاقِ اِلَی السَّمَآءِ
فَیَا خَیْرَ مَرْکُوْبٍ وَّیَا خَیْرَ رَاکِبِ

شرح حضرت ناظم

یعنی شب روی کرد بر پشت براق بسوئے آسمان پس چہ نیک مرکوب است براق و چہ نیک راکب است آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

تشریح مشکل الفاظ

اسریٰ: رات کو سفر کرنا۔ متن: پیٹھ، پشت۔ مرکوب: سواری۔

ترجمہ

رات کے وقت حضور صلے اللہ علیہ وسلم براق کی پشت پر سوار ہو کر آسمان کی طرف تشریف لے گئے۔ پس کتنا بابرکت ہے وہ براق جس پر نبی الانبیاء نے سواری کی۔ اور کتنا بابرکت ہے وہ شہسوار جو عالم آب و گل کی سرحدوں کو عبور کر کے لامکاں کی وسعتوں کی طرح روانہ ہوا۔

اس میں معجزہ معراج شریف کی طرف اشارہ ہے۔

۱۸ وَشَاهَدَ اَرْوَاحَ النَّبِیِّیْنَ جُمْلَةً
لَدَی الصَّخْرَةِ الْعُظْمٰی وَفَوْقَ الْکَوَاکِبِ

شرح حضرت ناظم

یعنی معائنہ فرمود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ارواح پیغامبراں را ہمہ یک جا نزدیک

صخرۃ   کہ درمسجد بیت المقدس است و بالائے ستارہ ہا یعنی بالائے آسمان۔

تشریح مشکل الفاظ

صخرۃ: پتھر کی چٹان۔ العظمیٰ: بہت بڑی۔

ترجمہ

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے مسجد بیت المقدس میں اس بڑی چٹان کے پاس تمام انبیاءؑ کرام کے ارواح کا مشاہدہ کیا اور اسی طرح ستاروں کے اوپر یعنے آسمانوں کے اوپر بھی ارواح انبیاء سے ملاقات کی۔

۱۹ وَشَاهَدَ فَوْقَ الْفَوْقِ أَنْوَارَ رَبِّهِ
كَمِثْلِ فَرَاشٍ وَافِرٍ مُتَرَاكِبِ

شرح حضرت ناظم

یعنی معائنہ فرمود بالائے آن بالا یعنی بالائے سبع سمٰوات انوار پروردگار خویش مانند پروانہائے بسیار یکے بیکے متصل شدہ۔

تشریح مشکل الفاظ

فراش: پروانہ۔ وافر: کثیر التعداد۔ متراکب: پے در پے ایک دوسرے کے اوپر

ترجمہ

اور سات آسمانوں سے اوپر اپنے پروردگار کے انوار کا مشاہدہ کیا وہ انوار کثیر التعداد پروانوں کی طرح تھے جو آپس میں باہم پیوستہ تھے۔

تشریح: ان تین چار اشعار میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے عظیم ترین معجزہ

معراج شریف کی طرف اشارات ہیں۔جس کی تفصیل سے ناظرین کرام بخوبی واقف ہیں۔

۲۰۔ وَرَاعَتْ بَلِیْغُ الْاٰیٰ کُلَّ مُجَادِلٍ
خَصِیْمٍ تَمَادٰی فِیْ مُرَاءِ الْمَطَالِبِ

شرح حضرت ناظم

یعنی ترسانید آیات قرآن کہ در نہایت بلاغت است ہر جدال کنندہ ستنیزندہ راکہ از حد گزشت در جدال کردن در مباحث علیہ۔

تشریح مشکل الفاظ

الآی، جمع ہے اس کا واحد آیۃ ہے۔ مجادل: جھگڑالو۔خصیم، مخالف۔ تمادی، سرکشی کرنا۔ مراء: ماری مراء ومماراۃ: جادل ونازع: جھگڑا کرنا، بحث مباحثہ کرنا۔

ترجمہ

قرآن کریم کی فصیح وبلیغ آیات نے ہر جھگڑالو مخالف کو خوفزدہ کر دیا۔جو مباحث علیہ میں جھگڑا کرنے میں حد سے تجاوز کر جایا کرتا تھا۔

تشریح

حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں بے شمار ایسے واقعات ہیں کہ جب منکرین حق کو حضور علیہ السلام آیات قرآنی سناتے ان پر خوف اور لرزہ طاری ہو جاتا اور اپنی جہالت وضلالت ان پر واشگاف ہو جاتی۔بعض تو ان اندھیروں سے نکل کر حق کی وادی ایمن میں پہنچ جاتے اور بعض تعصب اور ہٹ دھرمی کے باعث حق کو سمجھ لینے کے بعد بھی انکار پر اڑے رہتے۔

۲۱ بَرَاعَۃُ اُسْلُوْبٍ وَعِجْزُ مُعَارِضٍ
بَلَاغَۃُ اقوال و اخبار غائب

شرح حضرت ناظم

براعۃ: تمام شدن در فضل و گزشتن از یاراں در دانش بدل است از بلیغ الآیۃ بدل اشتمال۔

یعنی در ترس انداخت مجادل منکر را بچند وجہ فضل اسلوب و درماندن معارض وقت معارضہ و بلاغت کلام و خبر دادن از امر غائب۔ چوں خبر عاد و ثمود و خبر فتح بدر و غلبہ روم بر فارس و نحو آں۔ و در بیت اشارتست بآنکہ نزدیک محققین اعجاز قرآن بچہار وجہ است۔

تشریح مشکل الفاظ

براعۃ اسلوب: اندازِ بیان کا اتنا ارفع و اعلیٰ ہونا کہ کوئی اس کا مقابلہ نہ کر سکے۔

ترجمہ

یہ شعر بلیغ الآیۃ کا بدل اشتمال ہے۔ یعنی ان آیتوں کی بلاغت ان چار وجوہ کی وجہ سے تھی، اندازِ بیاں بے نظیر و بے مثل تھا۔ مقابلہ کرنے والا عاجز و درماندہ ہو جایا کرتا تھا۔ اقوال کی بلاغت حدِ نہایت کو پہنچی ہوئی تھی اور غیب کی خبروں سے قرآن کریم معمور تھا۔

قرآن کریم کے یہی اعجازی پہلو ہیں جنھوں نے اہلِ مکہ بلکہ اہل عرب کو اس دینِ حق پر ایمان لانے کے لیے مجبور کر دیا۔

۲۲ وَسَمَّاهُ رَبُّ الْعَرْشِ اَسْمَاءَ مَدْحِهٖ
تُبَيِّنُ مَا اَعْطٰى لَهٗ مِنْ مَنَاقِبِ

شرح حضرت ناظم

یعنی نامید آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم را خداوند عرش بنامہا کہ دلالت بر مدح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم می کنند کہ بیان می کند برائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آنچہ فرمودہ است اورا از منقبتہا۔

ترجمہ

عرش کے پروردگار نے اپنے ایسے ناموں سے مسمّٰی فرمایا جس سے وہ مناقب اور وہ مراتب عالیہ ظاہر ہوتے ہیں جو اللہ تعالے نے اپنے حبیب کو عطا فرمائے۔

۲۳ رَؤُفٌ رَحِيْمٌ اَحْمَدُ وَمُحَمَّدٌ
مقفی و مفضال یسمّی بعاقب

شرح حضرت ناظم

المقفی: آخر الانبیاء۔ وکذلک العاقب۔ چہار اسم در قرآن آمدہ است، رؤف رحیم، محمد و احمد، وسہ اسم مقفی، نبی رحمت و عاقب در حدیث آمد۔ مفضال: بمعنے نبی الرحمۃ۔

تشریح مشکل الفاظ

المقفی: سب انبیاء کے آخر میں تشریف لانے والا۔ عاقب کا بھی یہی معنی ہے۔

مفضال : مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اس کا مؤنث مفضالۃ ہے۔ اس کا معنی ہے : کثیر الفضل۔ یقال ہو مفضال علیٰ قومہ ای ذو معروف وفضل۔
جو اپنی قوم پر فضل و احسان کرے اس کو مفضال کہتے ہیں۔ اسی لیے حضرت شاہ صاحب نے اس کا معنی نبی الرحمۃ کیا ہے۔

ترجمہ

اس شعر میں حضرت شاہ صاحب نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے چند اسماء مبارکہ ذکر کئے ہیں جن سے حضور کے مقامات رفیعہ کا پتہ چلتا ہے۔ ان میں سے چار اسماء رؤف، رحیم احمد اور محمدؐ ایسے ہیں جو قرآن کریم میں مذکور ہیں اور باقی تین اسماء مبارکہ مقفی، مفضال اور عاقب احادیث میں مذکور ہیں۔
اب مختصر سی ان اسماء مبارکہ کی تشریح ملاحظہ فرمائیں :
رؤف : فعول کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے جو رأفت سے مشتق ہے۔ از حد مہربان۔
رحیم : فعیل کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے۔ ہمیشہ رحم کرنے والا۔
احمد : اسم تفضیل ہے، یعنے ساری مخلوق سے زیادہ اپنے رب کی حمد و ثنا کرنے والا
محمدؐ : اسم مفعول ہے۔ جس کی بار بار تعریف کی جائے۔
مقفی : قفا سے ہے۔ پیچھے آنے والا۔
مفضال : کی تشریح پہلے گزر چکی ہے۔
عاقب : عقب سے ہے۔ اس کا معنی بھی پیچھے آنے والے، ہے کیونکہ حضور علیہ السلام خاتم النبیین ہیں اور اللہ تعالے کے آخری نبی ہیں اس لیے حضور کو ان ناموں سے موسوم کیا گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل ہشتم

در دعا بر آل واصحاب
وذکر شجاعت اصحاب ونجابت
اہلِ بیت۔

ترجمہ

اس فصل میں بارگاہ ایزدی میں آل و اصحاب کے لیے درجات کی بلندی کی دعائیں کی گئی ہیں نیز راہ حق میں پیش آنے والے آلام و مصائب کا جس شجاعت و بہادری سے صحابہ کرام نے مقابلہ کیا اور انھوں نے جس شرافت و نجابت کا مظاہرہ کیا اس کا ذکر بھی اس فصل میں کیا گیا ہے۔

۱ إِذَا مَا أَثَارُوا فِتْنَةً جَاهِلِيَّةً
تَقُودُ بِبَحْرٍ زَاخِرٍ مِنْ كَتَائِبِ

شرح حضرت ناظم

زخر: پر شدن رود و دریا از آب۔ کتیبہ: لشکر۔

یعنی ہرگاہ برانگیزند کارواں جاہلیت یعنی بر عداوت حضرت پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم وابطال عمر اسلام جمع شوند آں فتنہ کہ می کشد دریائے پر شدہ از لشکر ہا۔

تشریح مشکل الفاظ

زخر: ندیوں اور دریاؤں کا پانی سے لبریز ہو جانا۔ أثاروا: برانگیختہ کرنا۔ کتائب، جمع ہے کتیبہ کی۔ اس کا معنی ہے، لشکر۔

ترجمہ

جب کفار نے جاہلیت کے ایسے فتنہ کو بھڑکایا جو لشکروں کے بھرے ہوئے سمندر کو کھینچ کر لے آیا۔

یعنی جب کفار نے اسلام کے خلاف اپنی تمام تر قوت کو یکجا کر دیا اور شمع اسلام کو

بھانے کے لیے ہر قبیلہ کے بہادر شہسوار ایک لشکر جرار کی صورت میں سمندر کی بپھری ہوئی موجوں کی طرح اسلام کے مرکز پر یلغار کرنے کے لیے آگے بڑھے۔

۲ یَقُوْمُ لِدَفْعِ الْبَأْسِ اَسْرَعَ قَوْمَةٍ
بِجَیْشٍ مِنَ الْاَبْطَالِ غُرًّا لسَّلَاهِبِ

شرح حضرت ناظم

البطل: بالتحریک دلیر۔ الغرۃ: بیاض الوجہ۔ الغر: البیض۔ سلھب: اسپ دراز خانہ۔

یعنی می خیزد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم برائے دفع شر کافراں زودترین برخاستن بلشکر از پہلواناں کہ سفید است پیشانی اسپانِ ایشاں۔

تشریح مشکل الفاظ

ابطال جمع ہے البطل کی۔ اس کا معنٰی ہے: بہادر، دلیر۔ غرۃ: چہرے کی سفیدی کو کہتے ہیں۔ سلاہب: جمع ہے اس کا واحد سلہب ہے۔ اس کا معنی ہے: طویل قامت گھوڑا۔

ترجمہ

یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم دشمنوں کے سمندر کی طرح ٹھاٹھیں مارتی ہوئی فوج کے مقابلے کے لیے بڑی تیزی سے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ ایک ایسے لشکر کو ہمرکاب لے کر جس کے بہادر شہسوار ایسے گھوڑوں پر سوار ہیں جو دراز قد ہیں اور ان کی پیشانیاں سفید ہیں۔

۳۔ اَشِدَّاءُ یَوْمَ الْبَأْسِ مِنْ کُلِّ بَاسِلٍ
وَمِنْ کُلِّ قَرْمٍ بِالْاَسِنَّةِ لَاعِبِ

شرح حضرت ناظم

بسالت : دلیری نمودن۔ یقال شجاع باسل۔ قرم : شتر گرامی کہ بروے بار نکنند وبجہت کشتی گزارند ثم قیل للسید الشجاع قرم۔

یعنی قوی دل اندر روز جنگ از ہر شجاع دلیر و از ہر زور آزمائے کہ بسنانہائے نیزہ بازی کنندہ باشد۔

تشریح مشکل الفاظ

باسل : بسالت سے ہے۔ اس کا معنی ہے : بہادر اور شجاع۔ قرم : اس اونٹ کو کہتے ہیں جس پر سواری نہیں کی جاتی اور بوجھ نہیں لادا جاتا تاکہ اس سے نسل کشی کی جاسکے۔ یہاں اس سے مراد وہ سردار ہے جو بہادر ہو۔ اسنہ : سنان کی جمع ہے۔ اس کا معنے ہے : نیزہ۔ لاعب : کھیلنے والا۔

ترجمہ

اسلام کے یہ سپاہی جنگ کے دن ہر بہادر سے زیادہ دلیر اور شجاع ہوتے ہیں۔ اور ہر اس بہادر رئیس سے طاقت ور ہوتے ہیں جو نیزوں کے ساتھ کھیلنے والے ہیں۔

۴۔ تَوَارَثَ اِقْدَامًا وَنَیْلًا وَجُرْأَۃً
نُفُوْسُھُمْ مِنْ اُمَّھَاتٍ نَجَائِبِ

شرح حضرت ناظم

اقدام: پیش درآمدن و شجاعت نمودن ۔ نیل و نیالہ: آگاہی و بزرگی۔

یعنے میراث گرفتہ است اقدام و بزرگی و جرأت را نفوس ایشاں از مادران صاحب نجابت۔ و ایں بیت بر طور کلام قریش واقعہ شدہ کہ بنجابت والدات می ستودند وی دانستند کہ اخلاق فاضلہ از جانب والدہ میراث می رسد۔ د فی الحدیث اَنَا اِبْنُ العواتک ۔

تشریح مشکل الفاظ

توارث: کسی چیز کو ورثہ میں لینا۔ اقدام: جنگ میں پیش قدمی کرنا، آگے بڑھ کر دشمن پر حملہ کرنا۔ نیل: مقصد حاصل کرنا۔ نجائب: شریف اور عالی ہمت۔

ترجمہ

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے بہادر سپاہیوں نے دشمنوں پر آگے بڑھ کر حملہ کرنا مقصد کا پالینا اور مشکل وقت میں جرأت کا مظاہرہ کرنا یہ صفات اپنی ان ماؤں سے ورثہ میں لی تھیں جو بڑی شریف، عالی حوصلہ اور بلند کردار تھیں۔

اس شعر میں اہلِ عرب کے اس نظریہ کی طرف اشارہ ہے کہ وہ والدات کی نجابت کی وجہ سے ان کی اولاد کی تعریف کیا کرتے تھے اور یہ جانتے تھے کہ اخلاق فاضلہ اولاد کو اپنی والدہ سے بطور میراث ملتے ہیں۔ اور حدیث پاک میں ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انا ابن العواتك ۔ (میں ان ماؤں کا بیٹا ہوں جن کا نام عاتکہ ہے۔)

جن مشہور خواتین کا نام عاتکہ ہے ان سب کا تعلق قبیلہ بنی سلیم سے ہے اور ان کی

تعداد نو ہے اور منجملہ ان کے چند خواتین آپ کی دادیاں ہیں۔ ان خواتین کا نسب نامہ یوں ہے،

اول: عاتکہ بنت ہلال جو حضرت ہاشم کے دادا کی ماں ہیں۔

دوم: عاتکہ بنت مرہ بن ہلال جو آپ کے پردادا حضرت ہاشم کی والدہ ہیں۔

سوم: عاتکہ بنت الاوقص بن مرہ بن ہلال جو وہب بن عبد مناف بن زہرہ کی ماں ہیں۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ، بنت وہب کی طرف سے حضورؐ کی نانی بنتی ہیں۔

۵؎ جَزَى اللهُ اَصْحَابَ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ
جَمِیْعًا کَمَا کَانُوْا لَهٗ خَیْرَ صَاحِبِ

شرح حضرت ناظم

ثواب دہاد خدا تعالیٰ اصحاب پیغمبر را صلے اللہ علیہ وسلم ہمہ ایشاں را چنانچہ بہترین بودند ہم نشیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ

اللہ تعالےٰ اپنے نبی مکرم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے جملہ صحابہ کرام کو جزائے خیر دے جس طرح وہ اللہ کے رسول کے بہترین ہم نشین اور ساتھی تھے۔

۶؎ وَآلُ رَسُوْلِ اللهِ لَا زَالَ اَمْرُهُمْ
قَوِیْمًا عَلٰی اِرْغَامِ اَنْفِ النَّوَاصِبِ

شرح حضرت ناظم

یعنی اہل بیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ باد حال ایشاں راست و درست بحال آلودہ کردن بینی جمعی کہ عداوتِ اہل بیت دارند۔

تشریح مشکل الفاظ

ارغام: خاک آلود کرنا۔ نواصب: اس بدبخت گروہ کو کہتے ہیں جو حضور علیہ السلام کی آل کے دشمن اور بدخواہ ہیں۔

ترجمہ

اللہ تعالے اپنے رسول مکرم کے اہلِ بیت کی شان وشوکت کو مستحکم اور مضبوط رکھے اور دشمنانِ اہلِ بیت کے ناک کو خاک آلود کرے۔

ثَلَاثُ خِصَالٍ مِنْ تَعَاجِيبِ رَبِّنَا
نَجَابَةُ أَعْقَابٍ لِوَالِدِ طَالِبٍ

شرح حضرت ناظم

یعنی سہ خصلت از اعجوبہ ہا آثار قدرت پروردگار ما است یکے نجابت اولاد ابی طالب بچوں ابی طالب درشعر است نمی نشست بلفظ والد نقل کردہ شد۔

تشریح مشکل الفاظ

تعاجیب: اس کا معنی ہے: العجائب جس کا واحد عجیبۃٌ ہے۔ تعاجیب کا اپنا مفرد کوئی نہیں ہے۔ اعقاب جمع ہے عقب کی۔ اس کا معنی ہے: اولاد۔

ترجمہ: تین خصلتیں ہمارے پروردگار کی قدرت کی عجیب وغریب

نشانیوں میں سے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ طالب کے باپ کی اولاد میں اللہ تعالیٰ نے نجابت و شرافت رکھ دی ہے۔

ضرورتِ شعری کی وجہ سے ابی طالب کی جگہ والد طالب لکھا گیا ہے۔

۵ خِلَافَۃُ عَبَّاسٍ وَدِیْنُ نَبِیِّنَا
تَزَایَدَ فِی الْاَقْطَارِ مِنْ کُلِّ جَانِبٖ

شرح حضرت ناظم

یعنی دوم خلافت بنی عباس، سوم دین حضرت پیغامبر ما صلے اللہ علیہ وسلم کہ در اندک مدت زائد شد درجہاں اطراف از ہر جانب۔

دریں دو بیت اشارتست بآں قصہ کہ عبدالمطلب پیش سیف بن یزن رفت و وے کاہناں را طلبید و جمیع کاہناں خبر دادند کہ در یک نیمہ بدن عبدالمطلب نبوت و دیعت نہادہ اند و در نیمہ دیگر خلافت و تنکیت است در قول کاہناں بآنکہ خدا تعالیٰ از اعاجیب قدرت خود سہ چیز درعبدالمطلب و دیعت نہادہ، نجابت، درآل ابی طالب و خلافت درآل عباس و نبوت ظاہرہ باہرہ درنسلِ عبداللہ۔

ترجمہ

دوسری قدرتِ الٰہی کی نشانی یہ ہے کہ حضرت عباس کی اولاد میں خلافت کو ودیعت کیا۔ اور تیسری نشانی یہ ہے کہ اس نے ہمارے نبی مکرم کو دین اسلام سے سرفراز فرمایا جو ہر لحظہ ہر لمحہ دنیا کے گوشہ گوشہ میں روبترقی ہے اور روز بروز اس کے ماننے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

اس کی شرح کرتے ہوئے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں :

ان دو شعروں میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ جب حضرت عبدالمطلب سیف بن یزن کے دربار میں پیش ہوئے اور اس نے اپنے درباری کاہنوں کو طلب کیا۔ سب کاہنوں نے اسے متفقہ طور پر بتایا کہ عبدالمطلب کے نصف بدن میں نبوت ودلیعت کی گئی ہے اور دوسرے نصف میں خلافت۔

شاہ صاحب نے ان کاہنوں کی اس پیش گوئی پر نکتہ چینی کی ہے کہ اللہ تعالے نے حضرت عبدالمطلب کو اپنی قدرت کی نشانیوں سے صرف دو چیزیں نبوت و خلافت ارزانی نہیں فرمائی تھی، بلکہ ایک تیسری علامت بھی فرمائی کہ نجابت و شرافت کو جناب ابی طالب کی اولاد میں مخصوص کر دیا۔

لیکن جہاں تک اس ناچیز کی عقل کام کرتی ہے اس میں حضرت عبدالمطلب کا کوئی دخل نہیں، سب فیض ہے نگاہِ مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کا حضور کی توجہ باطنی سے اولاد ابی طالب کو شرافت و نجابت کی سعادت سے بہرہ ور کیا گیا اور حضورؐ ہی کے طفیل حضرت عباس کی اولاد کو خلافت ارضی مرحمت کی گئی۔ یہ سب فیضان ہے نبوتِ محمدّی کا اور دین مصطفوی کا۔ البتہ حضرت عبدالمطلب کو یہ شرف ضرور حاصل ہے کہ وہ ایک ایسے مولود مسعود کے جد امجد ہیں جو منبع ہے تمام فیوضات کا جو مصدر ہے تمام خیرات کا، جو معدن و مخزن ہے جملہ کمالاتِ صوری اور معنوی کا۔ ہر وہ چیز جس کو اس ذاتِ اقدس و اطہر سے نسبت ہوگئی۔ اس کو شرف و کمال عطا فرما دیا گیا۔ اللھم صلی علی سیدنا و مولانا محمد منبع الجود والکرم و الہ و اصحابہ و بارک وسلم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل نہم

در طبقات مسلمین کہ قرناً بعد
قرن حامل دین متین ہستند و
دعا برائے ایشان۔

ترجمہ

اس میں مسلمانوں کے ان طبقات کا ذکر ہے جو صدیوں تک دین متین کے علم کو بلند کئے رہے۔ اور ان کے درجات کی بلندی کے لیے دعا ہے۔

۵ يُؤَيِّدُ دِيْنَ اللهِ فِي كُلِّ دَوْرَةٍ
عَصَائِبُ تَتْلُوْا مِثْلُهَا مِنْ عَصَائِبِ

شرح حضرت ناظم

العصائب : جمع عصابۃ ہم الجماعۃ من الناس من العشرۃ الی الاربعین ۔ ولا واحد لہا من لفظہا ۔

یعنی تقویت دین خدا تعالیٰ میکند در ہر دورۂ از زمان جماعتہا کہ از پلے می آیند مانند خود را از جماعتہائے دیگر یعنی در ہر زمان ہمہ ایں جماعت پیدا می شود ۔

تشریح مشکل الفاظ

عصائب ، یہ عصابۃ کی جمع ہے لوگوں کی ایک جماعت کو کہتے ہیں جس کی تعداد دس سے چالیس تک ہو۔ اس کے لفظ سے اس کا کوئی واحد نہیں ہے۔

ترجمہ

ہر زمانہ میں ایک ایسا گروہ نمودار ہو جاتا ہے جو اللہ تعالےٰ کے دین کی تائید و نصرت کرتا ہے اور اس کے بعد اسی قسم کے گروہ ہر دور میں پیدا ہوتے رہتے ہیں ۔

تشریح

تاریخ اسلام کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر زمانہ میں ایک ایسی جماعت

موجود رہی جنھوں نے ہر قسم کے شدائد و مصائب کو برداشت کیا اور ناگفتہ بہ حالات میں بھی دین کے پرچم کو سربلند رکھا۔ مرور زمانہ سے اگر اس جماعت کے جوش و خروش میں ضعف آگیا تو جانبازوں کا ایک اور گروہ نمودار ہو گیا جس نے احیاء اسلام کے فریضہ کو بڑی شجاعت و دلیری سے انجام دیا۔ اس طرح ہر زمانہ میں اسلام کے جانبازوں نے اپنے دین سے اپنے نبی کریم سے، اپنی بے پناہ وارفتگی اور محبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے باطل کے مقابلہ میں حق کو سربلند کرنے کے لیے اپنی جان کی بازی لگا دی۔ اس طرح روز اول سے اب تک اور بفضلہ تعالیٰ قیامت تک شمع جمال مصطفوی کے پروانے ایثار و قربانی کے میدان میں ایسی مثالیں قائم کرتے رہیں گے اور ایسے نقوش جادۂ حیات پر ثبت کرتے رہیں گے جو آنے والی نسلوں کے لیے روشنی کا مینار اور خضر راہ ثابت ہوں گے۔

۲ے

وَمِنْهُمْ رِجَالٌ يَدْفَعُوْنَ عَدُوَّهُمْ
بِسُمْرِ القَنَا والمرهفات القواضب

شرح حضرت ناظم

سمرہ، بالضم۔ گندم گوں شدن۔ القنا: الرمح والجمع قنوات وقنی۔ ارہاف: تیز کردن شمشیر۔ مرہف: نعت منہ۔ قاضب وقضیب: تیغ براں و قواضب جماعہ۔

یعنی پس ازیں جماعات جمع ہستند کہ دفع میکنند دشمنان خود را بنیزہ ہائے گندم گوں و شمشیرہائے تیز۔ دریں بیت اشارتست بغزاۃ کہ دفع کفر میکنند بکارزار۔

تشریح مشکل الفاظ

سمر: جمع ہے سمرہ کی: گندم گوں۔ قنا: اور قنوات جمع ہے، اس کا واحد قناۃٌ ہے

ارھاف: تلوار کو تیز کرنا۔ مُرہف: تیز تلوار کو کہتے ہیں۔ قواضب: جمع ہے، اس کا واحد قاضب اور قضیب ہے۔ تیز تلوار کو کہتے ہیں۔

ترجمہ

ان جماعتوں کے علاوہ ایسے مردانِ شجاع بھی ہیں جو گندم گوں نیزوں اور تیز تلواروں کے ساتھ دشمنوں کا مقابلہ کرتے ہیں اور ان کی یلغار سے دین کے قلعہ کا دفاع کرتے ہیں۔

جن طبقات کا ذکر پہلے ہوا ہے کہ وہ ہر زمانہ میں دین کو سربلند رکھنے کے لیے مصروف جہاد رہتے ہیں۔ اب ان کی مختلف قسموں کا ذکر کیا جا رہا ہے کہ ان میں سے بعض تو وہ مردان غازی ہیں جو میدان جہاد میں کفار کے لشکروں کو تہ تیغ کرتے ہیں اور اسلام کی فتح و نصرت کے علم گاڑ دیتے ہیں۔

۳ وَمِنْهُمْ رِجَالٌ يَغْلِبُونَ عَدُوَّهُمْ
بِأَقْوَىٰ دَلِيلٍ مُفْحِمٍ لِلْمُغَاضِبِ

شرح حضرت ناظم

افحام: خاموش گردانیدن۔

یعنی ازیں جماعات جمع ہستند کہ غالب می شوند بر دشمنان خود باقوی دلیل کہ ساکت کنندہ است خصومت کنندہ را۔

و دریں بیت اشارتست بمتکلین کہ بالزام مخالفاں ملت و ثوابت ملت مصطفویہ مشغول اند۔

تشریح مشکل الفاظ: افحام: دلیل سے مدمقابل کو خاموش کر دینا۔ مغاضب: جھگڑنے والا

ترجمہ

دین کے مددگاروں میں سے ایک گروہ ان لوگوں کا ہے جو اپنے قوی دلائل اور براھینِ قاطعہ سے دشمنوں کو خاموش کر دیتے ہیں اور دلائل کے ذریعہ اسلام کا غلبہ تسلیم کرنے پر انھیں مجبور کر دیتے ہیں۔ اس سے مراد علم کلام کے ماہرین ہیں جو ہر زمانہ میں پیدا ہونے والے فتنہ پردازوں کے دلائل کا استیصال کرتے ہیں اور حجج قاطعہ سے ان کو خاموش ہونے پر مجبور کر دیتے ہیں۔

۴ وَمِنْهُمْ رِجَالٌ بَيَّنُوا شَرْعَ رَبِّنَا
وَمَا كَانَ فِيهِ مِنْ حَرَامٍ وَوَاجِبٍ

شرح حضرت ناظم

یعنی ازیں جماعت جمعے ہستند کہ بیان کردند شریعت پروردگار مارا و آنچہ در شرع است از حرام و واجب وغیر آں۔

وایں اشارتست بفقہا کہ بعلم احکام و فتاوی قائم اند۔

ترجمہ

دین کے خدمت گاروں میں سے بعض وہ لوگ ہیں جو ہمارے سامنے ہمارے پروردگار کی شریعت کو کھول کر بیان کرتے ہیں اور اس میں جو حرام اور واجب ہے، اس سے امت کو آگاہ کرتے ہیں۔

اس سے مراد فقہاء اور مجتہدین ہیں جو ہر زمانہ میں شریعت اسلامیہ کی ترجمانی کا حق ادا کرتے ہیں اور اس کے احکام کو مدلل طور پر لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

۵ وَمِنْهُمْ رِجَالٌ يَدْرُسُونَ كِتَابَهُ
بِتَجْوِيدِ تَرْتِيلٍ وَحِفْظِ مَرَاتِبٍ

شرح حضرت ناظم

درس و دراسة : سبق گفتن از کتاب ۔

یعنی ازیں جماعت جمع ہستند کہ درس میگوئید کتاب خدا تعالیٰ را بجید ساختن ترتیل ونگہداشتن مراتب ادائے لفظ مثل مخارج حروف و صفات حروف و انواع وقوف و مانند آں ۔

وایں اشارتست بقرا ئیکہ بتلاوہ کتاب اللہ مشغول اند ۔

تشریح مشکل الفاظ

درس اور دراسۃ : شاگرد کو سبق پڑھانا ۔

ترجمہ

یعنے دین کے ان خدام میں سے بعض وہ لوگ ہیں جو ترتیل و تجوید کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی کتاب کی اپنے شاگردوں کو تعلیم دیتے ہیں اور اپنے شاگردوں کو حروف کے مخارج اور صفات کی حفاظت کی تلقین کرتے ہیں ۔ اس سے مراد قاری صاحبان ہیں جو قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول رہتے ہیں ۔

۶ وَمِنْهُمْ رِجَالٌ فَسَّرُوهُ بِعِلْمِهِمْ
وَهُمْ عَلَّمُونَا مَابِهِ مِنْ غَرَائِبٍ

شرح حضرت ناظم

غریب: لفظ قلیل الاستعمال را گویند و نیز دقیقہ ہر کسے بفہم آں نتواند رسید۔

یعنی ازیں جماعات جمع ہستند کہ تفسیر کردند قرآں را بعلم خویش و ایشاں آموختند مارا

آنچہ در قرآن است از غرائب۔ و ایں اشارتست بمفسرین کہ بتفسیر کتاب اللہ مشغول اند

تشریح مشکل الفاظ

غریب: اس لفظ کو کہتے ہیں جو قلیل الاستعمال ہو نیز اس مشکل بات کو بھی غریب کہتے ہیں

جس کو ہر شخص سمجھنے پر قادر نہ ہو۔

ترجمہ

یعنے دین کے خادموں میں سے ایک گروہ وہ ہے جنھوں نے اپنے علم سے قرآن کریم

کی تفسیر بیان کی ہے اور قرآن مجید میں جو مشکل مقامات تھے وہ ہمیں سکھاتے۔

اس شعر میں مفسرین کی طرف اشارہ ہے جو کتاب اللہ کی تفسیر میں شب و روز

مشغول رہتے ہیں۔

۷ وَمِنْهُمْ رِجَالٌ لِلْحَدِيْثِ تَوَلَّعُوْا

وَمَا كَانَ مِنْهُ مِنْ صَحِيْحٍ وَ ذَاهِبٍ

شرح حضرت ناظم

ولع: حریص شدن بچیزے صلتہ بالبا۔

یعنی ازیں جماعات جمع ہستند کہ حریص شدہ اند بعلم حدیث و دانستن آنچہ

از حدیث ضعیف و صحیح است۔ و ایں اشارتست بمحدثین کہ بقائم اند بعلم حدیث۔

تشریح مشکل الفاظ

تولعوا، ولع سے ہے۔ کسی چیز کے بارے میں حریص ہونا، شدت اشتیاق کا اظہار کرنا۔ اس کا صلہ بآر ہے۔

ترجمہ

یعنی دین کے خدام میں سے ایک جماعت ان لوگوں کی ہے جو علمِ حدیث کے حصول پر از حد حریص ہیں۔ اور اس چیز کو جاننے کے لیے کہ کون سی حدیث صحیح اور ضعیف ہے، شب و روز مشغول رہتے ہیں۔

اس شعر میں محدثین کی طرف اشارہ ہے جو علمِ حدیث کی خدمت میں ہمہ وقت کمربستہ رہتے ہیں۔

۸ وَمِنْهُمْ رِجَالٌ مُخْلِصُوْنَ لِرَبِّهِمْ
بِاَنْفَاسِهِمْ خِصْبُ الْبِلَادِ الْاَجَادِبِ

شرح حضرت ناظم

خصب، بکسر خا، فراخی سال۔ الاجادب الارض التی لانبات فیہ۔ ماخوذ من الجدب وہو القحط۔

یعنی ازیں جماعات جمع ہستند کہ خالص کنندگان اندنیت خود را و عمل خود را برائے خدا تعالے ببرکت دمہائے ایشاں است ارزانی شہرہائے قحط زدہ۔ و ایں اشارتست بعباد صوفیہ۔

تشریح مشکل الفاظ: خصب، فراخ سالی، خوشحالی، زرخیزی۔ جادب:

جدب سے ماخوذ ہے۔ اس کا معنی قحط اور خشک سالی ہے۔ اجادب اس زمین کو کہتے ہیں
جو چٹیل میدان ہو جس میں کوئی کھیتی باڑی نہ ہو۔

ترجمہ

یعنی خدام دین میں سے ایک پاک جماعت ان مردانِ باصفا کی ہے جنھوں نے اپنی
نیتوں کو اور اپنے اعمال کو صرف رضائے الٰہی کے لیے مخصوص کر دیا ہے۔ انھیں کے
بابرکت نفوس سے قحط زدہ علاقوں میں زرخیزی اور خوشحالی کا دور دورہ ہوتا ہے۔

اس شعر میں عبادت گزار صوفیاء کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ
ان کے ذوق وشوق اور درد وسوز میں ڈوبے ہوئے اعمال کے صدقے عالم انسانیت کی
ہر قسم کی پریشانیوں اور خشک سالیوں کو دور فرماتا ہے۔

۹ وَمِنْهُمْ رِجَالٌ يَهْتَدِي بِعِظَاتِهِمْ
فِئَامٌ إِلَىٰ دِينٍ مِنَ اللّٰهِ وَاصِبٍ

شرح حضرت ناظم

الفئام مہموز، الجماعۃ الکثیرہ - الواصب اللازم الدائم۔ قال اللہ تعالٰے ولہ الدین
واصبا یقال وصب علیہ ای واظب علیہ۔

یعنی ازیں جماعات جمع ہستند کہ راہ یاب می شوند بسبب وعظ ایشاں جماعت کثیرہ
از مردماں بسوئے دینے کہ لازم و دائم است آمدہ از جانب خدا تعالیٰ۔
ایں اشارتست بواعظاں۔

تشریح مشکل الفاظ

فئام : یہ مہموز ہے۔ اس کا معنٰے ہے ؛ جماعت کثیرہ۔

واصب : لازم، دائم۔ عظات ، عظۃ

عظات ، عظۃ کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہے ، وعظ و نصیحت۔

ترجمہ

یعنے ایک جماعت ایسے لوگوں کی ہے جو مخلوق خدا کو اپنے وعظ و نصیحت سے اللہ تعالٰے کے دین کی طرف راہنمائی کرتے ہیں ایسا دین جو کہ لازمی اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔

اس میں واعظان خوش بیان کی طرف اشارہ ہے۔

۵۱ عَلَى اللّٰهِ رَبِّ النَّاسِ حُسْنُ جَزَاءِهِمْ
بِمَالَا يُوَافِي حَدَّهٗ ذِهْنُ حَاسِبٍ

شرح حضرت ناظم

موافات : بہم رسیدن۔

یعنی بر خدائے پروردگار مردماں است جزائے نیک ایشاں بآں ثواب کہ در نمی یابد شمردن اورا ذہن ہیچ حساب کنندہ۔

تشریح مشکل الفاظ

موافات : پورا کرنا۔

ترجمہ : ان تمام نفوس قدسیہ کی جزائے خیر اللہ تعالٰے کے ذمہ کرم

پر ہے جو تمام انسانوں کا پروردگار ہے ۔ اللہ تعالے ان کو بھرپور جزائے خیر عطا فرمائے جسے کسی حساب کرنے والے کا ذہن شمار نہ کر سکے ۔

○

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل دہم

در بیان عشق آنجناب صلی اللہ
علیہ وسلم و اشارہ بنسبتہ اویسیہ
و بعض آثار آں ۔

ترجمہ

اس فصل میں حضور سرور عالم صلے اللہ تعالےٰ وسلم کے عشق کا بیان ہے اور اس میں نسبت اویسیہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اور اس نسبت کے بعض آثار بیان کئے گئے ہیں۔

ء فَمَنْ شَاءَ فَلْيَذْكُرْ جَمَالَ بُثَيْنَةٍ
وَمَنْ شَاءَ فَلْيَغْزَلْ بِحُبِّ الزَّيَانِبِ

شرح حضرت ناظم

بثینہ: نام معشوقہ۔ زیانب، جمع زینب۔ مغازلہ عشق بازی۔

یعنی پس ہر کہ خواہد او ذکر کند جمال بثینہ را و ہر کہ خواہد پس اظہار عشق کند بحب زینب ہا۔

تشریح مشکل الفاظ

بثینہ: بنی عذرا کی ایک خاتون تھی، جس پر جمیل جو اسی قبیلہ کا ایک فرد تھا، محبت میں اسیر تھا، اور دونوں ایک دوسرے کی نسبت سے پہچانے جاتے ہیں۔ جمیل کے بارے میں کہا جاتا ہے: صاحب بثینہ۔ اور بثینہ کے بارے میں کہا جاتا ہے: صاحبۃ جمیل۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے بیس سال تک محبت کرتے رہے، لیکن انھوں نے شادی نہیں کی۔ اور ان کے درمیان محبت پاک اور طاہر تھی وہ خلوتوں میں بھی ہر قسم کی نازیبا حرکات سے باز رہا کرتے تھے۔ انہی کی نسبت سے سچی محبت جو نفس کی ہوسناکیوں سے بالاتر ہو اسے اہل عرب الحب العذری کہتے ہیں۔

یغزل، غزل یغزل غزلا بالنساء حادثهن و فاض بذکرھن ، کسی عورت کے ساتھ محبت بھری باتیں کرنا اور کسی کے عشق کا ذکر کرنا ۔ زیانب ، جمع ہے زینب کی ۔

ترجمہ

حضرت شاہ صاحب کا جذبۂ عشق مصطفوی اب اپنے عروج پر ہے ۔ وہ فرماتے ہیں ، جس کا جی چاہے وہ بثینہ کے حسن و جمال کا تذکرہ کرتا رہے اور جس کا جی چاہے وہ کسی اور محبوبہ کی محبت میں غزل سرائی کرتا رہے ۔

۲ سَأَذْكُرُ حُبِّيْ لِلْحَبِيْبِ مُحَمَّدٍ
إِذَا وَصَفَ الْعُشَّاقُ حُبَّ الْحَبَائِبِ

شرح حضرت ناظم

یعنی بیان خواہم کرد عشق خود را بنسبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وقتیکہ بیان کنند عاشقاں دوستی معشوقہا را ۔

تشریح مشکل الفاظ

حبائب ، حبیب کی جمع ہے ۔

ترجمہ

جب دنیا کے دوسرے عشاق اپنے محبوبوں کی محبت کا بیان کریں گے تو میں فقط اپنے اس عشق کا ذکر کروں گا جو مجھے اپنے حبیب کریم سے ہے جن کا نام نامی محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے

۳ وَاذْكُرُ وَجْدًا قَدْ تَقَادَمَ عَهْدُهُ
حَوَاهُ فُؤَادِيْ قَبْلَ كَوْنِ الْكَوَاكِبِ

شرح حضرت ناظم

یعنی بیان خواہم کرد عشقے را کہ قدیم شدہ است زماں او در گرفتہ است دل من آں عشق را پیش از پیدا شدن ستارہا۔

دریں بیت اشارہا واقعہ شدہ است بدقیقہ از دقائق علوم تصوف کہ میل اعیان ثابتہ بسوئے واحدیت پیش از زماں است وہمہ عشق است کہ امروز درمیاں کمل اہل اولیسیہ وجناب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم برروئے کار می آید وتفصیل ایں دقیقہ را ایں رسالہ گنجائش ندارد۔

تشریح مشکل الفاظ

حواہ: گھیر لینا۔ جمع کرنا۔ تقادم عہدہ: جس کا زمانہ بہت ہی پرانا ہوگیا۔

ترجمہ

اور میں اس عشق کی وجد آفریں کیفیت کو یاد کروں گا جس کا زمانہ بہت ہی قدیم ہے اور جس کو میرے دل نے ستاروں کی تخلیق سے پہلے اپنے اندر جمع کر لیا تھا۔

تشریح

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں علوم تصوف کے مشکل ترین مسائل میں سے ایک مشکل مسئلہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ وہ یہ کہ اعیان ثابتہ کا میلان اللہ تعالیٰ کی ذات واحد کی طرف زمانہ کی تخلیق سے بھی مقدم ہے اور اس سے مراد وہی

عشق ہے جو آج اویسی سلسلہ کے کاملین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے درمیان موجود ہے۔ اور اس مشکل مسئلہ کی تفصیل کی اس رسالہ میں گنجائش نہیں۔

اگرچہ شاہ صاحب نے اس مسئلہ کو شرح وبسط سے بیان کرنے سے اعراض کیا ہے، لیکن اپنے قارئین کو یہ بتادیا کہ عشق مصطفوی کی جو آگ ان کے روح و قلب میں بھڑک رہی ہے، وہ کوئی آج اور کل کی پیداوار نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق اس عہد سے ہے جب کہ ابھی مہر و ماہ کی تخلیق ہوئی اور نہ ان کی گردش معرضِ وجود میں آئی تھی اور نہ زمانہ کا کوئی تحقق تھا۔ یہ زمانے سے بھی پہلے کی بات ہے کہ عشق محمدی کی یہ چنگاری ان کے قلب مبارک میں روشن ہے اور انھیں بیقرار اور مضطرب رکھتی ہے۔

۴؎ وَیَبدُوْا مُحَیَاہُ لِعَینِّیْ فِی الْکَرٰی
بِنَفْسِیْ اُفَدِّیْہِ اِذًا وَالاَقَارِبُ

شرح حضرت ناظم

یعنی ظاہر می شود روئے مبارک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم برائے دو چشم من در پینکی نفس خود را و اقارب خود را نثار و فدائے آنحضرت می گردانم در آں ساعت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

تشریح مشکل الفاظ

محیّا: چہرہ۔ کرٰی: اونگھ، نیند۔

ترجمہ

اور میرے محبوب کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا رُخ انور نیند کی حالت میں میری دونوں

آنکھوں کے سامنے ظاہر ہوتا ہے تو میں چاہتا ہوں کہ اس وقت اپنی ذات اور اپنے تمام رشتہ داروں کو اپنے حبیب کریم کی ذاتِ مبارک پر قربان و نثار کر دوں۔

۵ وَیُذْكِرُنِیْ فِیْ ذِكْرِهٖ قُشَعْرِیْرَةٌ
مِنَ الْوَجْدِ لَا یَحْوِیْهِ عِلْمُ الْاَجَانِبِ

شرح حضرت ناظم

یعنی در می یا بد مرا در حالت یاد کردم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم برخاستن مُو برتن بسبب عشق در نمی یابد کیفیت آں عشق را علم بیگانگاں۔

تشریح مشکل الفاظ

قشعریرہ الاسم من اقشعر: بالوں کا جسم پر کھڑے ہو جانا۔ وجد: محبت۔ اجانب: اجنبی کی جمع ہے۔ بیگانہ۔

ترجمہ

جب میں اپنے حبیب کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک کرتا ہوں تو عشق و محبت کے باعث میرے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جسے بیگانوں کا علم نہیں پا سکتا صرف اہلِ نسبت اور یگانوں کو ہی اس کی حقیقت کا شعور ہو سکتا ہے

۶ وَاَلْفٰی لِرُوْحِیْ عِنْدَ ذٰلِكَ هَزَّةً
وَاُنْسًا وَّرَوْحًا دُوْنَ وَثْبَةِ وَاثِبِ

شرح حضرت ناظم: هزة: جنبانیدن۔ وثبہ: جست کردن۔

یعنی می یابم روح خود را نزدیک یاد کردن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جنبش والفت وتازگی غیر جست کردن جست کننده ۔

اشاره بآں است کہ خرق و صاعق و وثبہ از احوالِ لطیفہ قلبیہ است وانس مقتضی جنبش معنوی است وآں از احوال لطیفہ روحیہ است ۔

تشریح مشکل الفاظ

ہزہ : جنبش دینا، حرکت دینا۔ وثبہ : کودنا، اچھلنا ۔

ترجمہ

ذکر حبیب کے وقت میں اپنی روح کے لیے ایک ایسی جنبش اور انس اور راحت محسوس کرتا ہوں جس کا کودنے والے کے کودنے سے کوئی تعلق نہیں ۔

اس آخری شعر میں لطیفہ قلبیہ کے تین احوال کی طرف اشارہ ہے یعنی خرق (پھٹنا) صعق (بجلی کا کودنا) ۔ وثبہ : (جنبش پیدا کرنا) اور انس جنبش معنوی کا مقتضی ہے اور یہ لطیفہ روحیہ کے احوال میں سے ہے ۔

ان اصطلاحات کا حقیقی معنی اہل تصوف ہی سمجھ سکتے ہیں ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل یازدہم

در ابتہال بجناب آں حضرت
صلّے اللہ علیہ وسلم و اشارہ
بتمامی قصیدہ۔

ترجمہ

اس فصل میں سرور دو عالم محبوب خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں اظہار عجز و نیاز کیا گیا ہے۔ اور اس سے اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ انھیں درد بھرے اشعار پر اس قصیدہ کا اختتام ہے۔

۱ وَصَلّٰى عَلَيْكَ اللّٰهُ يَا خَيْرَ خَلْقِهٖ
وَيَا خَيْرَ مَأْمُوْلٍ وَيَا خَيْرَ وَاهِبِ

شرح حضرت ناظم

یعنی رحمت فرستد بر تو خدائے تعالے اے بہترین خلق خدا و اے بہترین کسیکہ امید او داشتہ شود و اے بہترین عطا کنندہ۔

تشریح مشکل الفاظ

مأمول: جس سے امید وابستہ کی جاتے۔ واہب: عطا فرمانے والا۔

ترجمہ

اے اللہ کی ساری کائنات سے بزرگ ترین رسول! اور اے تمام ان لوگوں سے بہتر جن سے خیر کی امید وابستہ کی جا سکتی ہے! اور اے ان تمام جود و عطا کرنے والوں سے زیادہ سخی! آپ پر اللہ تعالے کے درود ہوں۔

۲ وَيَا خَيْرَ مَنْ يُرْجٰى لِكَشْفِ رَزِيَّةٍ
وَمَنْ جُوْدُهٗ قَدْ فَاقَ جُوْدَ السَّحَائِبِ

شرح حضرت ناظم

رزیۃ : مصیبۃ۔ الجود : بالفتح المطر الواسع۔

یعنی واے بہترین کسیکہ امید داشتہ شود برائے ازالہ مصیبتہ۔ واے بہترین کسیکہ سخاوت او زیادہ است از باراں بارہا۔

تشریح مشکل الفاظ

رزیۃ : مصیبت، تکلیف۔ جود : جب جیم پر ضمہ ہو تو اس کا معنی سخاوت ہے اور جب جیم پر فتح ہو تو اس کا معنٰے موسلا دھار بارش ہے۔ سحائب : سحاب کی جمع ہے : بادل۔

ترجمہ

اے ان تمام لوگوں سے افضل جن سے مصائب دور کرنے کی امید کی جا سکتی ہے اور اے وہ نبی! جس کی سخاوت بادلوں کی موسلا دھار بارش سے بھی فوقیت رکھتی ہے۔

۳۔ فَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ رَاحِمُ خَلْقِهٖ
وَاَنَّكَ مِفْتَاحٌ لِكَنْزِ الْمَوَاهِبِ

شرح حضرت ناظم

یعنی گواہی می دہم کہ خدا تعالےٰ رحمت کنندہ بر بندگان خود است و تو اے رسول خدا! کلید گنج بخشش ہاتے۔

تشریح مشکل الفاظ

المواہب : جمع ہے۔ اس کا واحد الموہبۃ۔ اس کا معنٰے ہے : عطیہ۔

کنز : خزانہ۔

ترجمہ

پس میں گواہی دیتا ہوں کہ بلاشبہ اللہ تعالے اپنی مخلوق پر رحمت فرمانے والا ہے، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کی ذات اقدس و اطہر اللہ تعالے کے عطیات کے خزانوں کی کنجی ہے۔

۴ وَاَنَّكَ اَعْلَى الْمُرْسَلِيْنَ مَكَانَةً
وَاَنْتَ لَهُمْ شَمْسٌ وَهُمْ كَالثَّوَاقِبِ

شرح حضرت ناظم

گواہی می دہم کہ تو بلند ترین پیغمبرانی در مرتبہ و تو بمنزلہ آفتابی ایشاں را و ایشاں بمنزلہ ستارہا اند۔

تشریح مشکل الفاظ

ثواقب جمع ہے ثاقب کی۔ چمکدار ستارے۔

ترجمہ

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کا مرتبہ تمام رسولوں سے اعلیٰ و ارفع ہے۔ اور آپ کی ذات ان کے لیے آفتاب ہے اور وہ ستاروں کی مانند ہیں۔

تشریح

علامہ شرف الدین بوصیری نے اپنے شہرہ آفاق قصیدہ بردہ شریف میں اس حقیقت کو اس طرح بیان فرمایا ہے:

وَکُلُّ آیٍ اَتَی الرُّسُلُ الْکِرَامُ بِہَا
فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُوْرِہٖ بِہِمٖ

(یعنے جتنے معجزات اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسولوں نے پیش کئے ہیں بے شک انھیں یہ نعمت حضورؐ کے نور سے ہی ارزانی ہوئی ہے۔)

ے فَاِنَّہٗ شَمْسُ فَضْلٍ ھُمْ کَوَاکِبُہَا
یُظْہِرْنَ اَنْوَارَھَا لِلنَّاسِ فِی الظُّلَمِ

(بے شک حضور صلے اللہ علیہ وسلم فضیلت و بزرگی کے مہر عالمتاب ہیں اور سارے انبیاء اس آفتاب کے ستارے ہیں جو اندھیروں میں لوگوں کے لیے اپنے انوار کو ظاہر کرتے ہیں۔)

شعر ۵ وَاَنْتَ شَفِیْعٌ یَوْمَ لَا ذُوْ شَفَاعَۃٍ
بِمُغْنٍ کَمَا اَثْنٰی سَوَادُ بْنُ قَارِبٍ

شرح حضرت ناظم

یعنی تو شفیعی روزیکہ ہیچ شفاعت کنندہ نفع ندہد چنانکہ مدح تو گفتہ است سواد بن قارب۔

دریں کلمہ اشارتست بآنکہ ایں مصرع تضمین کردہ شدہ است از سواد بن قارب بلکہ ایں قصیدہ تتبع قصیدہ او است کہ در خدمت حضرت پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم انشاد کردہ و مرتبہ قبول یافتہ۔

ترجمہ: آپ قیامت کے روز جب کہ کسی شفاعت کرنے والے کی شفاعت

نفع نہیں دے گی آپ اس روز شفاعت فرمائیں گے جو بارگاہ الٰہی میں قبول ہو گی۔ جس طرح حضرت سواد بن قارب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ثنا گستری کی ہے۔

اس کلمہ میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ یہ مصرع سواد بن قارب کا ہے جس پر تضمین کی گئی ہے بلکہ درحقیقت یہ سارا قصیدہ آپ کے قصیدہ کی پیروی میں لکھا گیا ہے جو رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں پڑھا گیا اور جس کو شرف قبولیت نصیب ہوا۔

تشریح جنات کی تبلیغ کا ایک عجیب واقعہ علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔ آپ بھی ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت فاروق اعظمؓ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے آپ نے پوچھا تم میں سواد بن قارب ہے۔ خاموشی طاری رہی۔ آئندہ سال پھر آپ نے یہی سوال دہرایا۔ میں نے عرض کیا یہ سواد کون صاحب ہیں۔ فرمایا: ان کے ایمان لانے کا واقعہ بڑا عجیب و غریب ہے۔ اسی اثناء میں حضرت سواد بھی آپہنچے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: اپنے ایمان لانے کا واقعہ بیان کرو۔ سواد بولے اے امیرالمومنین! میں ہند میں تھا ایک جن میرا تابع تھا۔ ایک شب میں سویا ہوا تھا۔ اور اس نے آکر مجھے خواب میں کہا: اٹھو اور میری بات غور سے سنو اللہ تعالیٰ نے قبیلہ لوئی بن غالب سے ایک نبی مبعوث فرمایا ہے دوڑو اور اس پر ایمان لاؤ۔ تین رات یوں ہی ہوتا رہا۔ اس کے بار بار کہنے سے میرے دل میں اسلام کی محبت پیدا ہو گئی۔ میں اونٹنی پر سوار ہوا اور مکہ مکرمہ پہنچا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ لوگ حضور کے آس پاس حلقہ بنائے بیٹھے ہیں۔ جب حضور کی نظر مجھ پر پڑی تو فرمایا: مرحبا بك یا سواد بن قارب! قد علمنا ما جاء بك۔ (اے سواد! خوش آمدید جو تجھے لے آیا ہے ہم اس کو بھی جانتے ہیں۔) میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے چند شعر عرض کئے ہیں اجازت ہو تو پیش کروں

حضورؐ نے اجازت دی انھوں نے قصیدہ پیش کیا۔ ابتدا میں اپنے خواب کا واقعہ بیان کیا۔ پھر بڑے محبت بھرے انداز میں اپنے ایمان کا اعلان کیا۔ چند شعر آپ بھی سنئے۔

(۱) فَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ لَا رَبَّ غَیْرُهٗ
وَ اَنَّكَ مَأْمُوْنٌ عَلٰی كُلِّ غَائِبٖ

(میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی رب نہیں ہے اور آپ کو ہر قسم کے غیبوں کا امین بنایا گیا ہے۔)

وَ اَنَّكَ اَدْنَی الْمُرْسَلِیْنَ وَسِیْلَةً
اِلَی اللّٰهِ یَا ابْنَ الْاَكْرَمِیْنَ الْاَطَائِبِ

(اے بزرگوں اور پاکبازوں کے فرزند! تمام رسولوں سے آپ کا وسیلہ اللہ تعالےٰ کی جناب میں بہت قریب ہے۔)

فَمُرْنَا بِمَا یَاْتِیْكَ یَا خَیْرَ مُرْسَلٍ
وَ اِنْ كَانَ فِیْمَا جَاءَ شَیْبُ الذَّوَائِبِ

(جو وحی آپ کے پاس آتی ہے آپ ہمیں اس کا حکم دیجئے ہم حضور کے ارشاد کی تعمیل کریں گے خواہ تعمیل حکم میں ہمارے بال ہی سفید ہو جائیں۔)

وَ كُنْ لِیْ شَفِیْعًا یَوْمَ لَا ذُوْ شَفَاعَةٍ
سِوَاكَ بِمُغْنٍ عَنْ سَوَادِ بْنِ قَارِبِ

(یا رسول اللہؐ! اس روز سواد بن قارب کی شفاعت فرمائیے جب کہ حضور کے بغیر کسی کی شفاعت کوئی فائدہ نہ پہنچائے گی۔)

عشق و محبت، ایمان و یقین سے لبریز یہ اشعار سن کر حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہنس دیئے۔ یہاں تک کہ دندان مبارک ظاہر ہو گئے اور مجھے فرمایا: افلحت یا سواد! تو دونوں جہانوں میں کامیاب ہو گیا۔

۶ وَ اَنْتَ مُجِيْرِىْ مِنْ هُجُوْمِ مُلِمَّةٍ
اِذَا اَنْشَبَتْ فِى الْقَلْبِ شَرَّ الْمَخَالِبِ

شرح حضرت ناظم

مُلِمَّہ : وواقعہ و نازلہ بمعنی واحد۔

یعنی تو پناہ دہندہ منی از ہجوم کردن مصیبتے وقتیکہ بخلاند در دِل بدترین چنگالہا را

التشریح مشکل الفاظ

مجیر : پناہ دینے والا۔ ملمہ : مصیبت۔ انشبت : یہ باب افعال سے واحد مونث غائب کا صیغہ ہے۔ یہ باب انفعال نہیں ورنہ شعر کا وزن درست نہیں رہے گا۔ اس کا معنیٰ ہے : پنجہ گاڑھنا۔ مخالب : جمع ہے مخلب کی۔ درندہ کا پنجہ۔

ترجمہ

یارسول اللہ! آپ مجھے پناہ دینے والے ہیں جب مصیبت ہجوم کر کے آجائے اور اپنے اذیت ناک تیز پنجے میرے دل میں گاڑ دے۔

۷ فَمَا اَنَا اَخْشٰى اَزْمَةً مُدْلَهِمَّةً
وَلَا اَنَا مِنْ رَيْبِ الزَّمَانِ بِرَاهِبِ

شرح حضرت ناظم

یعنی پس نمی ترسم از سختی تاریک و نہ ہستم از گردش زمانہ ہراساں۔
و دریں بیت اشارتست بقبول استمداد و عود است بفاتحہ قصیدہ۔

تشریح مشکل الفاظ

ازمہ: مصیبت سختی۔ مدلھمۃ: تاریک۔ ریب الزمان: زمانہ کی گردش۔ راہب: ڈرنے والا۔

ترجمہ

پس میں تاریک اور سیاہ سختیوں سے نہیں ڈرتا اور نہ ہی میں زمانہ کی گردش سے خوفزدہ ہوں۔

۸۔ فَاِنِّیْ مِنْکُمْ فِیْ قِلَاعٍ حَصِیْنَۃٍ
وَحَدٍّ حَدِیْدٍ مِنْ سُیُوْفِ الْمُحَارِبِ

شرح حضرت ناظم

یعنی من در قلعہ ہائے محکمہ ام از جانب شما و در دیوار آہنم از شمشیر ہائے جنگ کنندہ۔
یعنی گو در حصار شمشیر ہا ام کہ بہ نصرت من و برائے دفع اعدائے من نصب کردہ باشند

تشریح مشکل الفاظ

قلاع: جمع ہے قلعہ کی۔ حصینہ: مضبوط، مستحکم۔ حدید: لوہا۔ حد: دیوار۔ محارب: جنگجو۔

ترجمہ

یارسول اللہ! مجھے اس لیے مصائب اور گردش زمانہ کا کوئی اندیشہ اور فکر نہیں کہ میں حضور کی نگاہ کرم سے مضبوط قلعوں میں محفوظ ہوں اور جنگ کرنے والے کی تلوار کے درمیان اور میرے درمیان ایک آہنی دیوار حائل ہے۔

تشریح: ان آخری چند اشعار میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے

بارگاہ رسالت میں صلوٰۃ والسلام عرض کرنے کے بعد حضور کے بارے میں اپنے اس عقیدہ کا بھی ذکر کیا ہے کہ آپ وہ بہترین ہستی ہیں جن سے امید وابستہ کی جاسکتی ہے۔ اور آپ وہ بہترین سخی ہیں جو اپنے سائل کی جھولی کو اپنی بخشش کے عطیات سے لبریز کر دیتے ہیں اور ساتھ ہی اس حقیقت کا بھی اظہار کیا کہ جب مصائب و آلام کے بادل چاروں طرف سے گھر کر آجائیں تو اس وقت ان کالی گھٹاؤں کو دور کرنے کے لیے حضور سے بڑھ کر اور کوئی ذریعہ نہیں ہے اور حضور کی سخاوت کے سامنے گھنگھور گھٹاؤں کی موسلا دھار بارش کی بھی کوئی وقعت نہیں۔ اور اس امر کی بھی تصریح کر دی کہ اللہ تعالےٰ کے عطیات کے خزانوں کی کنجی حضورؐ کی ذات اقدس و اطہر ہے۔ جس کو بھی انعامات الٰہی سے کوئی انعام ملا ہے وہ حضور کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور وسیلہ سے ملا ہے۔ اور حضرت سواد بن قارب کے قصیدہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ قیامت کے دن جو بڑا شدید اور مشکل دن ہوگا حضور ہی کی شفاعت ہم گنہ گاروں کی چارہ سازی فرمائے گی۔ اور آخر میں اپنے اس یقین کا اظہار کرتے ہیں کیونکہ حضور نے ازراہ نوازش اپنی توجہ اور عنایت کے مضبوط قلعوں میں مجھے پناہ دے دی ہے اس لیے مجھے نہ کسی مصیبت کا خوف ہے اور کسی گردش زمانہ کا فکر۔ بے شک جس خوش نصیب کو یہ سعادت ارزانی ہوتی ہے، لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون کا مژدہ اس کے سامع نواز ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب غلاموں کو بھی اپنے محبوب کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات کے ساتھ وہی عقیدت وہی محبت اور وہی عشق ارزانی فرماتے جو حضرت شاہ صاحب کو عطا فرمایا گیا تھا اور ہمیں بھی بارگاہِ رسالت میں اسی طرح سراپا عجز و نیاز بن کر اپنی فریاد کرنے کی سعادت بخشے تاکہ ہم بھی اندیشہ ہائے روزگار سے محفوظ ہو کر اطمینان کی زندگی بسر کریں۔

صرف حضرت شاہ صاحب ہی نہیں تمام اولیاء امت اور علماء ملت کا اپنے محبوب رسول کے ساتھ یہی تعلق استوار رہا ہے وہ ہمیشہ مشکل کے وقت میں کشود کار کیلئے بارگاہ رسالت میں فریاد و استغاثہ کرتے رہے ہیں اور حضور کی نظر توجہ کے طفیل اللہ تعالیٰ نے ان کی التجاؤں کو شرف قبول عطا فرمایا۔

۹ وَلَيْسَ مَلُوْمًا عَيُّ صَبٍّ اَصَابَهٗ
غَلِيْلُ الْهَوٰى فِيْ الْاَكْرَمِيْنَ الْاَطَائِبِ

شرح حضرت ناظم

یعنی نیست ملامت کردہ شدہ زبان بند شدن عاشقی کہ رسیدہ باشد اورا سوزش عشق در مدح بزرگاں و پاکاں۔

و دریں بیت اشارتست بختم سخن بعجز ادائے مدعا کہ لائق آنجناب باشد بدو سبب یکے آنکہ عشق مقتضی سکوت است۔ دیگر آنکہ مدح بزرگاں و پاکاں را پایانی نیست۔

تشریح مشکل الفاظ

ملوم: جس کو ملامت کی جائے۔ عیّ: زبان میں لکنت پیدا ہونا کسی بات کو صحیح طور پر بیان نہ کر سکنا۔ صب: عاشق۔ غلیل الھوی: عشق کی سوزش۔

ترجمہ

شاہ صاحب قصیدہ کو ختم کرتے ہوتے فرماتے ہیں: اگر عاشق سوزش عشق کی وجہ سے اپنے مدعا کو بیان کرنے سے قاصر رہے تو اسے ملامت نہیں کی جاتی کیونکہ اس کے عجز

کے دو سبب ہیں۔ پہلا سبب تو یہ ہے کہ عشق خاموشی کا تقاضا کرتا ہے محبوب کی بارگاہ میں مہر بلب ہو کر بیٹھنا ہی قرین ادب ہے۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ بزرگوں اور پاکوں کے فضائل ایک بے کراں سمندر ہیں جنھیں بیان نہیں کیا جا سکتا اس لیے میں بھی اب اس قصیدہ کو یہاں ختم کرتا ہوں اور اپنے عجز کا اور اپنے حبیب کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بے پایاں اوصاف و کمالات کا اعتراف کرتا ہوں۔

ختام

تامل باید کرد در اسلوب قصیدہ کہ بچہ قسم تشبیب کردہ شد و از آنجا تخلص کردہ آمد بمدح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وکلام را در آنجا بفنون بسیار ادا کردہ شد اور در آخر بیان عشق کردہ شد و چوں استحضار بمرتبہ کمال رسید ختام کردہ شد۔ و در آخر قصیدہ عود کردہ شد با بتدائے آں و اشعار بتمامی کردہ آمد۔ و ھذا ما علقناہ علی القصیدہ و قد فرغنا من ذلک الشرح یوم الثلثاء۔ الرابع والعشرین من ربیع الثانی ۱۱۶۵ھ ست و خمسین بعد الالف والمائۃ من الہجرۃ۔

ترجمہ

قصیدہ کے اسلوب بیان میں غور کرنا چاہیئے کہ تشبیب کس قسم کی ہے اور وہاں سے کس طرح مدح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف تخلص کیا گیا ہے اور کس طرح بہت سے اقسام پر گفتگو کی گئی ہے اور آخر میں ذات اقدس و اطہر سے جو عشق ہے

اس کو بیان کیا اور جب بارگاہ رسالت میں استحضار مرتبہ کمال کو پہنچا تو خطاب کیا گیا اور قصیدہ کے آخر میں بھی ابتدار کی طرف رجوع کیا گیا۔ اس طرح یہ اشعار پایۂ تکمیل تک پہنچے۔

یہ وہ شرح ہے جو ہم نے قصیدہ پر لکھی ہے اور اس سے ہم منگل کے دن ۲۴ ربیع الثانی ۱۱۵٦ھ فارغ ہوئے۔

خطّاطی:

میاں عبیداللہ

نوشہرہ درکاں (گوجرانوالہ)

قصیدہ ہمزیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

الحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ مولانا محمد سید المرسلین و علیٰ آلہٖ و اصحابہ اجمعین۔

امّا بعد :

می گوید فقیر ولی اللہ عفی عنہ درینولا قصیدہ ہمزیہ در مدح سرور انبیاء علیہ الصلوات والتسلیمات نظم کردہ شد۔ چوں بعض الفاظ آں محتاج تتبع کتب لغت بود بخاطر جماعۃ کہ مشق اشعار عرب نکردہ اند۔ بغیر ترجمہ معنی آں منقح نمی شد لہٰذا ترجمہ آں ابیات و معانی لغویہ آں املا کردہ ام۔ وَاللہ المیسر لکل عسیر۔ و آنرا شش فصل ساختیم۔

ترجمہ

سب تعریفیں اللہ تعالے کے لیے جو رب العالمین ہے اور صلوٰۃ وسلام ہو ہمارے آقا محمدؐ پر جو سید المرسلین ہیں اور آپ کی آل پر اور تمام صحابہ پر۔

اما بعد :

فقیر ولی اللہ عفی اللہ عنہ کہتا ہے کہ ایک قصیدہ ہمزیہ سرور انبیاء علیہ الصلوات و التسلیمات کی مدح میں نظم کیا گیا۔ اور چونکہ اس کے بعض الفاظ اس بات کے محتاج تھے کہ لغت عرب کی طرف رجوع کیا جائے اور وہاں ان کے معانی تلاش کیے جائیں اور وہ لوگ جو اشعار عرب کے سمجھنے کے خوگر نہیں ان کے لیے ترجمہ کے بغیر ان کا معنیٰ واضح نہیں ہوتا۔ اس لیے ان شعروں کا ترجمہ اور ان کے لغوی معنے لکھ دیئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آسان کرنے والا ہے ہر مشکل کو۔ اور اس قصیدہ کی چھ فصلیں بنائی گئی ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل اوّل

در تشبیب بطریق تازہ کہ
معہود شعرا نیست۔

ترجمہ :
پہلی فصل میں ایک نئے انداز سے تشبیب کی گئی ہے جو اس سے پہلے شعراء کے
نزدیک مروّج نہیں۔

۱؎ إِذَا أَخْبَرْتَ يَوْمًا عَنْ ضِيَاءٍ
فَلَا تَلْهَجْ بِبَدْرٍ أَوْ ذُكَاءٍ

شرح حضرت ناظم

لہج بالشئ ؛ اولع بہ ؛ ذکاء بالضم غیر مصروف آفتاب۔ لا یدخلہا الالف واللام۔
یعنی چوں بخواہی روزے خبر دادن از روشنی چیزے پس حریص مشو بذکر ماہ چہار دہم یا
ذکر آفتاب۔ یعنی تشبیب بماہ وآفتاب مکن۔

حل مشکل الفاظ

لہج بالشئ ؛ کسی شئے کی محبت میں وارفتہ ہونا۔ ذکاء ؛ ذال کے پیش کے ساتھ۔ یہ
غیر منصرف ہے۔ اس پر الف لام داخل نہیں ہوتا۔ اس کا معنی ہے ؛ سورج۔

ترجمہ

یعنی جب تو یہ چاہے کہ تو خبر دے کسی چیز کی چمک دمک سے تو اس وقت چودھویں
کے چاند یا سورج کے ذکر کرنے پر حریص نہ ہو۔ یعنی اس چیز کی روشنی کو چاند و سورج سے
تشبیہ نہ دے۔

ے

۲۔ وان تمدح بجود او سُمُوّ
فلا تنظر بجود او سماء

شرح حضرت ناظم

سمو: بلندی۔ جود: بالفتح مطر و بالضم الکرم۔

یعنی تو اگر ستائش خواہی بسخا یا بعلوء مرتبہ پس نگاہ مکن بسوئے باراں یا بسوئے آسمان یعنی سخی را وباراں و عالی قدر را بآسمان تشبیہ مکن۔

حل مشکل الفاظ

سمو: بلندی۔ جود: اگر جیم پر فتح ہو تو اس کا معنی بارش ہے۔ اگر پیش ہو تو اس کا معنی کرم اور سخاوت ہے۔

ترجمہ

اگر تو کسی چیز کی تعریف سخاوت یا علو مرتبہ سے کرے تو نہ بارش کی طرف دیکھ اور نہ آسمان کی طرف۔ یعنی سخی کو بارش سے اور عالی قدر شخص کو آسمان سے تشبیہ نہ دے۔

۳۔ ولا تذکر اخاطیٍّ ومَعْنًا
اذا کلمت فی مَعْنَی السَّخَآءِ

شرح حضرت ناظم

اخو القوم: واحد منہم۔ والمراد ہہنا حاتم الطائی۔ ومعن نام امیرے مشہور کہ در سخا بوستاں زنند شخصے از عرب در لفظ کلمت مناقشہ کرد کہ استعمال مشہور تکلمت است و

این مناقشہ بے اصل است۔ قال اللہ تعالےٰ : و یکلم الناس فی المھد وکھلا۔
و در احادیث بسیار یافتہ می سود گویند کلّمت فلانا و تکلمت مع فلاں۔

یعنی بیاد مکن حاتم طائی را و نہ معن بن یزید را چوں سخن گوئی در وصف سخاوت و در
معن و معنی تجنیس غیر نام است ۔

حل مشکل الفاظ

اخوالقوم : قوم کا ایک فرد۔ یہاں اخاطی سے مراد حاتم طائی ہے جو اس قبیلے کا ایک
مشہور و معروف فرد ہے۔ مَعن : ایک معروف مشہور امیر کا نام ہے۔ سخاوت میں اس کے
ساتھ مثال دی جاتی ہے۔ ایک اہل عرب نے کلّمت پر اعتراض کیا کہ اہل لغت کے
نزدیک تکلمت مشہور ہے کلمت مناسب نہیں لیکن اس اعتراض کی کوئی بنیاد نہیں ۔
قرآن کریم میں ہے : و تکلم الناس فی المھد وکھلا کہ عیسٰی علیہ السلام پنگھوڑے
اور پختہ عمر میں لوگوں کے ساتھ باتیں کریں گے۔ اور اسی طرح بہت سی احادیث میں بھی ہے :
کلمت فلانا اور تکلمت مع فلاں۔ یہ دونوں لفظ ایک ہی معنی میں استعمال ہوتے رہتے ہیں۔

یعنی جب تو سخاوت کا معنی بیان کرنے میں لب کشائی کرے تو تجھے اس بات کی
ضرورت نہیں کہ تو حاتم طائی اور معن کا ذکر کرے ۔

۴ وَلَا تَنْسُبْ اَخَا بَأْسٍ لِلَیْثٍ
وَلَا ذَا الرِّفقِ للرِّیحِ الرُّخَاءِ

شرح حضرت ناظم

نسبہ الی ابیہ ولابیہ الحقہ بہ من باب نصر۔ رخار؛ بالضم باد نرم۔
قال اللہ تعالے ؛ رخاء حیث اصابہ یعنی نسبت مکن صاحب حرب شدیدرا
و نہ صاحب نرمی اخلاق را لبوئے باد نرم۔

حل مشکل الفاظ

نسبہ الی ابیہ ولابیہ ؛ کسی کو کسی کے ساتھ ملا دینا۔ یہ باب نصر ینصر سے ہے۔
رخار ؛ آہستہ چلنے والی ہوا۔

ترجمہ

یعنے کسی جنگجو بہادر کو شیر کے ساتھ اور کسی نرم خُلق والے کو آہستہ آہستہ چلنے والی ہوا کے ساتھ منسوب مت کر۔

۵ وَاِنْ بَیَّنْتَ فِی الْمَنْظُوْمِ وَجْدًا
فَحَاشَا اَنْ تُشَبِّبَ بِالنِّسَاءِ

شرح حضرت ناظم

جار فی القوم حاشا زیدا ای الا زیدا وحقیقتہ معنی حاشاک فی ناحیۃ من الحاشیۃ۔
وہی الناحیۃ وحاشاہ ان لیفعل کذا ای بعدہ اللہ من ان لیفعل کذا کذا فی البردۃ مصرع
حاشاہ ان یحرم الراجی مکارمہ تشبیب الشعر نزقیقہ بذکر النسا۔
واگر بیان کنی در شعر عشق را پس خدا پناہ دہد از انکہ تشبیب کنی بجمال
زنان۔

حل مشکل الفاظ

حاشا: الا کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ حاشاک کا مفہوم یہ ہے کہ اس نے تجھے ایک کونہ میں کر دیا۔ عرب کہتے ہیں، حاشاہ ان یفعل کذا۔ یعنے اللہ تعالے اسے بچائے کہ اس سے یہ فعل سرزد ہو۔

قصیدہ بردہ میں ہے: حاشاہ ان یحرم الراجی مکارمہ۔ یعنے اللہ تعالیٰ پناہ دے کہ کوئی امید کرنے والا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے مکارم اخلاق سے محروم ہو۔

تشبیب کا معنی یہ ہے کہ عورتوں کے ذکر سے اپنے شعر کو لطیف وخوشگوار بنانا۔

ترجمہ

اگر تو اشعار میں عشق کو بیان کرے تو خدا تجھے اس سے بچائے کہ عورتوں کے حسن و جمال سے تو تشبیب کرے۔

۶ فَتِلْكَ شَرَائِعُ لِلشِّعْرِ قِدْمًا
وَقَدْ نُسِخَتْ بِخَتْمِ الْأَنْبِيَاءِ

شرح حضرت ناظم

قدما: ظرف یعنے در زمان پیشین خا برائے تعلیل است۔

یعنی منع از تشبیب بماہ وآفتاب و از تشبیہ بباراں وآسماں از تشبیہ مع حاتم ومعن و از تشبیہ بشیر و باد نرم و از تشبیب بجمال نسار از سبب است کہ ایں ہمہ راہ ہا واسلوبہا است درفن شعر شدہ اند در زمان پیشین وشریعت ہائے پیشین منسوخ شدہ است بخاتم الانبیاء علیہ الصلوات والتسلیمات مراد آنست کہ بعد وجود

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدح بنی آدم بایں تشبیہات حیف عظیم است زیرا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکمل اند از جمیع در ہر وصفے ازیں اوصاف پس حق مدح آں است کہ بآنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشبیہ دادہ شود نہ بغیر او وایں لطیفہ شعریست مسمّی بادعائے تعلیل راہ ہا واسلوبہا را شرائع می تواں گفت بحسب وضع لغت وشریعتہا بحسب عرف شرع منسوخ شدہ است بآنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اعتماد بریں مسامحہ کردہ تعلیل می نماید بعد ازاں پرورش کردہ شد ایں مضموں را بچندیں بیت دیگر۔

حل مشکل الفاظ

قدماً، ظرف ہے یعنی گذشتہ زمانہ میں۔ تلک پر فا تعلیل کے لیے ہے یعنے یہ جو منع کیا گیا ہے کہ چاند اور سورج، بارش اور آسماں، حاتم اور معن، شیر اور باد نرم کے ساتھ تشبیہ مت دو اور عورتوں کے حسن سے تشبیب سے روکا گیا ہے، اس کا یہ سبب ہے کہ یہ ساری راہیں اور اسلوب فن شعر میں پہلے زمانوں میں تھے اور پہلی شریعتیں خاتم انبیاء علیہ الصلوات والتسلیمات کی آمد سے منسوخ ہو گئیں۔ مقصد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موجود ہونے کے بعد بنی آدم کی مدح میں ان تشبیہات کا ذکر ظلم عظیم ہے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ تمام لوگوں سے ان جملہ اوصاف میں اکمل تریں ہیں۔ پس مدح کا حق یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تشبیہ دی جائے نہ کسی اور کے ساتھ یہ ایک شعری لطیفہ ہے جسے ادّعا تعلیل کہتے ہیں یعنے کسی چیز کے بارے میں یہ فرض کر لینا کہ یہ چیز اس کی علت ہے۔

راہوں اور اسلوبوں کو لغت کے اعتبار سے شرائع کہا جا سکتا ہے لیکن شریعت کے عرف میں جملہ شرائع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آمد سے منسوخ ہو گئیں۔ اس مسامحت

پر اعتماد کرتے ہوتے اس کو علت بنا دیا۔ اس کے بعد اسی مضمون کو چند دیگر اشعار میں مزید وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔

۷ فَهَلَّا قُلْتَ اِذْ حَاوَلْتَ مَدْحًا
بِبَأْسٍ اَوْ سَخَاءٍ اَوْ سَنَاءٍ

شرح حضرت ناظم

سنٰی بالقصر، روشنی برق و سنآء، بمد، بلندی قدر۔

یعنی پس چرا نگفتی چوں قصد کردی مدح را بشدت حرب یا سخا، یا بلندی مرتبہ۔

حل مشکل الفاظ

سنٰی اگر مقصور ہو تو اس کا معنی بجلی کی روشنی اور اگر ممدود ہو تو اس کا معنی مرتبہ کی بلندی ہے۔

ترجمہ

یعنے تم نے یہ کیوں نہ کہا کہ جب تو نے کسی کی تعریف کا ارادہ کیا شجاعت، سخاوت یا بلندی مرتبہ سے۔

۸ اَرٰى طَيْفًا يُذَكِّرُنِىْ عُهُوْدًا
بِطَيْبَةَ حَيْثُ مُجْتَمَعُ الرَّجَاءِ

شرح حضرت ناظم

ایں مقولہ ہلّا است۔ طیف خیال۔ طیبہ از اسماء مدینہ منورہ است۔

یعنی می بینم کہ بیاد می دھد مرا حالت ھائے گزشتہ بمدینہ منورہ جائیکہ اجتماع انواع امید آنجا است۔ حاصل آنست کہ کمال مدح آدمی باعتبار شجاعت وسخاوت وبلندی قدر آنست کہ گفتہ شود کہ ایں وقائع ناشید ازیں اخلاق خیال طیفی است ازاں حالت ہا کہ درمدینہ منورہ زذات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صادر می شد وبیاد می دھد ایں وقائع آں حالات شریفہ را غیرایں مدح متصور نیست زیرا نکہ ہیچ کس را بلوغ بمبلغ اخلاق آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ممکن نہ۔ پس غایت مدح آنست کہ نمایشی باشد از اخلاق کریمہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم رخیال طیفی باشد از آنچہ آنجا واقع شد۔

حل مشکل الفاظ

یہ شعر طلاقلت کا مقولہ ہے۔ طیف کا معنی ہے: خیال۔ طیبہ: مدینہ منورہ کے مبارک ناموں میں سے ایک نام ہے۔

ترجمہ میں ایسا خیال دیکھتا ہوں کہ مجھے ان احوال کی یاد دلاتا ہے جو مدینہ منورہ میں گزرے جو ہر قسم کی امیدوں کے جمع ہونے کی جگہ ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ کسی آدمی کی مدح کا کمال باعتبار شجاعت، سخاوت اور بلندیٔ مرتبہ کے یہ ہے کہ کہا جائے کہ یہ واقعات ان اخلاق کے تصور سے پیدا ہوئے جو مدینہ منورہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات سے صادر ہوتے۔ اور یہ واقعات ان پاکیزہ حالات کی یاد کو تازہ کرتے ہیں جن کے بغیر مدح کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ کوئی شخص بھی اخلاق میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قریب تک نہیں پہنچا پس سب سے اعلیٰ قسم کی ستائش یہ ہے کہ اس شخص میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمہ کی کوئی جھلک پیدا ہو جائے۔

۹ أَشِيمُ بِهِ وَمِيضًا مِنْ وَمِيضٍ
تَأَلَّقَ فِي الْبَقِيعِ وَفِي قُبَاءِ

شرح حضرت ناظم

شام البرق ای نظر الیہ اومیض البرق، اومض البرق۔ و ومض ایماضا و ومضا و ومیضا لمع خفیاً۔ قولہ اشیم بہ بدل است از اری طفیاً۔ بدل جملہ من جملہ ہمچنیں احس و تذکرنی و تشوقنی در ابیات آئندہ۔ واقع موقع بدل است۔

تألق: درخشیدن۔

یعنی می بینم بسبب عروض آں طیف روشنی را از درخشیدن برق کہ درخشندہ است در بقیع الغرقد کہ میدانی است قریب مدینہ و مقابر صحابہ آنجا است و در قبا کہ عالیہ است از عوالی مدینہ و اول نزول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آنجا بودہ است حاصل آں است کہ چنانکہ لمعان برق می آید و زود می رود ہمیں صفت از وقائع شجاعت و سخاوت و بلندی مرتبہ مرداں آثار فاضلہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہ دریں امکنہ بود بنظر می آید و عن قریب مخمی میگردد زیرا کہ مشابہتے دارد اما مشابہتہ ناقصۃ۔

حل مشکل الفاظ

شام البرق، اس نے بجلی کی طرف دیکھا۔ ومیض، بجلی کی چمک۔ لغت میں اومض البرق اور ومض ایماضاً و ومضاً و ومیضاً، ایسی چمک جو پوشیدہ ہو۔ اشیم بہ کا جملہ پہلے جملہ اری طیفاً کا بدل ہے اور اسی طرح آئندہ اشعار میں احس، تذکرنی، تشوقنی میں بھی بدل ہے تألق کا معنی ہے، چمکنا۔

ترجمہ

یعنی اس خیال کے پیش آنے سے میں اس روشنی کو دیکھ رہا ہوں جو بقیع الغرقد میں بجلی کے چمکنے سے نمودار ہو رہی ہے۔ اور بقیع الغرقد، مدینہ طیبہ کے قریب ایک میدان ہے جہاں صحابہ کرام کے مزارات پُر انوار ہیں جسے آج کل ہم جنت البقیع کہتے ہیں، اور قبا، مدینہ طیبہ کی نواحی بستیوں میں سے ایک بستی ہے۔ حضور علیہ السلام نے ہجرت کے موقع پر سب سے پہلے وہیں نزول اجلال فرمایا تھا۔

خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح بجلی کی چمک آناً فاناً آتی ہے اور چلی جاتی ہے اسی طرح لوگوں کی شجاعت سخاوت اور بلندیٔ مرتبہ کے واقعات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آثار فاضلہ سے ان مکانوں میں نظر آتے ہیں پھر محو ہو جاتے ہیں کیونکہ مشابہت تو ہے لیکن یہ مشابہت ناقص ہے۔

۱۱ أُحِسُّ بِهِ نَسِيمًا مِنْ فُتُوحٍ!
تَنَسَّمَ مِنْ كُدًى أَوْ كَدَاءِ

شرح حضرت ناظم

تنسمت الریح ، اذا ہبّت نسیمہا نسیم ۔ باد خوش ۔ کداء ، بالفتح والمد الثنیۃ العلیا مما یلی المقابر و کدیٰ بالضم و الثنیۃ السفلی مما یلی باب العمرۃ ۔ و کدیٌّ ، موضع باسفل مکۃ و فی قصہ فتح مکّۃ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم دخلہا یوم الفتح من کداء لشعر حسان بن ثابت

ع تثیر النقع مطلعہا کداء

یعنی احساس میکنم بسبب آں طیف بادی خوش از فتوح کہ وزندہ بودہ است

ازموضع کدیؔ یا ازثنیۃ کدار۔

حل مشکل الفاظ

تنسمت الریح: جب خوشگوار ہوا چلتی ہے تو اہلِ عرب کہتے ہیں تنسمت الریح۔

کدآر: وہ اونچا ٹیلہ جو مقابر کے قریب ہے۔ اور کُدی: وہ ٹیلہ جو پست ہے اور باب العمرہ کے ساتھ ملحق ہے۔

کُدی: مکہ کے نشیب میں ایک جگہ کا نام ہے۔ فتح مکہ کے واقعہ میں یہ مذکور ہے کہ حضور علیہ السلام اس روز کداء سے داخل ہوئے اور حضرت حسان کے شعر سے اس حقیقت کا پتہ چلتا ہے۔ آپ کا مصرعہ ہے:

ع تثیر النقع مطلعها کداء

(یعنے اس تصور طیبہ کی وجہ سے مجھے نسیم صبح کا احساس ہو رہا ہے جو کُدی کے موضع سے یا کدار کے ٹیلہ سے چل رہی تھی۔)

لہ تُذَکِّرُنِی اَحَادِیْثُ التَّصَافِیْ

مقامات بثور اوحراءِ

شرح حضرت ناظم

اصفیتہ اذا اخلصت لہ۔ تصافینا۔ تخالصنا۔ المعنی اخلاص العبد لربہ فی طاعتہ و اخلاص الرب لہ فی حسن جزائہ۔ مقامات یعنی الوقائع۔ ثور: جبل نزل بہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وابوبکر ثلاث لیال عند ارادتہما الہجرۃ: الحراء: جبل تعبد فیہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم قبل النبوۃ۔

یاد می دہد مرا پیچیدہائے صوفیاں در اخلاص ومحبت خالصہ آں وقائع راکہ گزشتہ است در جبل ثور و در جبل حراء یعنی قصص صوفیہ عن آخرہا نمائشی است از وقائع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہ دریں دو مکان بوقوع آمد۔

حل مشکل الفاظ

اصفتیہ : جس وقت تو اس کے لیے خلوص کا اظہار کرے۔ تصافنیا : آپس میں ایک دوسرے کے لیے خلوص کا اظہار کرنا۔ یہاں معنی یہ ہے کہ بندے کا اپنے رب کی اطاعت میں اخلاص اور رب کریم کا اپنے بندے کو بہتر جزا دینے میں اخلاص۔ مقامات : یعنے واقعات جو رو پذیر ہوتے۔ ثور : اس پہاڑ کا نام ہے جس میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین رات تک سفر ہجرت میں قیام فرما رہے۔ الحراء : اس پہاڑ کا نام ہے جس میں اعلان نبوت سے قبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عبادت الٰہی میں مشغول رہا کرتے تھے۔

ترجمہ

صوفیہ کے باہمی اخلاص ومحبت کے واقعات مجھے ان واقعات کی یاد دلاتے ہیں جو جبلِ ثور میں اور جبلِ حراء میں رو پذیر ہوئے تھے یعنی صوفیاً کے تمام قصے درحقیقت خلوص وللہیت میں ایک جھلک ہیں۔ ان واقعات کی جو ان دو مقامات پر وقوع پذیر ہوتے۔

۱۲ تُشَوِّقُنِی لِاَحْوَالٍ تَفَضَّتْ
بِسَلْعٍ اَوْ نَوَاحِی بِیْرِحَاءٍ

شرح حضرت ناظم

تقضّی : سپرے شدن۔ یعنی مشتاق می گرداند اخبار تصافی بجانب آں احوال کہ گزشتہ است بجبل سلع یا در نواحی بئر حآر۔ السلع جبل قریب المدینۃ کان عندہ وقعۃ الخندق البئر حآر : بئر کان لابی طلحۃ الانصاری کان النبی صلے اللہ علیہ وسلم یدخلہا ویشرب من ماء فیہا۔ طیب : فلما نزلت لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبّون تصدق بہا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ علےٰ اقاربہ و نبی عمہ والقصۃ مشہورۃ۔ باید دانست کہ آنچہ مذکور شد از منع اسالیب مشہورہ در شعر و از ابداع اسلوب غریب کہ تشبیہ است بآنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در خصال نیک وخلق فاضل مقرون بکمال ادب کہ گویم آنچہ در مرداں یافتہ می شود خیالے است طفیف و بیبیے است از برق بنسبت آنچہ در ذاتِ مقدس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بود تشبیہے تازہ است کہ عبد ضعیف بآں مہتدی شدہ والحمد للہ باز ایں جا انتقال کردہ شد بوصف عشق وتخلص ہم بطوری جدید واقع شد۔

حل مشکل الفاظ

تقضی کا معنی گزر جانا ہے۔

یعنی اخلاص وللہیت کی خبریں مجھے ان حالات واقعات کا مشتاق بنا دیتی ہیں جو سلع کی پہاڑی یا حآر کے کنویں کے قرب وجوار میں وقوع پذیر ہوئے۔

السلع : مدینہ طیبہ کے قریب ایک پہاڑ کا نام ہے جہاں خندق کا واقعہ پیش آیا۔

البئر حآء : ایک کنویں کا نام ہے جس کے مالک ابوطلحہ انصاری تھے اور حضور علیہ السلام وہاں تشریف لے جاتے اور اس کا پاکیزہ پانی نوش فرماتے۔ اور جب یہ آیت

نازل ہوئی : لن تنالوا البر...(الایۃ) تو حضرت ابوطلحہ نے اپنے اس محبوب ترین مال کو اپنے رشتہ داروں، اپنے چچا کے لڑکوں پر صدقہ کر دیا۔ یہ واقعہ کتب احادیث میں مشہور ہے۔

جاننا چاہیے کہ مشہور اسالیب کے ذکر کرنے سے منع کیا گیا اور تشبیہ میں ایک نیا بدیع اسلوب اختیار کیا گیا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خصال حمیدہ اور اخلاق فاضلہ سے تشبیہ دی جاتے۔ میں کہتا ہوں کہ لوگوں میں جو کمالات پائے جاتے ہیں وہ حضورؐ کے محامدؐ محاسن کے اوصاف کے مقابلہ میں ان کی حیثیت ایسی ہے جیسے ایک خیال محض یا بجلی کی ایک چمک۔ یہ بالکل نئی تشبیہ ہے جس کی طرف اللہ تعالےٰ نے اپنے اس ضعیف بندے کی راہنمائی کی ہے اور اس پر میں اس کی حمد بجا لاتا ہوں یہاں سے پھر اب عشق کا بیان شروع ہوتا ہے اور ایک نئے انداز سے پہلے مضمون سے دوسرے مضمون کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔

بسم الله الرحمن الرحیم

فصل دوم

۱۔ تَصَوَّرْتُ الدِّيَارَ فَهَامَ قَلْبِيْ
وَهَيَّجَ ذِكْرُهَا مِنِّيْ بُكَائِيْ

شرح حضرت ناظم

ہیجاں سرگشتگی از عشق۔

یعنی تصور کردم دیار حبیب را چوں ذکر طیبہ و بقیع و قبار و مانند آں آمد پس سرگشتہ شد دل من و برانگیخت یاد کردن آں دیار از من بکائے مرا۔

حل مشکل الفاظ

ہیجان، عشق کی وجہ سے جو بے چینی اور اضطراب پیدا ہوتا ہے۔

ترجمہ

یعنی میں نے اپنے محبوب کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دیار کا تصور کیا اور جب طیبہ بقیع، قبا اور اس قسم کے دیگر مقامات کا ذکر آیا تو میرا دل فرط عشق سے مضطرب ہوگیا اور ان مقامات کی یاد نے مجھے رونے پر مجبور کر دیا۔

۲۔ رَوَتْ عِنْدِيْ شَمَائِلَ عَنْ حَبِيْبٍ
فَأَبْكَتْنِيْ وَزَادَتْ مِنْ عَنَائِيْ

شرح حضرت ناظم

روایت کرد آں دیار خوبیہا را از محبوب پس گریانید مرا و زیادہ ساخت محنت

مرا در ذکر روایت شمائل کہ کتابے است مشہور ولفظ عن ابہام اطباق است ۔

ترجمہ

ان مقامات نے میرے محبوب کے شمائل کی روایت میرے سامنے بیان کی اور مجھے اپنے محبوب کی یاد دلاکر رُلا دیا اور میرے رنج وغم میں اضافہ کر دیا ۔

۳ أَيَا قَلْبِىْ بِاَحْزَانِى تَقَطَّعْ
فَلَا سُلْوَانَ لِىْ بَعْدَ النَّوَاءِ

شرح حضرت ناظم

سلوان بوزن السلطان ، دوا رئیلی بہ المحزون ۔ النوار کالفراق وزناً ومعنیً ای دل بسبب احزان من پارہ پارہ شو زیرا آنکہ دوا تسلی بخش نیست مرا بعد فراق محبوب ۔

حل مشکل الفاظ

سلوان بوزن سلطان ، وہ دوا جو غمزدہ دل کو تسلی دے ۔ نوار ، وزن اور معنی کے لحاظ سے فراق ۔

ترجمہ

یعنی اے دل ! میرے رنج وآلام کے باعث تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جا ، کیونکہ محبوب کی جدائی کے بعد کوئی دوا مجھے سکون نہیں پہنچا سکتی ۔

۴ وَيَا صَدْرِىْ بِاٰلَامِىْ تَشَقَّقْ
وَلَا اَرْضٰى لِنَفْسِىْ بِالْبَقَاءِ

شرح حضرت ناظم

واے سینہ من بسبب دردہائے من بشگاف زیرآنکہ راضی نیستم ببقا براے نفس خود۔

حل مشکل الفاظ

تنشقق: پھٹ جانا۔

ترجمہ

اے میرے سینہ! اپنے محبوب کے فراق میں جس رنج والم سے میں دوچار ہوں اس کے باعث پھٹ جا، مجھے اپنی زندگی کی ضرورت نہیں ہے۔

۵ فَهَلْ مِنْ مُشْتَرٍ رُوْحِیْ بِرَوْحٍ
یُرَوِّحُنِیْ بِوَعْدٍ مِنْ لِقَاءٍ

شرح حضرت ناظم

روح: بالضم: جان۔ رَوح: بالفتح: آسائش۔

آیا خریدکنندہ ہست جان مرا بآسائشی آسائش دہد مرا وعدہ ازلقائے محبوب یعنی آسائش بمن رساند وجان مرا غلام کند میان رُوح و رَوح

حل مشکل الفاظ

رُوح: را مضموم ہو تو اس کا معنی جان ہے اور را مفتوح ہو تو اس کے معنی آسائش و آرام ہے۔

ترجمہ: کیا کوئی ایسا شخص ہے جو میری جان کو اس خوشی کے بدلے

خرید لے اور مجھے اس رنج فراق سے وصال کے وعدہ سے آرام پہنچا دے۔

۶ۓ يُبَشِّرُنِيْ بِنُعْمٍ بَعْدَ بُؤْسٍ
وَإِسْعَادٍ لَهَا بَعْدَ الشِّقَاءِ

شرح حضرت ناظم

بدل است یبشّرنی بدل جملہ از جملہ۔ نعم، نازکی و راحت۔ ضد بؤس ہر دو بضم اوّل وسکون ثانی۔

یعنی بشارت دہد مرا بآسودگی بعد محنت و بشارت دہد بنیک بختی جاں بعد بدبختی آں۔

حل مشکل الفاظ

نُعم، نزاکت و راحت، اور بؤس، رنج وسختی۔ دونوں کا فا رکلمہ مضموم اور عین کلمہ ساکن ہے۔ یہ سارا جملہ بدل ہے سابقہ جملہ یروحنی کا۔

ترجمہ

کوئی ایسا ہے جو فراق کے رنج والم کے بعد مجھے وصال کی خوشیوں کی بشارت دے اور میری شومئ قسمت کو سعادت مندی سے تبدیل کر دے۔

۷ۓ وَقَالُوْا أُخْرُجْ تَنَزَّهْ فِيْ مُرُوْجٍ
لِتَسْلُوَ مِنْ تَبَارِيْحِ الْبَلَاءِ

شرح حضرت ناظم

تنزہ : بصحرا رفتن ۔ مرج : بسکون وسط : سبزہ زار ۔ برحا مشقت وتبریح ہم چناں ۔
یعنی گفتند نصیحت کنندگان برائی از خانہ سیر کن در سبزہ زار ہا تا تسلی یابی از مشقت ہائے بلائے عشق ۔

حل مشکل الفاظ

تنزہ : تفریح کے لیے صحرا میں نکلنا ۔ مَرج : سبزہ زار ، مرغزار ۔ تباریح : جمع ہے تبریح کی ۔ اس کا معنیٰ مشقت اور برحا کا بھی یہی معنی ہے ۔

ترجمہ

میرے ناصحین نے میری حالت زار کو دیکھ کر مجھے کہا کہ گھر سے باہر نکلو اور سبزاروں کی سیر کرو تاکہ عشق کی تکلیف کی مشقتوں سے تمھیں کچھ سکوں نصیب ہو ۔

۸ وَمَا عُذْرُ الْمَشُوْقِ اِذَا تَلَاهٰى
خَلِیَّ الْقَلْبِ فِیْ شَرْعِ الْوَفَاءِ

شرح حضرت ناظم

المشوق : شاقہ : مشتاق ساخت او را ۔ شوق آرزومند گردانیدن و آرزومند شدن مشوق : عاشق ۔ تلاہٰی : بازی کردن ۔ خلی : بے غم ۔ ضد شجی ۔
جواب آں ناصح می گوید وچیست عذر عاشق در شرع وفا وقتیکہ بازی کند بے غم شدہ دل او ۔
یعنی در شرع وفا آں گناہیست کہ عذر ندارد ۔

حل مشکل الفاظ

المشوق : شاق سے اسم مفعول ہے جس کو مشتاق بنا دیا گیا ہو۔ شوق : کسی چیز کی آرزو دل میں پیدا کرنا۔ اس لیے عاشق کو مشوق کہتے ہیں۔ تلہّٰی : لہو و لعب میں مشغول ہو جانا۔ خلی : وہ دل جو غم سے خالی ہو۔ اس کی ضد شجی ہے جس کا معنی وہ دل جو غم سے پُر ہو۔

ترجمہ

اپنے ناصحین کو جواب دیتے ہیں کہ وفا کی شریعت میں وہ عاشق کیا عذر پیش کر سکتا ہے کہ اگر وہ کسی وقت غمِ عشق کو فراموش کر کے لہو و لعب میں محو ہو جائے۔

وفا اور عشق کی شریعت میں یہ ایسا گناہ ہے جس کا کوئی عذر نہیں۔

۹ بِجُبِّ الْحُبِّ قَدْ اَمْسٰی رَهِیْنًا
فَمَا بَالُ الْحَدَائِقِ وَالْفَضَاءِ

شرح حضرت ناظم

جُبّ : چاہ عمیق۔ حدیقہ : باغ۔ فضا : میدان واسع۔

ایں جواب دیگر است۔ بچاہِ عشق در ماندہ شام کردہ است پس چہ حال است باغ ہا و میدان واسع را۔

یعنی درچاہِ عشق افتادہ را باغہا و میدان واسع بچہ کار آید در جُب و حب تجنیس خطی واقع شدہ۔

حل مشکل الفاظ

جُبّ : گہرا کنواں۔ حدائق : حدیقہ کی جمع ہے باغ۔ فضا : کھلا میدان۔

ترجمہ

اپنے ناصحین کو دوسرا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ جو شخص محبت کے گہرے کنوئیں میں قیدی بنا دیا گیا ہو اس کو پُر بہار باغوں اور کھلے میدانوں سے کیا واسطہ۔ جُب اور حب میں تجنیس خطی ہے یعنی دونوں لکھنے میں ایک جیسے ہیں۔

۱۰ وَمَنْ قَاسىٰ اَذىً مِنْ مَاءِ عَيْنٍ
فَهَلْ يُغْنِيْهِ شَيْئًا عَيْنُ مَاءٍ

شرح حضرت ناظم

المقاساۃ: معالجۃ الامر الشدید۔

یعنی و ہر کہ یافتہ باشد محنت از آب چشمہ آیا سود می دہد او را ہیچ سود دادن چشمہ آب یعنی کسیکہ پیوستہ گریاں است از دیدن چشمہا چہ فائدہ دارد، در ماء عین و عین ماء قلب واقع شدہ۔

حل مشکل الفاظ

مقاساہ: کسی تکلیف دہ چیز کو چکھنا۔

ترجمہ

یعنی جو شخص اپنی آنکھوں سے ہر لحظہ بہنے والے آنسوؤں کی مصیبت میں مبتلا ہو اسے کسی پانی کے چشمے کو دیکھ کر کیونکر سکون حاصل ہو سکتا ہے، یعنے تم مجھے سیر و تفریح کی نصیحت کرتے ہو مجھے ہجر یار میں رونے سے ہی فرصت نہیں میں چشمہ جاری کو دیکھ کر کیا کروں گا۔

مارعین اور عین مار صنعت قلب ہے یعنی دو لفظوں میں تقدیم و تاخیر کر دی گئی ہے۔

۱۱؎ وَقَالُوْا انْظِمْ قَصِيْدًا فِيْ مَدِيْحٍ
يُخَفِّفُ بَعْضَ مَابِكَ مِنْ عَنَاءٍ

شرح حضرت ناظم

قصید: پارہ شعر۔ کذلک القصیدہ کالسفین والسفینۃ۔

گفتند ناصحاں نظم کن قصیدہ در مدح کہ سبک کند از تو بعض آنچہ می یابی از رنج یعنے خاطر خود را بفکر شعر مشغول کن تا تخفیف رنج تو باشد۔

حل مشکل الفاظ

قصید اور قصیدہ کا ایک ہی معنی ہے: مجموعہ اشعار۔ جس طرح سفین اور سفینہ ہم معنی ہیں۔

ترجمہ

میرے ناصحین کہتے ہیں کہ تم کسی کی مدح سرائی میں قصیدہ نظم کرنا شروع کر دو اس وجہ سے تمہارے حزن و ملال میں تخفیف ہو جائے گی یعنے اپنے دل کو شعر لکھنے میں مشغول کر دو تاکہ تمہارے دکھ میں کمی آجائے۔

۱۲؎ وَاَنِّيْ لِلْمُعَنّٰى مِنْ قَصِيْدٍ
يُوَشِّحُهٗ بِمَدْحٍ اَوْهِجَاءٍ

شرح حضرت ناظم

تعنیہ رنج دادن؛ وشاح؛ وشی من ادیم یتحلی بہ ور بمایرصّع بالجوہر۔

جواب می گوید کہ از کجا میسر شود رنج دیدہ را قصیدہ شعر مزین کند او را بمضامین مدح یا ہجو باید دانست کہ ازیں جا تخلص کردہ شد بمدح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

حل مشکل الفاظ

تعنیہ، کسی کو تکلیف دینا، مُعنّٰی مفعول ہے جس کو تکلیف دی گئی ہو۔ وشاحٌ: زیب و زینت، جس سے کسی چمڑے کو مزیّن کیا جاتا ہے اور بسا اوقات جواہرات سے اسے مرصع کیا جاتا ہے۔

ترجمہ

حضرت شاہ صاحب اپنے ناصحین کو جواب دیتے ہیں:

ایک رنجیدہ خاطر انسان کے لیے یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ قصیدہ لکھے اور فخر سخن کرے اور اسے مدح یا ہجو سے مزین و آراستہ کرے۔

اس شعر سے اب وہ مدح سرور انبیاء کی طرف رجوع کر رہے ہیں۔

۱۳ وَاِنْ لَا بُدَّ تَمْدَحُ ذَا مَعَالٍ
فَحَسْبُكَ مَدْحُ خَيْرِ الْاَصْفِيَاءِ

شرح حضرت ناظم

علا بالفتح والمد: بلندی در قدر۔ معلاۃ کذلک والجمع معالی۔

واگر ناچار مدح کنی صاحب بلندی ہائے قدر را پس کافیست مدح بہترین اصفیاء یعنی ذات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم۔

حل مشکل الفاظ: علا کا معنی ہے، مرتبہ کی بلندی۔ معلاۃ کا معنی بھی یہی ہے

معالی اس کی جمع ہے۔

ترجمہ

یعنی اگر ناچار تو کسی عالی مرتبت شخصیت کی مدح سرائی کرنا ہی چاہتا ہے تو تیرے لیے پھر تمام پاکوں کے سردار یعنی حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی کافی ہے۔

۱۴ وَإِنْ تَمْدَحْ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَوْمًا
فَحَاذِرْ اَنْ تُقَصِّرَ فِي الثَّنَاءِ

شرح حضرت ناظم

واگر مدح کنی پیغامبر خدا را روزے پس احتیاط کن ازاں کہ تقصیر کنی در ثنائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ

اور اگر تجھے کسی دن اللہ کے محبوب رسول کی مدح کی توفیق نصیب ہو تو خبردار اللہ کے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کی ثناگستری میں کوتاہی نہ کرنا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل سوم

در نکتہ تازہ در مدح
آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ

اس میں سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی میں ایک نکتہ تازہ بیان کیا گیا ہے۔

۱؎ وَحَاشَا اَنْ تَقُوْلَ لَهُ الْمَعَالِیْ
بِهٖ كُلَّ الْمَعَالِیْ وَالْعُلَاءِ

شرح حضرت ناظم

خدا پناہ دہد ترا ازاں کہ گوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم را است بلند قدریہا کہ ایں تقصیر است در مدح وے صلے اللہ علیہ وسلم بلکہ حق سخن آنست کہ بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متقوم است انواع بلند قدریہا مفصلا و تمام بلند قدری مجمل اند۔

ترجمہ

اللہ تعالے تجھے یہ کہنے سے محفوظ رکھے کہ تو یہ کہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں یہ عالی قدریں ہیں کیونکہ ایسا کہنا آنسرور صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی میں کوتاہی کرنے کے مترادف ہے سچی بات تو یہ ہے کہ جتنی بلند قدریں ہیں مفصل ہوں یا مجمل سب کو یہ عزتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے نصیب ہوئی ہیں۔

۲؎ كَرِيْمٌ اِنْ تَجَمَّعَتِ الْمَعَالِیْ
تَرَاىْ فِیْ جَنْبِهٖ مِثْلَ الْهَبَاءِ

شرح حضرت ناظم

الحال اثبات می کند ایں مضموں را بدلیل و می گوید آں کریم است کہ اگر جمع شوند

ہمہ بلندی ہا دیدہ شود آں خوبی ہا در پہلوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مانند غبار۔

ترجمہ

اب حضرت شاہ صاحب پہلے مضمون کو دلیل سے ثابت کرتے ہیں فرماتے ہیں:
حضور نبی کریم کی ذاتِ اقدس وہ ذات کریم ہے جب سارے اوصاف کمال اور محامد حسنہ جمع کر دیئے جائیں تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان کی حقیقت گرد و غبار کی مانند ہے۔

۳۔ مَعَالِی النَّاسِ اِنْ اَمْعَنْتَ فِکْرًا
بَرَازِخُ فِی اِنْتِقَاصٍ وَاعْتِدَاءٍ

شرح حضرت ناظم

برزخ: حجاب متوسط، اخلاق فاضلہ مردم اگر دور دور روی در فکر متوسط است درکمی و زیادہ یعنی ہر خلق فاضل توسط است در افراط و تفریط مانند شجاعت کہ برزخ است درجبن و تھور و حکمت کہ برزخ است در سفہ و جربزہ و علیٰ ھٰذا

حل مشکل الفاظ

برزخ: حجاب جو دو چیزوں کے درمیان حائل ہو۔

ترجمہ

اگر لوگوں کے اخلاق فاضلہ میں تم دور دور تک اپنا فکر دوڑاؤ تو تمھیں معلوم ہو گا کہ وہ کمی اور زیادتی کے درمیان ہیں یعنے ہر اچھا خلق افراط و تفریط کی درمیانی حالت کو کہا جاتا ہے جیسے شجاعت بزدلی۔ اور تھور کی درمیانی حالت کو کہتے ہیں۔ اسی طرح

حکمت، بیوقوفی اور چالاکی کی درمیانی حالت کو کہتے ہیں۔

۴ هُوَ الْفَرْدُ الَّذِی یُنْمٰی اِلَیْهِ
لِیُعْرَفَ حَالُ دَانِیْهِمْ وَنَاءِ

شرح حضرت ناظم

یُنمٰی الیہ ای ینسب الیہ دنا یدنو ای قرب۔ نای ینای ای بعد۔

اوست آں مرد کہ نسبت کردہ می شود بسوئے او سائر افراد را تا شناختہ شود حال قریب از میان ایشاں و حال بعید از میاں ایشاں یعنے شناختن اخلاق فاضلہ نمی تواند بود الا بشناخت فرد معتدل کامل الاعتدال پس ہر چہ دراں فرد یافتہ شود خلق فاضل است و آنچہ ازوے متجاوز و جانب افراط یا بجانب تفریط آں خلق غیر فاضل است۔ بعض آنچہ متجاوز است نیز متفاوت ہر چہ بایں فرد نزدیک تر است بہتر از آنچہ دور افتادہ و آں فرد معتدل ذات معلّی آنحضرت است صلے اللہ علیہ وسلم چوں خلق فاضل متحقق و متشخص نمی شود الا باآں فرد کامل پس اخلاق فاضلہ متقوم باوست۔

حل مشکل الفاظ

یُنمٰی: کسی چیز کو کسی کی طرف منسوب کرنا۔ دنا یدنو: قریب ہونا۔ نای ینای: دور ہونا۔

ترجمہ

یعنے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ ذات ہے جن کی نسبت سے افراد کو پہچانا جاتا ہے کہ وہ اعتدال و میانہ روی سے قریب ہیں یا دور۔ یعنے اخلاق فاضلہ کی پہچان اس وقت تک نہیں ہوسکتی جب تک کہ ایک فرد ایسا نہ ہو جو معتدل ہو اور

اس کا اعتدال کامل ہو۔ پس جو خلق ایسے شخص میں پایا جائے گا وہ خلق فاضل ہوگا اور جو اس سے متجاوز ہوگا خواہ افراط کے لحاظ سے خواہ تفریط کے لحاظ سے وہ خلق غیر فاضلہ ہوگا۔ پھر حد اعتدال سے تجاوز بھی یکساں نہیں۔ اس کے بھی مختلف درجے ہیں کوئی حدِ اعتدال سے تھوڑا دُور ہوتا ہے کوئی زیادہ دُور۔ جو کم دور ہوگا وہ افضل ہوگا اس سے جو زیادہ دُور ہے اور وہ فرد معتدل جو معیار کامل ہے اخلاقِ فاضلہ اور اخلاقِ غیر فاضلہ کے لیے وہ ذات معلّیٰ ہے آں سرور صلے اللہ علیہ وسلم کی اور کوئی خلق فاضل نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس فردِ کامل کے ساتھ اس کو نسبت نہ ہو، تو معلوم ہوا کہ حضورؐ کی ذات مبارکہ ہی اخلاق فاضلہ کی متقوّم ہے۔

۵ کَاَطْرَافِ الدَّوَائِرِ حِیْنَ یُعْزیٰ لِمَرْکَزِھَا بِقُرْبٍ وَّ انْتِوَاءٖ

شرح حضرت ناظم

العزو بالفتح۔ انتواء البعد۔

مانند اطراف دوائر یعنی اجزائے محیط دائرہ و سطح آں وقتیکہ نسبت کردہ شود بسوئے مرکز آں دائرہ بقرب و بعد گفتہ شود ایں طرف نزدیک است و آں طرف دُور معرفت موضع آنطرف و نسبت از دائرہ متحقق نشود تا آنکہ نسبت کنند او را بمرکز دائرہ ہمچناں اخلاق متفاوتہ را تا نسبت بفرد معتدل ندہند موضع او از اعتدال و تفریط و افراط شناختہ نشود۔

حل مشکل الفاظ

العزو: نسبت کرنا۔ انتواء: بُعد، دُوری۔

ترجمہ

یعنے جیسے کہ دائرے کے اطراف یعنی محیط دائرہ کے اجزاء اور اس کی سطح کو مرکز کی طرف نسبت کر کے قریب اور بعید کہا جا سکتا ہے کہ یہ طرف نزدیک ہے اور وہ طرف دور۔ جب تک مرکز سے اس کی نسبت متحقق نہ ہو اس کو دور نزدیک نہیں کہا جا سکتا۔ اسی طرح مختلف اخلاق کو جب تک کامل الاعتدال فرد سے منسوب نہ کیا جائے تو یہ پتہ نہیں چلتا کہ وہ حد اعتدال سے کتنا قریب ہے اور کتنا دور رہے، اور افراط و تفریط کی کیفیت پہچانی نہیں جا سکتی۔

۶ وَبِهٖ صَارَتْ مَعَالِيْهِمْ مَعَالِيْ
بِلَا رَيْبٍ هُنَاكَ وَلَا خَفَاءِ

شرح حضرت ناظم

بسبب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شد معالی بنی آدم از قسم معالی بغیر شک دریں مسئلہ وبغیر خصوصیت یعنی ثابت شد بایں بیان واضح کہ معالی متحقق نہ شد الّا بذات مطہر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وحقیقت معالی متقوم بذات اوست صلی اللہ علیہ وسلم پس مدح کامل آنحضرت است صلے اللہ علیہ وسلم کہ گوئیم کہ در ذات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمع شد اخلاق فاضلہ چنانکہ جمہور ما دحان می گویند۔

ترجمہ: ارباب اخلاق عالیہ کے اخلاق حضور کے طفیل ہی بلند ہوئے ہیں

یہ ایسا مسئلہ ہے جس میں کوئی شک نہیں کوئی خفا نہیں پس حضور علیہ السلام کی کامل مدح یہ ہے کہ ہم یہ کہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس میں جملہ اخلاق فاضلہ یکجا ہو گئے ہیں جیسے کہ اکثر مادحین نبوت نے تسلیم کیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل چہارم

در نکتۂ دیگر از مدح آن
نیز فکر تازہ است۔

ل وَفِيْ اِرْسَالِهٖ لِلنَّاسِ طُرًّا
اِشَارَاتٌ لِاَصْحَابِ الْوِلَاءِ

شرح حضرت ناظم

طرًّا : ای جمیعًا۔

در فرستادن خدائے تعالےٰ آنحضرت را صلے اللہ علیہ وسلم برائے مردماں ہمہ ایشاں اشارت ہا است اصحاب دوستی را۔ یعنے آنانرا کہ محبت پیغامبر علیہ الصلوٰۃ والسلام علے الوجہ الاتم دارند و آنحالت را درعرف صوفیہ فنا فی الرسول گویند۔

حل مشکل الفاظ

طرًّا : تمام۔ ولاء : محبت، دوستی۔

ترجمہ

اللہ تعالےٰ نے حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام انسانوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے اس فعل میں اصحاب محبت کے لیے بہت سے اشارات ہیں۔

اصحاب الولاء سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے دل حضورؐ کے عشق سے لبریز ہیں اور جن کی زندگی حضور کی غیر مشروط اطاعت سے عبارت ہے۔ عرف صوفیہ میں اس مقام کو فنا فی الرسول کہتے ہیں۔

۲ـہ فَلَا صَادٍ یُّ غَلِیْلَ الْقَلْبِ اِلَّا
وَیَصْدُرُ مِنْ نَدَاءٍ بِارْتِوَاءٍ

شرح حضرت ناظم

صادٍ : تشنہ، پیاسہ۔ غلیل : سوزش سینہ بسبب تشنگی۔ النداء : ہو العطاء۔ الارتواء : سیراب شدن۔

پس نیست ہیچ تشنہ کہ سوزش سینہ دارد دل وے مگر رجوع میکند از عطائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسیرابی۔

حاصل آنست کہ ہر فردے از افراد بنی آدم بر استعدادے مخلوق شدہ است وبعد ریاضت ومقام معین برحسب ہمہ استعداد خود خواہد رسید و در اثنائے ریاضت قبلہ ہمت وے ہمہ مقام است۔ وبالطبع تشنہ ہمہ مقام چوں ثابت شد کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث شدہ برائے اصلاح جمیع افراد بنی آدم لازم آمد کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم موصل ہر مستعد باشند بمقامے کہ بالطبع تشنہ آنست۔

حل مشکل الفاظ

صادی : تشنہ، پیاسہ۔ غلیل : وہ سوزش جو پیاس کی وجہ سے سینہ میں محسوس ہوتی ہے۔ النداء : عطیہ بخشش۔ الارتواء : سیراب ہونا۔

ترجمہ

کوئی ایسا پیاسہ نہیں جو اپنے سینہ میں پیاس کی جلن محسوس کرتا ہے مگر جب وہ حضور کی عطا وبخشش کی طرف رجوع کرتا ہے تو سیراب ہو جاتا ہے۔

تشریح

حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اس شعر کا خلاصہ یہ ہے کہ اولاد آدم میں سے ہر شخص کو ایک مخصوص استعداد پر پیدا کیا گیا ہے اور ریاضت کے بعد اپنی استعداد کے مطابق وہ ایک مقرر مقام پر رسائی حاصل کرتا ہے اور ریاضت کے دوران میں اس کی ہمت کا قبلہ وہی مقام ہے اور طبعًا اس مقام تک پہنچنے کا شوق اس کو بے تاب رکھتا ہے جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت مبارکہ اولاد آدم کے تمام افراد کی اصلاح کے لیے ہے تو ثابت ہو گیا کہ سرور عالمیاں صلے اللہ علیہ وسلم ہر مستعد کو اپنے مقام تک پہنچانے والے ہیں جس کی پیاس وہ اپنی طبیعت میں محسوس کرتا ہے۔

معلوم ہوا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنے ہر غلام کے ساتھ تعلق ہے اور اپنی نگاہِ کرم سے اس کی استعداد کے مطابق اس کی تربیت فرمائی جا رہی ہے تاکہ وہ اس مقام تک رسائی حاصل کرلے جو اس کے لیے فضل خداوندی نے مقدر کیا ہو۔

۳۔ فَفِيْهِ رَقِيْقَةٌ بِاِزَاءِ كُلٍّ
وَكُلُّ رَقِيْقَةٍ سِرُّ اِقْتِدَاءِ

شرح حضرت ناظم۔

پس در آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نقطۂ باریکے است وبمقابلہ ہر فرد از امت و ہر لفظ سر اقتدائے شخصے است باں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یعنے لطائف بارزہ و کامنہ بایں مثابہ جامعیت دارند کہ بہر اعتبار و بہر وجہ مقتدائے خلق تواند شد۔

دریں کلمہ کہ رقیقہ بازار کل وکل رقیقہ قلب واقع شد۔

حل مشکل الفاظ

رقیقۃ : نقطہ باریک۔ بازار : بالمقابل۔ اقتدار : پیروی۔

ترجمہ

یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس میں اپنی امت کے ہر فرد کے مقابلہ میں ایک باریک نقطہ ہے اور ہر نقطہ اس شخص کی پیروی کا راز ہے جس کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق ہے یعنی ظاہری اور پوشیدہ لطائف اس طرح حضورؐ کی ذات میں جامعیت سے موجود ہیں کہ ہر اعتبار سے اور ہر وجہ سے حضور اس کے شایاں ہیں کہ مخلوق حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے۔ اور اطاعت کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھے۔

اس کلمہ میں صنعت قلب ہے یعنے پہلے ایک لفظ مقدم ہے جیسے رقیقۃٌ بازار کُل، اور دوسرے میں مقدم کو مؤخر اور مؤخر کو مقدم کر دیا گیا جیسے کُل رقیقۃ۔

۴ تَعَالَى اللّٰهُ لَا تَحْسِبْهُ فَرْدًا
يَفُوْقُ النَّاسَ طُرًّا فِى الْعُلَاءِ

شرح حضرت ناظم

بزرگ است خدا گمان مکن آنحضرت را صلے اللہ علیہ وسلم فرد واحد از افراد بنی آدم کہ فائق شدہ است از مردماں ہمہ ایشاں در بلندی مرتبہ چنانکہ اکثر مادحاں ذکر میکنند۔

ترجمہ

اللہ تعالے بزرگ و بلند ہے یہ گمان مت کر کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اولادِ آدم

میں سے ایک فرد واحد ہیں اور دوسرے تمام فرزندان آدم سے بلندی مرتبہ میں فائق اور اعلیٰ ہیں جس طرح کہ اکثر مدح کرنے والوں نے ذکر کیا ہے۔

۵ وَلٰكِنَّ الْحَقَائِقَ قَدْ تَدَاعَتْ
مُمَثَّلَةً اِمَامَ الْاَتْقِيَاءِ

شرح حضرت ناظم

مداعی: تفاعل است از دعوت فی الحدیث تداعت علیکم الامم ای اجتمعوا و دعا بعضهم بعضاً۔ وفی الحدیث اذا اشتکی بعض الجسد تداعی الیہ سائر الجسد بالحمی والسہر ۔ ودعا بعضہ بعضاً۔

ایں مگو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرد واحد است فائق شدہ بر سائر افراد لکن ایں را بگو کہ حقیقت ہائے افراد بنی آدم یک دیگر خواندہ جمع شدہ صورت گرفتہ است بشکل امام متقیاں کہ ذات مکرم جناب اوست صلے اللہ علیہ وسلم۔ وایں مضمون ہماں می مانند کہ حکیمی گفتہ است:

ولیس علی اللہ بمستنکر ان یجمع العالم فی الواحد۔

حل مشکل الفاظ

تداعی: باب تفعل ہے دعوت مصدر سے۔ حدیث شریف میں ہے: تداعت علیکم الامم۔ یعنے ایک وقت وہ آئے گا کہ ساری امتیں جمع ہو کر تم پر ٹوٹ پڑیں گی۔ دوسری حدیث میں ہے: اذا اشتکی بعض الجسد تداعی الیہ سائر الجسد بالحمی والسہر ای دعا بعضہ بعضاً۔ یعنے جب جسم کا کوئی عضو

بمار ہوتا ہے تو جسم کا باقی حصہ ایک دوسرے کو پکارتا ہے بخار اور بے خوابی سے یعنی زخم پاؤں میں ہو تو بخار سارے جسم کو ہو جاتا ہے اور سارا جسم نیند سے محروم رہتا ہے۔

ترجمہ

یہ مت کہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک فرد واحد ہیں اور باقی افراد پر فوقیت اور برتری رکھتے ہیں بلکہ یہ کہو کہ تمام بنی آدم کے افراد کی حقیقتیں ایک دوسرے کو ملا کر جمع ہوگئیں اور امام اتقیاء کی صورت مبارکہ میں ظہور پذیر ہوگئی ہیں۔ اور یہ مضمون اس مضمون سے مماثلت رکھتا ہے جو کسی حکیم نے کہا ہے : فلیس علی اللہ بمستنکر...الخ
اللہ پر یہ کوئی مشکل نہیں کہ وہ سارے جہاں کو ایک ذات میں جمع کردے۔

○

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل پنجم

در نکتہ سوم کہ نیز فکر تازہ است۔

ترجمہ :

اس میں تیسرا نکتہ بیان کیا گیا ہے اور یہ بھی تازہ اور جدید فکر ہے۔

۱۔ وَفِی أَمْرِ الشَّفَاعَةِ حِيْنَ يُدْعَى
لَهَا مِنْ بَعْدِ عُذْرِ الْاَنْبِيَاءِ

شرح حضرت ناظم

اصحاب فنا فی الرسول را اشارات ہا است در قصہ شفاعت وقتیکہ خوانده شوند آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم برائے شفاعت بعد عذر آوردن پیغمبران۔

یعنی ہر پیغامبرے عذرے تقریر کند و گوید نفسی نفسی ایتوا فلاناً تا آنکہ پیش آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آیند و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمانید : اَنَا لَهَا اَنَا لَهَا۔

ترجمہ

یعنے قصۂ شفاعت میں بھی اصحاب فنا فی الرسول کے لیے کئی اشارے ہیں یعنے اس وقت جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو شفاعت کے لیے عرض کیا جائے گا جب کہ تمام انبیاؑ عذر پیش کر چکے ہوں گے۔

یعنے ہر پیغمبر کی خدمت میں روز محشر مخلوق خدا حاضر ہو کر شفاعت کی التجا کرے گی، لیکن ہر پیغمبر عذر پیش کرے گا اور نفسی نفسی کہے گا اور انھیں کہے گا کہ فلاں پیغمبر کے پاس جاؤ، آخر کار شفیع المذنبین صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالی میں ہر طرف سے مایوس ہو کر خلق خدا حاضر ہو گی اور شفاعت کی درخواست کرے گی۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے : انا لہا انا لہا۔ یعنے اللہ تعالے نے مجھے یہ مقام بخشا ہے کہ میں آج

تمھاری شفاعت کروں۔

۲ے فَیَرْحَمُھُمْ بِدَعْوَتِہٖ جَمِیْعًا،
فَیُکْرِمُھُمْ بِاَصْنَافِ الْعَطَاءِ

شرح حضرت ناظمؒ

پس رحم کند خدا تعالیٰ افراد بنی آدم را ہمہ ایشاں بدعا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وگرامی کند ایشاں را بانواع عطا۔

اشارہ باں است کہ شفاعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رسندہ است بہر فرد بنی آدم از جہت خلاص از انتظار باز صالحاں بشفاعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم زیادہ ثواب یابند از آنچہ پاداش اعمال ایشاں بودہ است واہلِ صغائر را طہارت وصلوٰۃ و صوم و صدقہ و ذکر و تلاوت مکفر ذنوب گردد بسبب شفاعت آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلم واہلِ کبائر پارہ در اوّل مرّہ خلاص شوند برکت شفاعت آنحضرت صلّے اللہ علیہ وسلم وپارہ در دوزخ معذّب مانند بعد زمانے خلاص یابند پیش از وقتیکہ اعمال ایشاں آنرا تقاضا کردہ است از جہت شفاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وایں است سرّ قول شریف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم : فھی نائلۃ انشاء اللہ من قال لا الٰہ الا اللہ من قلبہ۔

ترجمہ:

پس اللہ تعالےٰ تمام اولاد آدم پر محبوب رب العالمین صلے اللہ علیہ وسلم کی دُعا کے طفیل رحم فرماتے گا اور ان کو طرح طرح کے انعامات سے مشرف فرمائے گا۔

اس شعر میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے تمام اولادِ آدم کو حصہ ملے گا۔ بعض کو تو جان لیوا انتظار سے نجات ملے گی نیکوں کو حضور کی شفاعت کے طفیل ان کے نیک اعمال کا ثواب کئی گنا زیادہ ملے گا اور جو لوگ صغیرہ گناہوں کا ارتکاب کرتے رہے ہیں وضو، نماز، روزہ، صدقہ، ذکر اور تلاوت قرآن کو ان کے گناہ کا کفارہ بنا دیا جائے گا اور جو لوگ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرتے رہے ہیں ان میں سے بعض کو تو حضور علیہ السلام کی شفاعت کی برکت سے بخش دیا جائے گا اور کچھ کو دوزخ میں مبتلائے عذاب کیا جائے گا لیکن اپنے گناہوں کے باعث جس لمبے عرصے تک انھیں دوزخ میں رہنا چاہیئے تھا اس میں تخفیف کر دی جائے گی اور قبل از وقت انھیں دوزخ سے رہائی مل جائے گی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک میں یہی راز پنہاں ہے۔ فھی نائلہ ....الخ یعنے میری شفاعت پہنچنے والی ہے ہر اس شخص کو جس نے صدق دل سے کہا: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ۔

۳۔ کَاُنْبُوْبٍ لِرَحْمَتِہٖ تَعَالٰی
وَمَا الاُنبوبُ اِلّا قَیْسُ مَاءٍ

شرح حضرت ناظم

انبوب: آنچہ از قصبہ مجوف می باشد یقال بینہما قیس رمح وقاس رمح یعنے بقدار یک رمح۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در امر شفاعت مانند فوارہ است برائے رحمتِ خدا تعالیٰ۔ و نیست فوارہ مگر باندازہ آب۔

حاصل آنست کہ در محشر رحمتِ الٰہی برائے افراد بنی آدم نازل می شود و طلب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بمنزلۂ فوارہ اوست شرف فوارہ از آب کہ در وے می جوشد می تواں دانست چنیں آب را چنیں فوارہ می بایست ۔

حل مشکل الفاظ

انبوب : وہ بانس جو اندر سے خالی ہو۔ قیس رمح یا قاس رمح : کا ایک معنے ہے: ایک نیزہ کی مقدار۔

ترجمہ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم امر شفاعت اللہ تعالیٰ کی رحمت کے لیے فوارہ کی مانند ہیں اور فوارہ اس پانی کی مقدار کے مطابق ہوتا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ محشر میں اللہ تعالےٰ کی رحمت تمام بنی آدم پر نازل ہو گی اور حضورؐ کی طلب فوارہ کے مطابق ہو گی۔ اور فوارے کی عزت و قدر اس پانی سے ہوتی ہے جو اس میں جوش مارتا ہے چنانچہ یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ اس قسم کے پانی کے لیے اس قسم اور اس مقدار کا فوارہ چاہیئے۔

○

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل ششم

○

در مخاطبہ جناب عالی علیہ افضل الصلوات
و اکمل التحیات و التسلیمات ۔

ترجمہ

اس میں سرورعالم صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عرض نیاز کی جارہی ہے۔

۱؎ وَآخِرُ مَا لِمَادِحِہٖ اِذَا مَا
اَحَسَّ الْعِجْزَ عَنْ کُنْہِ الثَّنَاءِ

شرح حضرت ناظم

کنہ الشی، حقیقۃ۔

و آخر حالت کہ ثابت است مادح آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم وقتیکہ احساس کند نارسائی خود را از حقیقت ثنا۔

حل مشکل الفاظ

کنہ الشی، کسی چیز کی حقیقت۔

ترجمہ

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ثناگو جب حقیقتِ ثناگوئی سے اپنی نارسائی کا احساس کرتا ہے تو اس وقت آخر میں اس پر یہ حالت طاری ہوتی ہے۔

۲؎ یُنَادِیْ ضَارِعًا لِخُضُوْعِ قَلْبٍ
وَ ذُلٍّ وَّابْتِہَالٍ وَّ الْتِجَاءٍ

شرح حضرت ناظم

ضراعۃ، بالفتح خواری وزاری۔ ابتھال، اخلاص در دُعا۔

آنست کہ ندا کند زار و خوار شدہ بشکستگی دل و اظہار بیقدری خود و باخلاص در مناجات بہ پناہ گرفتن۔

حل مشکل الفاظ

ضراعۃ: عاجزی اور ذلت۔ ابتہال: دعا میں اخلاص اور زاری کی انتہا یہ ہے کہ خوار و شکستہ دل ہو کر اپنی بے مائیگی کا اظہار کرے اور بڑے اخلاص کے ساتھ بارگاہ رسالت میں یوں مناجات کرے۔

۳۔ رَسُوْلَ اللّٰہِ یَا خَیْرَ الْبَرَایَا
نَوَالَکَ اَبْتَغِیْ یَوْمَ الْقَضَاءِ

شرح حضرت ناظم

بایں طریق اے رسول خدا، اے بہترین مخلوقات عطا ترا می خواہم۔ روز فیصل کردن یعنی روز حشر و حساب۔

ترجمہ

یا رسول اللہ! اے اللہ کی ساری مخلوق سے بہتر! ہم قیامت کے دن حضور کی عطا کے خواستگار ہیں۔

۴۔ اِذَا مَا حَلَّ خَطْبٌ مُدْلَھِمٌّ
فَاَنْتَ الْحِصْنُ مِنْ کُلِّ الْبَلَاءِ

شرح حضرت ناظم

حلول: فرود آمدن۔ خطب: کار عظیم۔ مدلھم: ادلھام: تاریک شدن لیلۃ مدلھمۃ۔ وقتیکہ فرود آئید کار عظیم در غایت تاریکی پس توئی پناہ از ہر بلا۔

حل مشکل الفاظ

حلول: اترنا۔ خطب: بہت بڑی مصیبت۔ مدلھم: تاریک۔ حصن: قلعہ پناہ گاہ۔

ترجمہ

جب آپ کے اس غلام پر کوئی بڑی تاریک مصیبت نازل ہو جائے اے میرے حبیب! آپ ہی میرے لیے قلعہ پناہ ہیں ہر مصیبت سے۔

۵ اِلَيْكَ تَوَجُّهِىْ وَبِكَ اِسْتِنَادِىْ
وَفِيْكَ مَطَامِعِىْ وَبِكَ ارْتِجَائِىْ

شرح حضرت ناظم

بسوئے تو است رو آوردن من و بتو است پناہ گرفتن من۔ و در تو است امید داشتن من۔

ایں است آنچہ در ترجمہ قصیدہ ہمزیہ مفتوح شدہ کان ذالک یوم الخمیس احدی عشر من شہر جمادی الاولی ۱۱۷۷ھ۔ الحمد للہ تعالیٰ اولاً و آخراً۔

ترجمہ

ان مصیبت کے لمحوں میں یا رسول اللہ! میں اپنا رُخ حضور کی ذات کی طرف کرتا ہوں

اور حضور کی ذات کے دامن میں ہی پناہ لیتا ہوں اور میری ساری امیدیں حضور کی ذات سے ہی وابستہ ہیں۔

یہ ہے جو قصیدہ ہمزہ کے ترجمہ کے سلسلہ میں اللہ تعالےٰ نے مجھ پر الہام فرمایا۔ اور یہ اختتام خمیس کے دن ہوا بتاریخ ۱۱ر جمادی الاولیٰ ۱۴۱۱ھ۔ الحمد للہ اولاً و آخراً۔

خطاطی:

(میاں) عبیداللہ

نوشہرہ ورکاں (گوجرانوالہ)

قرآن کتابِ ہدایت ہے۔
مکمل ضابطۂ حیات ہے۔

قرآن ہماری دُنیوی اور اُخروی کامیابی کا ضامن ہے۔
قرآن کو سمجھنے اور اُس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

پیر محمد کرم شاہ صاحب ازہری کی معرکہ آرا تفسیر

خوبصورت ترجمہ ۔ بہترین تفسیر

ضیاء القرآن

فہمِ قرآن کا بہترین ذریعہ ہے

ترجمہ: جس کے ہر لفظ سے اعجازِ قرآن کا حُسن نظر آتا ہے
تفسیر: اہلِ دل کے لیے درد و سوز کا ارمغان

ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور

صاحبانِ ذوق و محبت اور اربابِ فکر و نظر

مژدۂ جانفزا

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر

حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کے

بہار آفریں قلم سے نکلا ہوا لازوال شاہکار
درد و سوز اور تحقیق و آگہی سے معمور تصنیف

ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مکمل سیٹ سات جلدیں